

تحلیاتِ صفدر

سناظر اسلام ترجمانِ اہلسنت وکیلِ امان
حضرت مولانا محمد امین صفدر اکاؤنٹی

ترتیبِ تہمیل و تصحیح

مولانا نعیم احمد

مدرس: جامعہ غیر المدارس ملتان شہر

مکتبہ اسلامیہ

میلنگان - پاکستان فر ۵۳۹۶۵

تجلیاتِ صفدر

جلد اوّل

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ

صفحہ	فہرست مضامین	صفحہ
۲۹	مؤلف کی طرف سے اشاعت کا اجازت نامہ	۱
۳۰	درد بھری کہانی..... خود مؤلف کی زبانی	۲
۳۳	مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب گرامی کا نکتہ	۳
۳۴	مکتوب گرامی	
۳۵	ابتدائیہ	۴
۳۷	حالات مؤلف (برادر مؤلف پروفیسر افضل کے نام سے)	۵
۳۷	☆ پیدائش	
۳۹	☆ خاندانی حالات	
۴۳	☆ مولانا مرحوم کے تعلیمی مراحل	
۴۹	☆ مولانا محسود تھے	
۵۲	☆ اسلامی تعلق	
۶۱	☆ حضرت لاہوریؒ کے بند	
۶۲	☆ تعلیمی و تحقیقی خدمات	
۶۳	☆ وفات	
۶۶	☆ اعلان و عبادات	
۷۰	☆ تحقیقات	
۷۱	☆ پس ماندگان	
۷۲	حالات مؤلف (خود مؤلف کے قلم سے)	۶
۷۳	☆ میری تعلیم	
۷۴	☆ ایک عجیب واقعہ	

صفحہ	فہرست مضامین	صفحہ
۷۹	میں مٹی کیسے بنا؟	۷۹
۷۹	☆ طریقہ تعلیم	۷۹
۸۰	☆ اختلاف کیا ہے؟	۸۰
۸۱	☆ علم حدیث	۸۱
۸۲	☆ سرسید کا خواب	۸۲
۸۲	☆ حقیقہ فطرت	۸۲
۸۲	☆ طریق کار	۸۲
۸۳	☆ چوبیس	۸۳
۸۵	☆ نقل مکانی	۸۵
۸۶	☆ تحریک ختم نبوت	۸۶
۸۶	☆ مناظرہ کاشق	۸۶
۸۷	☆ عید کاوش	۸۷
۸۷	☆ نیت	۸۷
۸۸	☆ دلیل کس کے ذمہ	۸۸
۹۰	☆ دلیل خاص کا مطالبہ	۹۰
۹۱	☆ ایمان کی پانچ شرطیں	۹۱
۹۱	☆ ایک سوال	۹۱
۹۲	☆ دانسی	۹۲
۹۳	☆ ایک اور سوال	۹۳
۹۳	☆ دوبارہ جان	۹۳
۹۳	☆ تیسری بار	۹۳
۹۵	☆ الخیر	۹۵

صفحہ	فہرست مضامین	صفحہ
۹۷	۸ اہل سنت والجماعت مٹی	۹۷
۹۸	☆ وضاحت	۹۸
۹۸	☆ والجماعت	۹۸
۹۹	☆ تکمیل دین	۹۹
۹۹	☆ حصین دین	۹۹
۱۰۰	☆ تدوین دین	۱۰۰
۱۰۳	☆ اختلاف اور امتیاز	۱۰۳
۱۰۶	۹ حقیق اور حق حقیق	۱۰۶
۱۰۶	☆ حقیق کا حکم	۱۰۶
۱۰۷	☆ حقیق کا حق	۱۰۷
۱۰۸	☆ اہل استدلال	۱۰۸
۱۰۹	☆ نظام	۱۰۹
۱۱۰	☆ آدم برسر مطلب	۱۱۰
۱۱۰	☆ رسول اللہ ﷺ کا مقام	۱۱۰
۱۱۲	☆ مجتہد کا مقام	۱۱۲
۱۱۳	☆ باطل کا مقام	۱۱۳
۱۱۵	☆ حقیق یا مداخلت	۱۱۵
۱۱۵	☆ خواب یا گواہ	۱۱۵
۱۱۶	☆ نبوت یا پاکت	۱۱۶
۱۱۷	☆ اندھی تھیلہ	۱۱۷
۱۱۸	۱۰ پاک و پند میں اسلام کون لائے؟	۱۱۸
۱۱۹	☆ دور نبوت	۱۱۹

صفحہ	فہرست مضامین	صفحہ
۱۲۰	☆ دور کتاب	۱۲۰
۱۲۰	☆ عالمگیریت	۱۲۰
۱۲۵	☆ ایک غیر مقلد سے اصول حدیث اور قرآن و علقہ الامام پر بحث	۱۲۵
۱۲۶	☆ امامت	۱۲۶
۱۲۶	☆ اہل حدیث	۱۲۶
۱۳۰	☆ مرفوع	۱۳۰
۱۳۰	☆ مؤلف	۱۳۰
۱۳۰	☆ مقلوع	۱۳۰
۱۳۱	☆ ایک مسئلہ	۱۳۱
۱۳۱	☆ ایک اور بہانہ	۱۳۱
۱۳۲	☆ مولانا	۱۳۲
۱۳۳	☆ شروع احادیث	۱۳۳
۱۳۵	☆ ضد	۱۳۵
۱۳۶	☆ فقہ کی مخالفت	۱۳۶
۱۳۷	☆ نبی کی مخالفت	۱۳۷
۱۳۹	☆ منتہی	۱۳۹
۱۳۹	☆ کس حد تک دلائل	۱۳۹
۱۴۱	☆ اہل حدیث سے مخالفت	۱۴۱
۱۴۵	☆ کتاب و حدیث	۱۴۵
۱۴۶	☆ مولانا محمد امجد علی کا اعتراف حق	۱۴۶
۱۴۷	☆ سلاطین اسلام	۱۴۷
۱۵۰	☆ جاشی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ	۱۵۰
۱۵۳	☆ فرضی مناظرہ	۱۵۳

صفحہ	فہرست مضامین	صفحہ
۱۵۵	☆ ہر جہت سے تقلید قرآن و علقہ الامام اور آئین پر مناظرہ کا خلاصہ	۱۲
۱۶۰	☆ شرائط	۱۶۰
۱۶۲	☆ انتخاب موضوع	۱۶۲
۱۶۲	☆ ان کا عمل	۱۶۲
۱۶۲	☆ قرأت علقہ الامام	۱۶۲
۱۶۳	☆ مسئلہ آئین	۱۶۳
۱۶۵	☆ مسئلہ دفع بدین	۱۶۵
۱۶۷	☆ کیا فقہ کے منکر کو حضور ﷺ نے اہل حدیث فرمایا	۱۳
۱۷۲	☆ قرآن اور حدیث	۱۷۲
۱۷۳	☆ اقسام حدیث	۱۷۳
۱۷۵	☆ دو بار آہ حدیث سے نبوت	۱۷۵
۱۷۷	☆ دوسری حدیث	۱۷۷
۱۷۸	☆ تیسری حدیث	۱۷۸
۱۷۸	☆ قول صحابی	۱۷۸
۱۷۸	☆ ایک خواب	۱۷۸
۱۷۹	☆ خواب کس کا ہے؟	۱۷۹
۱۷۹	☆ خواب کیا تھا؟	۱۷۹
۱۸۰	☆ آخری بات	۱۸۰
۱۸۲	☆ عظمت قرآن اور غیر مقلدین	۱۴
۱۸۳	☆ اتفاق	۱۸۳
۱۸۳	☆ نقد پر عمل	۱۸۳

صفحہ	فہرست مضامین	صفحہ
۲۰۸	☆ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی نماز	
۲۰۹	☆ تین طلاق	
۲۰۹	☆ ذریعہ ایس	
۲۱۱	☆ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فیروں کی نظر میں	۱۷
۲۱۸	☆ نماز میں قرأت کا بیان	۱۸
۲۲۱	☆ اکیلے نماز کا طریقہ	
۲۲۳	☆ نماز پانچواں کا طریقہ	
۲۲۳	☆ مثال	
۲۲۹	☆ انگلینڈ سے آئے سوالوں کے جوابات	۱۹
۲۲۹	☆ مسائل استہادہ	
۲۳۱	☆ مقلد	
۲۳۲	☆ غیر مقلد	
	☆ سوال نمبر ۱۷، جو لوگ نہ سمجھتے ہوں نہ مقلد وہ	
۲۳۲	☆ اپنی تحقیق پر عمل کریں یا کسی عالم سے پوچھیں؟	
۲۳۲	☆ الجواب	
	☆ سوال نمبر ۱۸، ناقص تحقیق پر قیامت کے دن کیا معاملہ ہوگا؟	
۲۳۳	☆ اپنی تحقیق کے بغیر دوسرے پر عقیدہ بنانا کیسا ہے؟	
۲۳۳	☆ الجواب	
۲۳۳	☆ سوال نمبر ۱۹، عالم اہل اسے اور عالمی اہل تحقیق کے عمل کرنا کیا ہے؟	
۲۳۵	☆ الجواب	

صفحہ	فہرست مضامین	صفحہ
۱۸۵	☆ قرآن اور مذہب حق	
۱۸۷	☆ علیہ اشعار کا بیان	
۱۸۸	☆ دوا اور اشعار	
۱۸۹	☆ دام اور عملیات	
۱۹۲	☆ مصافحہ کا بیان	۱۵
۱۹۲	☆ تمہید	
۱۹۲	☆ مثال	
۱۹۵	☆ ایک ہاتھ سے مصافحہ کی ابتداء	
۱۹۶	☆ ایک ہاتھ سے مصافحہ کے دلائل	
۱۹۷	☆ دلیل من لہی	
۱۹۹	☆ دو ہاتھ سے مصافحہ	
۲۰۳	☆ حضرت یدرانؒ اور غیر مقلدین	۱۶
۲۰۳	☆ علیہ العالمین پر تبصرہ	
۲۰۵	☆ بخاری شریف پر تبصرہ	
۲۰۵	☆ شیخ جیلانیؒ اور مسئلہ وحدۃ الوجود	
۲۰۶	☆ صوفیائے کرام کے بارے میں لوہب مدین حسن کی فصاحت	
۲۰۷	☆ وحدۃ الوجود	
۲۰۷	☆ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اور سماع صوتی	
۲۰۸	☆ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اور حیات الہیہ	

صفحہ	فہرست مضامین	صفحہ
☆	سوال نمبر ۳، غیر مقلدین کا حدیث کی پڑتال میں اپنے بڑائی پر احماد اور دھوکا خود تحقیق کا ہوا یہ کیسا ہے؟	۲۳۵
☆	الجواب	۲۳۶
☆	سوال نمبر ۵، رسول اللہ کے ساتھیوں کی بیوی کرنی چاہتے یا غلط ساتھیوں کی؟	۲۳۶
☆	الجواب	۲۳۶
☆	سوال نمبر ۶، کیا قرآن مجید میں غیر مقلدین کا ذکر تھا؟	۲۳۷
☆	الجواب	۲۳۷
☆	سوال نمبر ۷، رسول اللہ سے غیر مقلدین سے انتہاف و نفرت ہے یا نرمی؟	۲۳۸
☆	الجواب	۲۳۸
☆	سوال نمبر ۸، جو صحابہ ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے کیا دوسروں کو حرم الثواب سمجھتے تھے؟	۲۳۹
☆	الجواب	۲۳۹
☆	سوال نمبر ۹، فتح پڑھنے والے کا نہ پڑھنے والے کو کراہ کیا ہے؟	۲۴۰
☆	الجواب	۲۴۰
☆	سوال نمبر ۱۰، کیا اجتماعی خطا پر جواب ملے گا یا سزا مستحق ہوگا؟	۲۴۱
☆	الجواب	۲۴۱
☆	سوال نمبر ۱۱، صحابہ کے اجماع کے خلاف عمل کرنا اور اس اجماع کا انکار کرنا کیسا ہے؟	۲۴۱
☆	الجواب	۲۴۱
☆	سوال نمبر ۱۲، مسودہ والے کس کی بیوی کرتے ہیں؟	۲۴۲
☆	الجواب	۲۴۲
☆	سوال نمبر ۱۳، غازیہ اور رضہ رسول پر نہیں تو اجماع کب سے بھی جاری ہیں؟	۲۴۳

صفحہ	فہرست مضامین	صفحہ
☆	الجواب	۲۴۳
☆	سوال نمبر ۱۴، کیا بخاری اور ترمذی میں صرف احادیث ہیں یا اقوال صحابہ وغیرہ بھی؟	۲۴۴
☆	الجواب	۲۴۵
☆	سوال نمبر ۱۵، صحاح ستہ میں کوئی ایسی کتاب ہے جس میں صرف احادیث ہوں؟	۲۴۵
☆	الجواب	۲۴۵
☆	سوال نمبر ۱۶، ضعیف اور موضوع احادیث میں کیا فرق ہے؟	۲۴۵
☆	صحاح ستہ میں ان کو کیوں شامل کیا گیا ہے؟	۲۴۵
☆	الجواب	۲۴۵
☆	سوال نمبر ۱۷، تاریخ اسلام میں علم فقہ پہلے عرب ہوا یا علم حدیث؟	۲۴۶
☆	الجواب	۲۴۶
☆	سوال نمبر ۱۸، صرف محدثین کے مجرورہ پر راویوں کے حالات پر کتنا کیا ہے؟	۲۴۷
☆	الجواب	۲۴۷
☆	سوال نمبر ۱۹، فردی مسائل پر جماعت بندی کرنی جائز ہے یا نہیں؟	۲۴۸
☆	الجواب	۲۴۸
☆	سوال نمبر ۲۰، اہل حدیث عظیم کی طرح ضعیف یا شافعی وغیرہ کی بھی کوئی عظیم ہے؟	۲۴۸
☆	الجواب	۲۴۸

صفحہ	فہرست مضامین	صفحہ
۲۳۹	غیر مقلدیت کا نیا روپ..... مسودی فرقہ	۲۳۹
۲۵۰	☆ حکومت برطانیہ	۲۵۰
۲۵۰	☆ نرسنگ پلٹ گیا	۲۵۱
۲۵۱	☆ جماعت غرہ اہل حدیث	۲۵۲
۲۵۲	☆ فرقہ مسودی نام نہاد جماعت المسلمین	۲۵۲
۲۵۲	☆ مسلم کا نیا معنی	۲۵۳
۲۵۳	☆ مسودی فرقہ کی دعوت	۲۵۳
۲۵۳	☆ نئے دین کے نئے مسائل	۲۵۴
۲۵۴	☆ ائمہ اربعہ رحمہ اللہ کی کرامت	۲۵۴
۲۵۴	☆ شریعت ساز	۲۵۸
۲۵۸	☆ نسبی نام	۲۶۰
۲۶۰	☆ مسودی فرقہ اور قرآن	۲۶۰
۲۶۰	☆ چند سوالات	۲۶۳
۲۶۳	☆ علمی مظاہر	۲۶۳
۲۶۳	☆ قرآن پر نظر حیات	۲۶۶
۲۶۶	☆ باقی فرقہ اور سنت	۲۶۶
۲۶۶	☆ تحقیقی حدیث	۲۶۸
۲۶۸	☆ مثال سے وضاحت	۲۶۹
۲۶۹	☆ احادیث کا پوسٹ مارٹم	۲۷۰
۲۷۰	☆ امام اعظم ابوحنیفہ	

صفحہ	فہرست مضامین	صفحہ
۲۷۲	☆ فرقہ جماعت المسلمین..... تحقیق کے آئینہ میں	۲۷۲
۲۷۷	☆ مسلم کا معنی	۲۷۹
۲۷۹	☆ جمیوت پر جمیوت	۲۸۰
۲۸۰	☆ جماعت المسلمین	۲۸۰
۲۸۰	☆ حکم جماعت المسلمین	۲۸۲
۲۸۲	☆ ایک لحاظ	۲۸۳
۲۸۳	☆ مسودی فرقہ اور قرآن	۲۸۵
۲۸۵	☆ مسودی فرقہ اور حدیث	۲۸۶
۲۸۶	☆ اہل باغ اُمت	۲۸۷
۲۸۷	☆ اجتہاد و قیاس	۲۸۸
۲۸۸	☆ جادو و جہر پر پڑھ کر بولے	۲۸۹
۲۸۹	☆ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	۲۹۰
۲۹۰	☆ فرقہ بندی	۲۹۲
۲۹۲	☆ اختلاف اُمت	۲۹۳
۲۹۳	☆ مسود صاحب کی عادت	۲۹۵
۲۹۵	☆ آخری بات	۲۹۹
۲۹۹	☆ کراچی کا مٹنی فرقہ	۳۰۱
۳۰۱	☆ فرقہ پرستی	۳۰۲
۳۰۲	☆ توحید	۳۰۲
۳۰۲	☆ دین داری	۳۰۳
۳۰۳	☆ زبان کی مشکل	۳۰۵
۳۰۵	☆ مٹنی اور قرآن	

صفحہ	فہرست مضامین	صفحہ
۳۰۶	☆ رسولوں کا انکار	۳۰۶
۳۰۷	☆ احادیث اور عقلی	۳۰۷
۳۰۸	☆ دم اور تعویذ و نیلوی طریق علاج ہیں	۳۰۸
۳۱۱	☆ بیسالی و نیت	۳۱۱
۳۱۲	☆ خاتر	۳۱۲
۳۱۳	☆ مسودی فرق کے وسوسے کے جوابات	۳۱۳
۳۱۵	☆ سوالات کا حق کس کو ہے.....؟	۳۱۵
۳۱۶	☆ علمی پرواز	۳۱۶
۳۱۷	☆ فرستے	۳۱۷
۳۱۸	☆ مذاہب اربعہ	۳۱۸
۳۱۸	☆ اولہ شریعہ	۳۱۸
۳۱۹	☆ اللہ کی اتباع	۳۱۹
۳۱۹	☆ رسول کی اتباع	۳۱۹
۳۱۹	☆ اجماع کی اتباع	۳۱۹
۳۲۰	☆ مجتہد کی اتباع	۳۲۰
۳۲۰	☆ دوسرے نمبر ۱۰ رسول اللہ ﷺ خلی تھے یا شاہی یا اہل حدیث وغیرہ؟	۳۲۰
۳۲۰	☆ الجواب	۳۲۰
۳۲۲	☆ چود پکڑا گیا	۳۲۲
۳۲۲	☆ دوسرے نمبر ۱۱ کیا اللہ تعالیٰ نے ان مذاہب کی جڑ دی یا حکم دیا ہے؟	۳۲۲
۳۲۲	☆ الجواب	۳۲۲
۳۲۲	☆ دوسرے نمبر ۱۲ یعنی علیہ السلام کے دین کی جڑ دی کریں یا ان مذاہب کی؟	۳۲۲
۳۲۲	☆ الجواب	۳۲۲
۳۲۲	☆ دوسرے نمبر ۱۳ یعنی علیہ السلام مسلم کہا جائے یا عقی یا شاہی یا اہل حدیث وغیرہ؟	۳۲۲

صفحہ	فہرست مضامین	صفحہ
۳۲۳	☆ الجواب	۳۲۳
۳۲۵	☆ دوسرے نمبر ۱۵ اللہ کی طرف سے مسلم نام کی عطا کے بعد کوئی اور نام رکھنا شریعت سازی نہیں ہے؟	۳۲۵
۳۲۵	☆ الجواب	۳۲۵
۳۲۶	☆ دوسرے نمبر ۱۶ ایک عجمی شخص کی امت میں مختلف نام پر مذاہب ہو سکتے ہیں؟	۳۲۶
۳۲۶	☆ الجواب	۳۲۶
۳۲۷	☆ دوسرے نمبر ۱۷ کیا یہ مذاہب حضور ﷺ پر نازل کئے گئے تھے؟	۳۲۷
۳۲۷	☆ الجواب	۳۲۷
۳۲۷	☆ دوسرے نمبر ۱۸ کیا ہر مذہب مکمل اسلام ہے یا ان سب کا مجموعہ؟	۳۲۷
۳۲۷	☆ الجواب	۳۲۷
۳۲۷	☆ دوسرے نمبر ۱۹ اگر تمام مذاہب کا مجموعہ اسلام ہے تو صرف ایک کی تقلید کیوں کی جاتی ہے؟	۳۲۷
۳۲۸	☆ الجواب	۳۲۸
۳۲۸	☆ دوسرے نمبر ۲۰ اگر یہ تمام مذاہب اسلام ہیں تو کیا یہ سب حضور ﷺ پر نازل ہوئے تھے یا ایک؟	۳۲۸
۳۲۸	☆ الجواب	۳۲۸
۳۲۸	☆ دوسرے نمبر ۲۱ غیر مسلم مسلمان ہو کر کونسا مذہب قبول کرے؟	۳۲۸
۳۲۹	☆ الجواب	۳۲۹
۳۲۹	☆ دوسرے نمبر ۲۲ جو شخص ان مذاہب کو تسلیم نہ کرے کیا وہ کافر ہے؟	۳۲۹
۳۲۹	☆ الجواب	۳۲۹
۳۲۹	☆ دوسرے نمبر ۲۳ آخر فرقوں میں سے نجات پانے والا کون ہے؟	۳۲۹
۳۳۰	☆ الجواب	۳۳۰
۳۳۰	☆ دوسرے نمبر ۲۴ کیا یہ سب فرستے حضور ﷺ کے اور میں تھے؟	۳۳۰

صفحہ	فیوض مضافیہ	صفحہ
۳۳۱	☆ الجواب	۳۵
۳۳۱	☆ دوسرے نمبر ۱۵ حضور ﷺ کا تعلق کس فرقے سے تھا؟	☆ ائمائیہ
۳۳۱	☆ الجواب	☆ مثال
۳۳۲	☆ اختلاف کی مثال	☆ عیوب اور بیماری
☆ دوسرے نمبر ۱۶ کیا حضور ﷺ نے جماعت المسلمین سے	☆ اختلاف کا مطلب	☆ متفقین
چنے اور پانی سے الگ رہنے کا حکم دیا تھا؟	☆ تنبیہ	☆ انکافی اور بیٹ
☆ الجواب	☆ امام المسلمین	☆ امام المسلمین
☆ دوسرے نمبر ۱۷ ان ساری جماعت المسلمین ہے جس سے چنے پائے؟	☆ امامت	☆ دربار
☆ الجواب	☆ چھوٹے میاں	☆ درالحد
☆ دوسرے نمبر ۱۸ جو لوگ تمام فرقوں سے ملحد ہوئے کہاں	☆ ان یا کئی	☆ امام طحاوی و مرابط
حضور ﷺ کے طرفان ہیں؟	☆ امام طحاوی و مرابط	☆ مسئلہ دیش بے یں
☆ الجواب	☆ توحید	☆ حضرت اہل
☆ امام ہاد جماعت المسلمین یعنی مسعودی فرقہ کے سوالات و جوابات	☆ حضرت اہل	☆ سند احمد
☆ دین میں کیا کام لانا کیا ہے؟	☆ خلیفہ مہر و مسعودی	☆ وارثین یا عشق اہل
☆ کیا ایک درہم سے کم نبی سجدہ قلیل صحابہ ہے؟	☆ حضرت ابو بکر صدیق	
☆ کیا گردن کا سر پشت کف سے کمر حضور ﷺ سے ثابت ہے؟		
☆ کیا ریش بے یں حضور ﷺ نے منسوخ فرما دیا تھا؟		
☆ کیا حضور ﷺ زبان سے نماز کی نیت کرتے تھے؟		
☆ مرد و عورت کی نماز میں فرق؟		
☆ کیا انہما ربہ کی تہلیل کا حکم حضور ﷺ نے دیا ہے؟		
☆ امام اعظم سے قبل کے مسلمان کس کی تہلیل کرتے تھے؟		

صفحہ	فیوض مضافیہ	صفحہ
۳۶۹	☆ مسعودی فرقہ کے چند اعتراضات کے جوابات	۳۶۹
☆ ائمائیہ	☆ مثال	☆ عیوب اور بیماری
☆ متفقین	☆ تنبیہ	☆ انکافی اور بیٹ
☆ امام المسلمین	☆ امامت	☆ دربار
☆ چھوٹے میاں	☆ درالحد	☆ امام طحاوی و مرابط
☆ مسئلہ دیش بے یں	☆ توحید	☆ حضرت اہل
☆ سند احمد	☆ خلیفہ مہر و مسعودی	☆ وارثین یا عشق اہل
☆ حضرت ابو بکر صدیق		

صفحہ	فہرست مضامین	صفحہ
۳۹۱	☆ کزن ابراہیم	
۳۹۱	☆ حدیث علیؑ	
۳۹۲	☆ محمد بن یوسف	
۳۹۲	☆ ابو قحطابہ	
۳۹۳	☆ محمد بن قنادہ	
۳۹۳	☆ فریب بن فریب	
۳۹۳	☆ ابن جریر	
۳۹۳	☆ محمود بن اسحاق خزاعی	
۳۹۵	☆ گیارہ صحابہؓ	
۳۹۵	☆ پچاس صحابہؓ	
۳۹۵	☆ سترہ صحابہؓ	
۳۹۶	☆ داکن کی آمد دینی	
۳۹۶	☆ قرأت خلف الاسلام	
۳۹۸	☆ سلطان امین	
۴۰۱	☆ سرحد	
۴۰۲	☆ اقوال ابراہیم	
۴۰۵	☆ مسودی فرقہ کی کتاب صلوة المسلمین پر مختصر تبصرہ	۴۶
۴۰۵	☆ قتادہ	
۴۰۶	☆ صلوة المسلمین	
۴۰۷	☆ حوزہ نواز	
۴۰۸	☆ نکات	
۴۱۰	☆ دوسرا سوال	
۴۱۱	☆ تیسرا سوال	
۴۱۲	☆ چوتھا سوال	

صفحہ	فہرست مضامین	صفحہ
۴۱۲	☆ رسول پاک ﷺ سے بہادت	
۴۱۳	☆ معیار اول	
۴۱۳	☆ معیار دوم	
۴۱۳	☆ معیار سوم	
۴۱۴	☆ ذرغم	
۴۱۴	☆ جموت ہی جموت	
۴۱۵	☆ دکن باسٹرہ	
۴۱۵	☆ فرض کاغذیں	
۴۱۶	☆ حشرات	
۴۱۸	☆ اٹار حدیث کا نیا روپ	۴۷
۴۱۸	☆ اہل قرآن	
۴۱۹	☆ اہل حدیث	
۴۲۰	☆ انکشاف نسو	
۴۲۱	☆ کج نگاری	
۴۲۲	☆ ایک تازہ قریف	
۴۲۳	☆ سہ ماہی	
۴۲۶	☆ کج مسلم	
۴۲۷	☆ تازہ قریف	
۴۲۸	☆ ایک اور انگریز	
۴۲۹	☆ ایک اور دعائی	
۴۳۰	☆ سنن ابی داؤد	
۴۳۱	☆ حدیث عبداللہ بن مسعودؓ	
۴۳۲	☆ تازہ قریف	
۴۳۲	☆ ایک اور اٹار	

صفحہ	فہرست مضامین
۳۸۲	☆ چاروں ائمہ چاروں مسلک برحق ہیں
۳۸۷	☆ <u>الہاد و بدعت</u>
۳۸۷	☆ بنیادی اصول
۳۸۸	☆ اہلاد
۳۸۸	☆ استہلال
۳۸۹	☆ حلال
۳۹۱	☆ نفاق
۳۹۱	☆ گمراہی کی دوسری بنیاد۔ بدعت
۳۹۲	☆ فتوہ احمدی
۳۹۳	☆ خطرہ کمانہ
۳۹۳	☆ خاکہ
۳۹۳	☆ ایک مثال
۳۹۵	☆ مبارک مینہ
۳۹۷	☆ رسالہ "اکابر کا مسلک و شریعت پر تبصرہ"
۳۹۷	☆ دہ بندی، بی بی کی تشریح
۳۹۸	☆ اہل سنت والجماعت و بی بی استغفار کی حدود
۳۹۸	☆ تجلی بی بی
۳۹۹	☆ تالیف
۵۰۰	☆ علماء حق کی کرامت
۵۰۲	☆ طریقہ انکسارات
۵۰۳	☆ مکمل شامی انکسارات
۵۰۳	☆ راجل
۵۰۳	☆ شہادت
۵۰۵	☆ جامعہ اسلامیہ

صفحہ	فہرست مضامین
۳۸۳	☆ <u>عید کے مسائل</u>
۳۸۳	☆ عید تہ
۳۸۵	☆ نماز عید کا حکم
۳۸۵	☆ صدقہ فطر
۳۸۶	☆ سطر
۳۸۷	☆ لادھل
۳۸۷	☆ دقت
۳۸۷	☆ طریقہ نماز عید
۳۸۷	☆ تنبیہ
۳۸۷	☆ خطبہ
۳۸۷	☆ قرأت
۳۸۷	☆ حید
۳۸۶	☆ <u>نماز عیدین کی تکبیریں</u>
۳۹۰	☆ بیا انکشاف
۳۹۱	☆ رسول پاک ﷺ کا حکم
۳۹۲	☆ حلال
۳۹۵	☆ غار
۳۹۷	☆ <u>نماز قضا کی حقیقت</u>
۴۷۸	☆ <u>سنت و فقہ میں ملت</u>
۴۷۸	☆ سنت کسے کہتے ہیں؟
۴۷۹	☆ سنت کی بنیاد
۴۸۱	☆ ایک کھانا دانہ
۴۸۲	☆ فقہاء کے خلاف نہیں ہے

صفحہ	فہرست مضامین	صفحہ
۵۲۸	☆ شدیدی اند	
۵۳۰	☆ حدیث کے خلاف	
۵۳۱	☆ ایک تضاد	
۵۳۲	☆ خون چٹا	
۵۳۳	☆ فضیلت	
۵۳۶	☆ سیدنا حسین علیہ السلام	۳۵
۵۳۶	☆ نسب مبارک	
۵۳۷	☆ پیدائش	
۵۳۸	☆ صحابیت	
۵۳۹	☆ علیہ مبارک	
۵۳۹	☆ حضرت حسین علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی نظر میں	
۵۴۰	☆ جنت کی سرداری	
۵۴۰	☆ صحابہ کرام کی نظر میں	
۵۴۱	☆ امت کی نظر میں	
۵۴۲	☆ حالات زندگی	
۵۴۳	☆ شہادت	
۵۴۶	☆ حالات و واقعات	
۵۴۹	☆ مکمل خط بنام مولوی ضیاء الرحمن صدیقی ہزاروی (دربارہ یزید)	۳۶
۵۵۳	☆ یزید کے ہاتھ میں ہاتھ	
۵۵۵	☆ ایک الجھٹ	
۵۵۶	☆ یزید کا پہلا حکم	
۵۵۶	☆ دوسرا حکم	
۵۵۶	☆ دارالامارت میں	

صفحہ	فہرست مضامین	صفحہ
۵۰۶	☆ مسلک و سرگرمی	
۵۰۷	☆ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب قدس سرہ	
۵۰۸	☆ محمد قلیچ لکھنوی	
۵۰۹	☆ قصہ بہت مسلاک	
۵۱۰	☆ یکو مکاشفات کے بارے میں	
	☆ ایک یادگار بات (فضائل اہل بیت ہونے والے اعتراضات اور دیگر اعتراضات کے جوابات)	۳۳
۵۱۲	☆ زندگی میں تبدیلی	
۵۱۲	☆ نیا سوز	
۵۱۳	☆ پہلا فرق	
۵۱۳	☆ لفظ حوالے	
۵۱۵	☆ شیعہ امامت	
۵۱۶	☆ دوسرا رخ	
۵۱۷	☆ شرک ہی شرک	
۵۱۸	☆ کرامات	
۵۱۹	☆ یہ ہو ہی نہیں سکتا؟	
۵۲۰	☆ جھوٹ ہی جھوٹ	
۵۲۱	☆ محض نہیں باقی	
۵۲۱	☆ نواز	
۵۲۲	☆ دوسری مجلس	
۵۲۳	☆ سورۃ فتح قریش ہے	
۵۲۳	☆ رشتہ یہ کی نسبت ہے	
۵۲۵	☆ لہذا نہیں ہوئی	
۵۲۵	☆ خدا جھوٹ سے بچائے	

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
☆	مکہ مکرمہ میں	۵۵۷
☆	یزید کا خط	۵۵۸
☆	یزید کا اشارہ	۵۵۸
☆	یزید کا روٹا	۵۵۸
☆	امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ سے گفتگو	۵۵۹
☆	حضرت فاطمہؓ و سیکڑ	۵۵۹
☆	دوسری روایت	۵۶۰
۳۷	کھلا خط بنام ابوریحان عبدالغفور (در بارہ یزید)	۵۶۳
☆	یزید	۵۶۸
☆	ایک مسئلہ	۵۷۰
☆	یزید کی وکالت	۵۷۲
☆	قادیانی عقیدہ	۵۷۳
☆	یزید کی تخت نشینی کی بلا اسلام	۵۷۳
☆	خلاصۃ الفتاویٰ	۵۷۴
☆	فتاویٰ بزازیہ	۵۷۴
☆	لائع الدرداری	۵۷۴
☆	معارف شیعہ	۵۷۴
☆	جامع مجلس	۵۷۵
☆	نکاح علیؓ	۵۷۵
☆	حق بات	۵۷۶
☆	قیس یزید اور مصباح کرم	۵۷۶
☆	وہبہ اور شہید	۵۷۶
☆	مذہب و مکتب	۵۷۷
☆	سکالہ دہ	۵۷۷

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
☆	اکابر و شہنشاہ	۵۷۸
۳۸	کھلا خط بنام مہتمم جامعہ یوسفیہ (در بارہ یزید)	۵۷۹
☆	مولانا محمد امین صاحب اور لڑکی	۵۸۰
☆	حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری	۵۸۰
☆	حضرت مجدد الف ثانیؒ	۵۸۱
☆	شاہ ولی اللہؒ	۵۸۱
☆	شاہ عبدالعزیز صاحب بحث دہلوی	۵۸۱
☆	چچہ الاسلام بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا قاسم نانوتوی	۵۸۲
☆	قلعہ الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی	۵۸۲
☆	حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی	۵۸۲
☆	شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی	۵۸۲
☆	امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالغفور گنگوہی	۵۸۳
☆	حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب	۵۸۳
☆	مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب	۵۸۳
☆	ذہن و یاد کی شہادت	۵۸۵
☆	صحابی زادو	۵۸۵
☆	احمدیت کو مہم چاہئے	۵۸۷
☆	احمدی ائمہ کی مفسوریت موعود کا شرف رکھتے ہیں	۵۸۸
☆	توقف کا راستہ	۵۹۰
☆	امام شہر بن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ	۵۹۰
☆	وقد املی مدینہ	۵۹۲
☆	آخر حق بات	۵۹۳

صفحہ	فہرست مضامین	نمبر شمار
۵۹۵	فقہ کی اہمیت قرآن و حدیث کی روشنی میں	۳۹
۵۹۵	☆ فقہ کی تعریف	
۵۹۵	☆ موضوع فقہ	
۵۹۶	☆ بنیاد فقہ	
۵۹۶	☆ غرض و غایت	
۵۹۶	☆ فقہ کی سند	
۵۹۶	☆ فقہ کی کتابیں	
۵۹۷	☆ فقہ کے مسائل	
۵۹۷	☆ نقلی مسائل	
۵۹۷	☆ مذہب حنفی	
۵۹۸	☆ غلطی لگنا اور غلطی چلنا	
۵۹۹	☆ آدم برسر مطلب	
۵۹۹	☆ آیات قرآنی	
۶۰۰	☆ فرمان خداوندی	
۶۰۲	☆ فرمان رسول ﷺ	
۶۰۳	☆ فرمان باری تعالیٰ	
۶۰۵	☆ فقہ کی مثال	
۶۰۷	☆ فقہ کی فضیلت	
۶۰۸	☆ رو مجلس	
۶۰۸	☆ اہمیت فقہ	
۶۱۰	☆ معتبر اجتہاد کی تقلید کا حکم	۴۰
۶۱۰	☆ اجتہاد کا لغوی معنی	
۶۱۱	☆ اجتہاد کا اصطلاحی معنی	

صفحہ	فہرست مضامین	نمبر شمار
۶۱۱	☆ دلیل عقلی	
۶۱۱	☆ ضرورت اجتہاد	
۶۱۲	☆ نقلی دلیل	
۶۱۳	☆ دوسری دلیل	
۶۱۵	☆ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فرمان	
۶۱۵	☆ قلند ہر چہ گوید دیدہ گوید	
۶۱۵	☆ حکمی شہادت	
۶۱۶	☆ دوسری شہادت	
۶۱۶	☆ تیسری شہادت	
۶۱۷	☆ عبرت	
۶۱۷	☆ تیسری آیت	
۶۱۸	☆ مثال	
۶۱۸	☆ حدیث معاذ ﷺ	
۶۱۹	☆ قاعدہ	
۶۲۱	☆ دور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	
۶۲۲	☆ دور تابعین رحمہم اللہ	
۶۲۲	☆ ایک واقعہ	
۶۲۲	☆ شرائط اجتہاد	
۶۲۵	☆ پانچ لاکھ احادیث	
۶۲۶	☆ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ	
۶۲۷	☆ اجتہاد ہر کس و ناکس کا کام نہیں	
۶۲۸	☆ تدوین فقہ	
۶۲۹	☆ اجتہاد اور تقلید کا دائرہ	
۶۳۱	☆ تقلید	

تجلیاتِ صفدر بر ایک نظر

از قلم: مولانا محمد ازہر صاحب (مدبر، بنامہ "التجلیات" ملتان)

تالیف: مناظر اسلام، وکیل احناف حضرت مولانا محمد امین صفدر اور کابری رحمت اللہ علیہ

ناشر: مکتبہ امدادیہ، ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان

حدیث شریف میں پیشینگوئی کے طور پر ارشاد فرمایا گیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اس نص کے بر دور میں ایسی شخصیات کو پیدا فرماتے رہیں گے جو دین کی تجدید کا کر افتاد و مقدر فریستہ انجام دیں گی۔ حضرت الامام مجدد الف ثانی، حضرت الامام شاہ ولی اللہ، حضرت سید احمد شہید، حضرت الدوس مولانا رشید احمد گنگوہی اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنے اپنے وقت دین کے مختلف شعبوں میں بلاشبہ تجدیدی خدمات انجام دیں اور اپنے ادوار میں پیدا ہونے والے باطل فتنوں کا بڑی استقامت سے استیصال فرمایا۔ آج جہاں کہیں بھی سنت کی اجاع اور بدعت سے نفرت کے جذبات پائے جاتے ہیں اس کے پیچھے ان اکابر و اسلاف کی محنتیں کار فرما ہیں۔ ہمارے اس دور میں حق تعالیٰ شانہ نے فخر احناف مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر رحمت اللہ علیہ کو فکری کج روی، آزاد خیالی، لائندہ صیحت اور اسلام کے مقابل فرقوں کے استیصال و تقاب کی خاص صلاحیتوں سے نوازا تھا اور مولانا کی خدمات بھی اپنے شعبے میں تجدیدی رنگ کبھی ہیں۔ مولانا مرحوم شوال ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۹۹۳ء میں جامعہ خیر المدارس ملتان میں شعبہ تخصص فی فلاح و والا ارشاد کے رئیس کے طور پر تشریف لائے اور شعبان ۱۳۶۱ھ یعنی اپنی رحلت تک مسلسل آئندہ سال جامعہ میں تدوین کی خدمات کے علاوہ جامعہ کے ترجمان ماہنامہ "التجلیات" کو اپنی خصوصی نگارشات سے نوازتے رہے۔ ملک کے تمام دینی جرنامہ میں "التجلیات" کو یہ امتیاز و اعزاز حاصل ہے کہ اس میں مولانا مرحوم کی باطنی تفکیر اور جرات مندانہ تحریریں کسی ترسیم و تفسیر کے بغیر چھپتی رہیں۔ مولانا صفدر کی تمام تحریریں اخلاص، ہنسوزی، خیر خواہی اور

۶۳۴	فدحشی کے کرم فرما	۴۱
۶۳۶	☆ نیم ہی حاد	
۶۳۷	☆ امام ابو بکر بن ابی شیبہ	
۶۶۰	☆ خلیفہ بغدادی	
۶۴۳	فدحشی سے غیر مقلدین کی ناراضگی کے اسباب	۴۲
۶۴۷	☆ فدی کی تدوین	
۶۴۸	☆ فدحشی پر مقلوں کی ابتداء	
۶۴۸	☆ ایک غلام انداز	
۶۴۹	☆ طریق فیصلہ	
۶۵۰	☆ آسان طریقہ	
۶۵۰	☆ نوٹ	
۶۵۱	☆ استغناء نمبر ۱	۴۳
۶۵۳	☆ استغناء نمبر ۲	۴۳



مسلمانوں کی دینی ضروری سے بھرپور ہوتی تھیں یہی وجہ ہے کہ بشرط عدم مصیبت آپؐ کے مقالات کا مطالعہ کرنے والا راہ حق و اصلاح پر آجاتا تھا۔ آپؐ کی عصری تعلیم کچھ زیادہ نہ تھی لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپؐ ایک صاحب طرز انشاء پر واز اور اچھوتہ انداز تحریر کے مالک تھے۔ تحریر کی طرح آپؐ کی تحریر بھی ادنیٰ چاشنی و پیپ والہ، نادر، استدلالات اور برعکس لطائف کا مرقع ہوتی تھی جالس علمی موضوعات پر آپؐ کے طویل مقالات کے مطالعہ کے دوران بھی خوشگوار دلچسپی برقرار رہتی ہے۔

”الغیر“ میں شائع شدہ حضرت مرحوم کے مضامین کی مقبولیت اور قدرو قیمت کا اندازہ قارئین کے یہ قراء مقالات مستقل کتابی شکل میں جلوہ افروز ہوں۔ آخر حضرت مصنفؒ کی خواہش پر ہی یہ ضرورت ملک کے معرووف علمی اشاعتی ادارے ”کتبہ ادبیہ مکتان“ نے سچے خلدوں پر مشتمل ”تجلیات مصنف“ شائع کر کے باحسن و جود پوری کر دی ہے۔ ہر جلد ۶۰۰ سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ مولانا نے یہ مضامین اگرچہ متفرق طور پر بعض دیگر ناشرین نے بھی شائع کر دیے ہیں مگر انہیں کسی ترتیب اور حتیٰ الامکان کامل کچے کے ساتھ شائع کرنے کا سہرا کتبہ ادبیہ کے سر ہے۔ نئی ترتیب میں ایک ہی مضمون سے متعلق مضامین کو ایک ہی جلد میں یکجا کیا گیا ہے۔ جس سے قارئین کو استفادہ میں سہولت ہوگئی ہے۔ تجلیات مصنف کے مرتب مولانا نعیم احمد صاحب (مدرس جامعہ خیر المدارس مکتان) مولانا مرحوم کے کثیر رشید اور حراست شناس ہیں حضرت نے انہیں اپنی زندگی میں نہ صرف اپنے مقالات و مضامین کی اشاعت کی اجازت دی تھی بلکہ ہر طرح سے اعانت و رہنمائی بھی فرماتی تھی اس لئے تجلیات مصنف کی اشاعت حضرت مولانا محمد امین مصنف ہی کی تواناؤں کی تکمیل ہے۔ ہماری ناقص رائے میں ہر صاحبِ مہم کے پاس ”تجلیات مصنف“ کے مجموعہ کا ہونا ضروری ہے۔ جو ان شاء اللہ تعالیٰ بے شمار کتابوں کی ورق گردانی سے بے نیاز کر دے گا۔ کتبہ ادبیہ نے اپنی روایات کے مطابق اس مجموعہ کو بھی قافی قدر طباعت سے حراں کیا ہے۔

نائب امیر عالی مجلس مفتی محمد
احمد صاحب دہلی دارالافتاء
مدرسہ اہل سنت دہلی
سوال نمبر ۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱

محمد شفیع الدین
جامع مسجد تاج الرحمن
پتہ: ۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱
۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم و محترم جناب مولانا محمد امین صاحب اوکھاڑوی زیرہمدہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آفتاب کی کتاب "جلیات صفدر" جلد اول کافی دنوں سے آئی رکھی
تھی لیکن یہ بے توفیق اس کی رسید بھی نہ بھیج سکا۔ اس کتاب کے
کچھ مضامین تو میں رسائل میں پڑھ چکا ہوں۔ اب ہو کتاب آئی
تو اس کو قریباً بالاحتیاج پڑھا۔ سوائے ان مضامین کے جو مجھے پہلے
سے مستوفی تھے۔

حق تعالیٰ شانہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس خدمت
کو خالص اپنی رضا کے لئے بنائے۔ مضامین سارے لائق قدر ہیں لیکن
بعض مضامین بالکل اچھے ہیں۔ ان میں سے غیر مقلدین کا مسحوی فرقہ
ان کے دسارے کے جوابات اور صلوة السلین پر تبصرہ بہت فردری
مضامین ہیں۔ اسی طرح تین طلقات اور حلالہ اور دوسرے بعض خطوط
جو مختلف لوگوں کے نام آپ نے لکھے ہیں ان کے عقائد کا لوگوں
کو علم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔
والسلام



مکرم و محترم جناب مولانا محمد امین صاحب اوکاڑوی زید مجدد

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آنجانب کی کتاب ”تجلیات صفور“ جلد اول کافی دنوں سے آنی رکھی تھی لیکن یہ سبہ توفیق اس کی رسید بھی نہ بھیج سکا۔ اس کتاب کے کچھ مضامین تو میں رساں میں پڑھ چکا ہوں۔ اب جو کتاب آنی تو اس کو قریباً بلا اشتیاب پڑھا۔ سوائے ان مضامین کے جو مجھے پہلے سے مشتخص تھے۔

حق تعالیٰ شانہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس خدمت کو خالص اپنی رضا کے لئے بنائے۔ مضامین سارے لائق قدر ہیں لیکن بعض مضامین بالکل اچھوتے ہیں۔ ان میں سے غیر مقلدین کا مسعودی فرقہ ان کے دماؤں کے جواہرات اور صلوات المسلمین پر تبصرہ بہت ضروری مضامین ہیں۔ اسی طرح تین خطابتیں اور محال اور دوسرے بعض خطوط جو مختلف لوگوں کے نام آپ نے لکھے ہیں ان سے ان کے عقائد کو لوگوں کو علم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

والسلام

محمد یوسف لدھیانوی

دفتر ختم نبوت گرامی

۱۸/۲/۱۴

ابتدائیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد:

اللہ پاک نے نبی کریم ﷺ کے دین کو صحیح شکل میں قیامت تک باقی رکھا ہے۔ اسی لئے پروردگار میں ایک پاکیزہ جماعت دین حق کی خدمت کے لئے سرشار رہتی ہے جو حفاظت دین کے علاوہ دین میں تحریف کرنے والوں کا تعاقب کرتی ہے۔ حق کو باطل سے نکھارتی ہے، باطل کی تلبیسات کو دفع کرتی ہے۔ گزشتہ صدی میں حق جل شانہ نے یہ خدمت حضرات اکابر علمائے دجیہ سے خوب لی جس کے آثار پر صغیر بلکہ پورے عالم اسلام میں روز روشن کی طرح واضح ہیں ہمارے حضرات اکابر نے جہاں انگریزوں کے خلاف جہاد کیا وہاں دین کے نام پر اٹھنے والی ان تحریکوں کا بھی تعاقب کیا جو راہ حق سے ہٹی ہوئی تھیں۔ ہمارے اس آخری دور میں اللہ پاک نے یہ مبارک خدمت جن افراد سے لی ان میں جامعہ خیرالمدارس کے شعبہ دعوت والامرئاد کے صدر حضرت مولانا محمد امین صفور صاحب اوکاڑوی سرفہرست ہیں۔ اللہ پاک نے آپ کو حکمت و دافئ مندی کی نعمت سے خوب خوب نوازا ہے۔ باطل پر نگاری ضرب ایسے طور پر لگاتے ہیں کہ عموماً پہلے وار کے بعد دوسرے کی حاجت نہیں رہتی۔ پورے ملک میں آپ کا فیض جاری ہے۔ آپ ایک واسطے سے امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری

رحمہ اللہ کے شاکر ہیں۔ عقلمان شباب سے امام الاولیاء شیخ النضر حضرت اقدس مولانا محمد علی صاحب لاہوری نور اللہ مرقدہ کے منظور نظر بن گئے۔ ان کی روحانی توجہات اور دعاؤں نے آپ کی صلاحیتوں کو جان بوجھ کر چنانچہ اس کے بعد سے وقت کے تمام اکار آپ کو اکرام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ احوال اللہ بقاء ہے۔ اور آجکل قائم اہل سنت حضرت اقدس مولانا قاضی مکر حسین صاحب دامت برکاتہم کی روحانیت کے پیشرو جہانی سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس دور میں مسلک احناف کی موجودیت آپ نے سرانجام دی ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ گزشتہ چار برس سے آپ جامعہ خیر الدار میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں اور اس دوران جامعہ کے ترجمان "ماہنامہ الخیر" میں آپ کے مفید تر مضامین کی اشاعت کا ایک سلسلہ شروع ہوا جسے عوام اور خواص نے خوب پسند کیا اور دراصل دور حاضر میں خیر الدار میں مسلک حق کا صحیح ترجمان ہے اس لئے اس مبارک ادارے میں آپ کی خدمات سے مسلک کو دو چند فائدہ ہو گیا۔ اللہ پاک قبول فرمائے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک مولانا کی عمر میں برکت نصیب فرمائے اور ان کے اس تحریری مضامین کو قبول فرمائے۔ امید ہے کہ اہل حق خصوصاً علماء و طلباء اس مجموعہ کی تدریسی کریں گے۔ فقیر اس مجموعہ کا نام "تجلیات صفور" تجویز کرتا ہے۔

وہنا نغفل مما انزلک انت السميع العليم

محمد عابد عفی عنہ

مدرس جامعہ خیر الدار میں ملتان

لکھے از خدمات حضرت اقدس مولوی نور اللہ مرقدہ

مارچ الاول ۱۴۱۷ھ

خاموش ہو گیا ہے چمن بولتا ہوا

میراجانی میرا ہیر

مولانا محمد امین صفور اوکاڑوی

از پروفیسر میاں محمد افضل، ساہیوال

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کچھ دوستوں کا اور چند ایک خالص کرام کا اصرار ہے کہ میں مولانا محمد امین صفور رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی پر بھائی ہونے کے ناطے کچھ تحریر کروں تاکہ اس ناخوش و ناگوار زندگی کے پوشیدہ گوشہ حوام کے سامنے یہ قلب ہوں اور وہ ان کے حالات زندگی کو اپنے لئے مشعل راہ نہ کر دیا۔ واقعی میں کامرانوں سے ہمسایہ ہوں۔ لیکن میں اپنی کم علمی اور کالافنی کے پیش نظر اپنے آپ کو اس کام کے قابل نہیں سمجھتا۔ تاہم تخطیب بے بدل مولانا عبدالکریم محمد صاحب ملتان پورنی کے شہید اصرار پر حسب استطاعت اس کام کو کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اگر اس سے کسی آدمی کو فائدہ پہنچے گا تو اس کا اجر صلاۃ اللہ علیہ الکریم محمد و آلہ وسلم ہے۔ بصورت دیگر تمام کوتاہیوں کا ذمہ دار یہ ناخوش و ناگوار ہے۔

چند اشعار

مولانا محمد امین صفور اوکاڑوی

ولی محمد کے ہاں ریاست بیکانیر ضلع کوٹاکھر میں پیدا ہوئے۔ ان کا خاندان جالندھر شہر کی نواحی آبادی یعنی غریبوں کا رہائشی تھا۔ ان کا تعلق اراکیوں قوم سے ہے۔ اور ان کا خاندانی پیشہ کاشتکاری سے باغیاتی تھا۔ ہمارے دادا جان میں میر محمد کی ذریعہ اراضی علاحدہ طور پر مرکزی ضلع جالندھر میں تھی۔ انہوں نے اپنی محنت شاقہ سے تین مربع زمین ریاست بیکانیر کے ضلع کوٹاکھر میں خریدی تھی اور اس زمین کو آباد کرنے کے لئے ہمارے والد صاحب کو وہاں بھیجا تھا۔ یہاں سکونت پذیر ہونے کے دوران برادر محترم کی پیدائش ہوئی۔ ہمارے دادا جان اور والد صاحب اس زمانہ کے برہنہری پاس، مسموم و مصلوٰۃ کے پابند بزرگ تھے۔ بھائی صاحب کی پیدائش سے قبل والد صاحب کے تین بیٹے اور ایک بیٹی مرنے میں ذبح و آخرت ہو گئے تھے۔ صرف چھٹی کی بہن فاطمہ بی بی زندہ تھیں۔

والد صاحب ریاست بیکانیر جانے سے پہلے موجود ضلع فیصل آباد کے گاؤں چک نمبر 62 جھلاواں میں دادا جان کے حکم سے سلسلہ ملازمت باغبانی اقامت گزریں تھے کہ وہاں ایک عالم باطل فاضل و جہل بنہ سوادہ؛ سید شمس الحق شاہ صاحب تشریف لاتے۔ وہ اگرچہ حکومت کے باغی تھے اور اس کے شر سے بچنے کے لئے رہائش کی زندگی گزار رہے تھے۔ والد صاحب چونکہ دین سے محبت رکھنے والے تھے اس لئے آپ ان کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے اور ان کی خدمت میں شب و روز مصروف ہو گئے۔ والد صاحب نے ایک دن مناسب موقع دیکھ کر حضرت سے التماس کی کہ حضرت ہی میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے خریدار والا سے ملوا دے۔ کیونکہ میرے بیٹے مرنے میں فوت ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے دعا فرمائی اور بشارت دی کہ ولی محمد خدا تعالیٰ جیسوں سات بیٹے اے گا اور وہ سب کے سب صاحب اولاد ہوں گے۔ مزید فرمایا کہ اپنے

پہلے بیٹے کو عالم دین فقا۔ والد صاحب نے ان سے وعدہ کر لیا۔ جب بھائی صاحب پیدا ہوئے تو انہی بزرگ کے حکم سے ہی بھائی صاحب کا نام محمد امین رکھا گیا۔ اس خدا رسیدہ بزرگ کی جیٹ گوتی پوری ہوئی اور بھائی صاحب کے بعد والد صاحب کو خدا تعالیٰ نے مزید چھ بیٹے عطا کئے اور وہ سب کے سب صاحب اولاد ہوئے۔ اس وقت ہم پانچ بھائی زندہ ہیں۔ بھائی صاحب کی وفات سے ڈیڑھ سال پہلے مجھ سے بڑے ہمارے ایک بھائی میاں محمد اسلم صاحب جو نیم بار خان میں اقامت پذیر تھے، نقصانے الٹی سے وفات پا گئے تھے۔ وہاں سے کہ ذات باری تعالیٰ ہمارے ان دونوں مرحوم بھائیوں کو عفو رحمت فرمائے۔

خاندانی حالات:

ہمارے دادا جان میاں میر محمد صاحب اور والد محترم میاں ولی محمد صاحب مسموم و مصلوٰۃ کے پابند اور دین سے محبت کرنے والے بزرگ تھے۔ پاکستان بننے کے بعد ہمارے چچا جان میاں نور محمد اور میاں عبدالمکریم دادا جان کے حرا و اساتذہ ضلع لاہور کے مختلف علاقوں میں قیام پذیر ہو گئے۔ آبائی زمین چونکہ دادا جان کے نام تھی، اس لئے انہوں نے اپنی اولاد کی خواہش کے بغیر پاکستان آ کر بعدوستان کی محروم ذریعہ زمین کے بدلے ذریعہ اراضی لینے ضلع اہمد نگر جھلاواں میں الاٹ کروالی اور خود چچا نور محمد کے پاس رہائش کے نزدیک چک نمبر 336 گ۔ ب میں رہائش پذیر ہو گئے۔

ہمارے والد اجد پاکستان بننے کے بعد چک نمبر 5512-2 ضلع منٹھری (جہاں ضلع اوکاڑہ) میں رہائش پذیر ہو گئے اور دربارہ روزگار اپنے خاندانی پیشہ باغبانی کو نیا اور اوکاڑہ کے قون میں چند ایک باغات لگائے۔ بعد میں چک نمبر 5512-2

کے چہ چہری تمام قادر قادیانی کی ملازمت اختیار کر لی۔ اس کی زمین میں باغ لگایا اور اس کے دیگر زرعی محسوس کو بھار کا رہے۔

ہمارے والد صاحب کی حریت دینی کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ آپ نے اٹھارہ سال تک ایک قادیانی کی ملازمت کی اور اس دوران اس کے گھر سے قادیانی کا محو تک پتا لگا رہا نہیں کیا۔ والد صاحب کو حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے اٹھارہ عقیدت تھی۔ اس لئے مجلس احرار اسلام سے تعلق رکھتے تھے۔ چوہدری غلام قادر قادیانی بھی بھی والد صاحب سے کہا کرتا تھا کہ میاں ولی محمد تم میرے سب سے بڑے دشمن ہو۔ والد صاحب بوجہ چوہدری صاحب کیوں؟ تو وہ کہتا اس لئے کہ تم مجھے کافر کہتے ہو۔ والد صاحب بڑے اطمینان سے جواب دیتے کہ میں آپ کو اس لئے کافر کہتا ہوں کہ آپ واقعی کافر ہیں اور تمام مسلمان آپ کو کافر ہی کہتے ہیں۔ اس میں میرا کیا قصور ہے؟ تو وہ دوبارہ جواب دے کر خاموش ہو جاتا۔ بعض اوقات ترکہ میں آ کر کہتا کہ میاں ولی محمد تم میرے بڑے شخص جن (دوست) ہو۔ والد صاحب بوجہ چوہدری صاحب کیوں؟ تو وہ جواب دیتا اس لئے کہ تم میرے کام میں کسی قسم کی کوتاہی اور ہدایتی نہیں کرتے ہو۔ والد صاحب فرماتے چوہدری صاحب آپ تو میرا فرض ہے۔ آپ بڑی کوئی احسان نہیں۔ ہمارے گاؤں ایک نمبر 5512L میں بڑے زمیندار یا دوتہ قادیانی تھے۔ انھیں والد صاحب اور چوہدری غلام قادر کا تعلق ایک آنکھ نہ جاتا۔ دو دو تھوڑے چوہدری کے کان والد صاحب کے خلاف بھرتے رہتے اور والد صاحب کو ملازمت سے الگ کرنے کے لئے اس پر زور دیتے۔ چاہے لیکن ان کی بات ایسا نہ کان سے سن کر وہ اس سے کون سے حال سے کام لے کر ان کی خواہش کو مٹا دیتے۔

دوسری جانب والد صاحب کی خود داری کا یہ عالم تھا کہ جب بھی چوہدری غلام قادر والد صاحب کو ملتا (دو دو کاڑھ شہر میں رہائش پذیر تھا) تو آپ صاحب کتاب کی کاپی بیب میں ڈالتے اور چوہدری سے ملنے چلے جاتے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر مرتبہ یہ فیصلہ کر کے چاہتا ہوں کہ اگر چوہدری نے کوئی بدگیری کی تو صاحب کی کاپی اس کے منہ پر دے ماروں گا اور ملازمت ترک کر دوں گا۔ المرضیہ تعلق اسی طرح چل رہا تھا کہ بھائی صاحب نو جوان عالم میں گئے اور قادیانوں سے مناظرے شروع کر دیے اور قادیانی ہر مناظرہ میں شکست قاش سے دوچار ہوتے۔ اب قادیانوں نے چوہدری غلام قادر کی شکایت مرزا بشیر الدین محمود تک پہنچائی شروع کر دیں کہ چوہدری غلام قادر کے بھائی کا چڑا ہم سے مناظرے کرتا ہے اور ہمیں کافر بتاتا ہے۔ اس کے باوجود چوہدری اپنے بھائی کو ملازمت سے برخاست نہیں کرتا۔ لیکن چوہدری غلام قادر روئے کے دباؤ کو برداشت کرتا رہا اور کہتا کہ میاں ولی محمد میرا بھیر کار ملازم ہے، قادیانوں کی مسجد کا امام نہیں کہ اسے ہر طرف کر دیا جائے۔

مرزا بشیر الدین محمود کی وفات کے بعد ابو بھائی صاحب کے مناظرے بھی ہو گئے۔ ابھر ریوت والوں کے دباؤ میں اضافہ ہوا تو ایک دن چوہدری غلام قادر نے والد صاحب کو بلایا اور کہا کہ میاں ولی محمد اب میری ضمانت کا دباؤ میرے لئے حد برداشت سے زیادہ ہو چکا ہے۔ اس لئے میں منسوب سے کہہ رہا ہوں کہ میں خود ان کے ساتھ سے دوک اور اچھوتوں کے گھر میں آپ کو ملازمت سے جواب دے دوں گا۔ والد صاحب نے یہ سن کر کہا کہ میں بھی ملازمت سے استعفیٰ دیتا ہوں۔ لیکن اپنے بیٹے کو کس کام سے نہیں رکھوں گا اور چوہدری صاحب کی ملازمت سے انکسار کر دیا جائے گا۔ اب چوہدری

صاحب نے باغ کی حفاظت کے لئے جو مالی رکھنا وہ خوشامدی اور بڑا دل قسم کا تھا۔ گاؤں والوں نے دو سال کے اندر اندر باغ کو بطور ایندھن استعمال کیا اور اس کا ستیانوس کر دیا۔ جو باغ چار ہزار روپے ٹھیک پر الٹا تھا، کوئی اس کا جزر و بیدہ دینے پر بھی تیار نہ ہوا۔ اتنا مالی نقصان دیکھ کر چودھری صاحب خود اس پانچ سو روپے کا والد صاحب کے پاس آیا اور منت سماجت کر کے والد صاحب کو دوبارہ ملازمت پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ والد صاحب نے جواب دیا کہ کل میرا تھوڑی سی جماعت تھیں، اب اس کے لئے میں تھوڑی سی جماعت کو قبول کرنے سے قاصر ہوں۔ اس پر اس نے کہا میں اس سلسلہ میں جماعت کی کوئی بات نہیں مانوں گا۔ میں اتنا مالی خسارہ برداشت نہیں کر سکتا۔ حریف بڑا دل والد صاحب کی ٹکڑا اور سابقہ مراعات میں کافی اضافہ کر کے والد صاحب کو دوبارہ ملازمت قبول کرنے پر آمادہ کر لیا۔ پندرہویں ملازم کی وفات تک والد صاحب اس ملازمت پر قائم رہے۔ اس کی وفات کے بعد والد صاحب نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ چودھری صاحب کے بیٹے جو بڑی بڑی سرکاری ملازمتوں پر فائز تھے، انہوں نے والد صاحب کو بڑی منت سماجت اور ترغیب و تحریک کے ذریعے استعفیٰ واپس لینے کو کہا۔ لیکن والد صاحب نے فرمایا کہ تمہارے باپ کے ساتھ تو میری من جاتی تھی، کیونکہ وہ میری بی بی کی وفات کو برداشت کر لیتا تھا لیکن تم میں اتنا حوصلہ کہاں۔ اس لئے میں تمہاری ملازمت میں رہنا پسند نہیں کرتا۔ اس کے بعد والد صاحب نے والی زمین کو آباد کرنے کی نیت سے یہ پٹے چنے اور اس ٹکڑے زمین کو چار پانچ سال میں کھجور، گندھار اور گندھار بنادیا۔

والد صاحب کافی عرصہ سے دہ کی مرض میں مبتلا تھے اور بہت کمزور ہو گئے

تھے۔ اس کے باوجود اپنا رزق اپنی منت سے ہی پیدا کرتے تھے اور کسی بیٹے کا محتاج نہ ہونا بھی گوارا نہ کرتے تھے۔ ۱۹۵۰ء میں بیماری نے بہت زور پکڑا تو بیٹوں کے اصرار پر بغرض علاج اور کاڑھ آگئے اور جون ۱۹۵۱ء کے آغاز میں چک نمبر ۵۵۱/۲ میں وفات پائی۔ والد صاحب کا جنازہ گاؤں کی پانچ سو گاہ سے بڑا جنازہ تھا۔ کسی شاعر کا یہ شعر والد صاحب کی زندگی کے سبب مائل ہے:

وہ مرد خدا مست نہ دولت تھی نہ فقر

اس پر بھی یہ طرہ تھا کہ چھلکتے تھے جہاندار

مولانا مرحوم کے تعلیمی مراحل:

چونکہ مولانا مرحوم ایک عالم دین اور ولی اللہ کی دعاؤں کے غرضی حصہ فہم پر آئے تھے اور ان کا نام بھی اس مرد قلندر نے ہی رکھا تھا، اس لئے مولانا بچپن سے ہی ذہین و فہم تھے۔ مولانا پائی کلاس کے ذہین اور فہم طلباء میں شمار ہوتے تھے۔ مولانا چھ بندہ تاج سے تقریباً ساڑھے نو سال بڑے تھے۔ اس لئے ان کی ابتدائی تعلیم کا کوئی نقشہ میرے ذہن میں نہیں ہے۔ ان کا پڑھنا ہے کہ جب میں نے سکول جانا شروع کیا تو مولانا میٹرک کا امتحان پاس کر چکے تھے۔ یہ ۱۹۵۰ء کی بات ہے۔ والد صاحب نے سکول میں بھائی صاحب کو عربی کا مضمون سکھایا تھا تا کہ دینی علوم کے حصول میں یہ مضمون ان کا مرد و معائن ثابت ہو۔ بھائی صاحب نے مقررہ قرآن مجید حافظہ محمد رمضان صاحب سے پڑھا تھا جو کہ غیر مقلد تھے۔ ان کی صحبت میں بیٹے سے غیر مقلدیت کے جراثیم بھائی میں سرایت کر گئے تھے۔ جب نویں جماعت میں ہوئے تو عربی میں مدرس حاصل کرنے کے لئے مولانا عبدالبار صاحب کنڈلیٹی سے عربی کی

ابتدائی کتابیں پڑھنا شروع کر دیں۔ یہ بھی ایک بہت بڑے غیر مقلد عالم تھے۔ ان کی صحبت میں رہ کر مولانا غیر مقلد بن گئے۔ جب والد صاحب سمجھانے کی کوشش کرتے تو اکثر غیر مقلدین کی طرح کوئی بات نہ سنتے۔ پھر والد صاحب نے بھائی صاحب کو راہ راست پر لانے کے لئے اپنے دوست مولانا محمد حسین صاحب کی خدمات حاصل کیں۔ لیکن مولانا محمد حسین صاحب بھی بھائی صاحب کی ذہانت و دقت کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور انہیں راہ راست پر نہ لاسکے۔ ۱۹۵۳ء میں مولانا ضیاء الدین صاحب اوکاڑوی کے مدرسہ جامعہ محمودیہ میں جو عید گاہ میں واقع تھا بطور مدرس حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب فاضل دیوبند اور حضرت مولانا عبداللہ صاحب فاضل دیوبند کا تقرر ہوا۔ مولانا عبدالقدیر صاحب کی محنت اور والد صاحب کی دعاؤں کے فضل بھائی صاحب غیر مقلدیت سے تائب ہو کر جادو مستقیم پر گامزن ہو گئے اور پھر اپنی تعلیم کا سلسلہ ان دو حضرات کے ساتھ جوڑ لیا۔ ان دونوں بزرگوں نے جوہر قاتل کو بچکانا اور اس کے نکھارنے میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ بھائی صاحب نے بھی ان اساتذہ کو رحمت خداوندی خیال کرتے ہوئے تن من دھن سے ان پر فدا ہو گئے۔ ان بزرگوں نے اس جوہر قاتل کو چمکانے اور تربیت کرنے میں شب و روز صرف کر دیئے۔

حضرت مولانا عبداللہ صاحب (فقیہ التلخیص) آپ پر اسے شفیق تھے کہ اپنی بیماری اور بچہ اندہ سالی کو روزِ خوار تھا نہ سمجھتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ امین! اگر آدھی رات کے وقت بھی میرے پاس پڑھنے کے لئے آؤ گے تو میرا دروازہ تمہارے لئے کھلا ہوگا۔ استاد کی اس حوصلہ افزائی سے بھائی صاحب نے خوب فائدہ اٹھایا اور دو سال کی قلیل مدت میں کتب حدیث تک رسائی حاصل کر لی اور اساتذہ کے لئے باقی بچ رہے۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب نے فرمایا امین محبوب آدمی ہے، ہم زمین کی باتیں کرتے ہیں تو یہ آسمان کی باتیں سنا رہا ہے اور حضرت مولانا ضیاء الدین سید ہاروی نے ایک مرتبہ اپنے چند دوستوں سے کہا کہ امین اتنا ذہین ہے کہ بعض اوقات مجھے احساس ہوتا ہے کہ یہ تو اور شاہنشاہی ہے۔

چونکہ بھائی صاحب ہم سب بھائیوں سے بڑے تھے۔ میسر کرنے کے بعد والد صاحب کی خواہش کے مطابق تعلیم دین کے حصول میں شب و روز کوشاں رہتے تھے۔ ہم سب بھائی ابھی زیر تعلیم تھے اور گھر میں کمانے والے صرف والد صاحب تھے۔ ہمارے گھر ملے اور تعلیمی اخراجات کا بار صرف والد صاحب اٹھاتے تھے۔ ۱۹۵۵ء میں بھائی صاحب نے والد صاحب کا ہاتھ بٹانے کا فیصلہ کیا اور والد صاحب کے مشورہ سے بے دلی کلاس میں داخلہ لے لیا اور پیوٹ پلے گئے۔ اس معاملہ کو بھائی صاحب نے حضرت مولانا عبداللہ صاحب سے بھی مخفی رکھا، مبادا حضرت صاحب (مولانا عبداللہ صاحب) کو اسی نام سے پکارا جاتا تھا (داخلہ لینے سے منع فرمادیں)۔ جب بھائی صاحب چند دن تک غیر حاضر رہے تو حضرت صاحب کو کوشش ہوئی اور والد صاحب کو پیغام بھیج کر بلایا اور پوچھا کہ گھر امین آج کل کہاں رہتا ہے؟ پڑھنے کیوں نہیں آتا؟ والد صاحب نے دُستے دُستے کہا کہ حضرت جی میں کثیر التعلیل آدمی ہوں اور اکیلا کمانے والا ہوں۔ اخراجات بڑھتے جا رہے ہیں، اس لئے میں نے امین کو بے دلی میں داخل کرا دیا ہے۔ بے دلی کرنے کے بعد واپس آجائے گا تو پھر آپ کے پاس ہی رہے گا۔ آپ ناراض نہ ہوں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ میاں ولی محمد تم نے بہت بڑی تعلیمی کی ہے۔ تمہارے مات بیٹے ہیں۔ یہ ایک بڑا تم مجھے دے دیتے تو دیکھتے

اور ان کی کنجش پر مشاشرع کرو گیا۔ یہ بھی ایک بہت بڑے غیر متعلقہ عالم تھے۔ ان کی صحبت میں وہ کہ مولانا غیر متعلقہ بن گئے۔ جب والد صاحب سمجھانے کی کوشش کرتے تو اکثر غیر متعلقہ کی طرح کوئی بات نہ سنتے۔ میرا والد صاحب نے بھائی صاحب کو رو رو کر راست پر لانے کے لئے اپنے دوست مولانا محمد مسکین صاحب کی خدمات حاصل کیں۔

لیکن مولانا محمد مسکین صاحب بھی بھائی صاحب کی ذہانت و فطانت کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور انہیں راہ راست پر نہ لاسکے۔ ۱۹۵۵ء میں مولانا غیاث الدین صاحب لوکاروی کے دربار حاضری نمودار ہوئے جو عید گاہ میں واقع تھا بلوڑ مدرس حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب فاضل دینی تھے اور حضرت مولانا عبداللہ صاحب فاضل دینی تھے۔ حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب کی محنت اور والد صاحب کی دعاؤں کے فضل بھائی صاحب غیر متعلقہ سے تائب ہو کر جاوے متعین پر گامزن ہو گئے اور پھر اپنی تعلیم کا سلسلہ ان دو حضرات کے ساتھ جوڑ لیا۔ ان دونوں بزرگوں نے جبر قاضی کو بچھا کر اور اس کے کھانے میں جس قدر حق معروف ہو گئے۔ بھائی صاحب نے بھی ان اساتذہ کو رحمت خداوندی خیال کرتے ہوئے تن من و دھن سے ان پر فدا ہو گئے۔ ان بزرگوں نے اس جوہر قابل کو چمکاتے اور تہیت کرنے میں شب و روز صرف کر دیئے۔

حضرت مولانا عبداللہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) آپ پر اسے شفیق تھے کہ اپنی بہاری اور بیاض مالی کو درخشاں بنائے دیکھتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ ائینہ اگر آدھی رات کے وقت بھی میرے پاس نہ پہنچنے کے لئے آؤ گے تو میرا دروازہ تیار سے لئے کھڑا ہوگا۔ استاد کی اس حوصلہ افزائی سے بھائی صاحب نے خوب زحمت اٹھایا اور ۱۱ سال کی تجلیات حد تک سب حد تک۔ مائی حاصل کر لی اور اساتذہ کے لئے رحمت فرماتے گئے۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب نے فرمایا ائینہ چھپ آؤی ہے۔ ہم زمین کی باتیں کرتے ہیں تو یہ آسمان کی باتیں سنا رہا ہے اور حضرت مولانا غیاث الدین صاحب ہادی نے ایک مرتبہ اپنے چند دوستوں سے کہا کہ ائینہ آج آجین ہے کہ بعض اوقات مجھے احساس ہوتا ہے کہ یہ انور شاہ کافی ہے۔

چونکہ بھائی صاحب ہم سب بھائیوں سے بڑے تھے۔ بھڑک کر نے کے بعد والد صاحب کی غرائز کے مطابق علم دین کے حصول میں شب و روز کوشاں رہتے تھے۔ ہم سب بھائی ابھی زیر تعلیم تھے اور گھر میں کانٹے والے صرف والد صاحب تھے۔ ہمارے گھر لے اور تعلیمی اخراجات کا بار صرف والد صاحب اٹھاتے تھے۔ ۱۹۵۵ء میں بھائی صاحب نے والد صاحب کا ہاتھ شانے کا فیصلہ کیا اور والد صاحب کے مشورہ سے بے حدی کلاس میں داخلہ لے لیا اور حیثیت چلے گئے۔ اس معاملہ کو بھائی صاحب نے حضرت مولانا عبداللہ صاحب سے بھی غلطی نہ کیا، مبارک حضرت صاحب (مولانا عبداللہ صاحب کو اس) ہم سے نکال دیا تھا) داخلہ لینے سے منع فرما دیں۔ جب بھائی صاحب چند دن تک غیر حاضر رہے تو حضرت صاحب کا تشویش ہوئی اور والد صاحب کو پیغام بھیج کر بلایا اور پوچھا کہ محمد ائینہ آج کل کہاں رہتا ہے؟ پڑھنے کیوں نہیں آتا؟ والد صاحب نے ڈارے ڈوٹے کہا کہ حضرت جی میں کثیر اعیال آؤی ہوں اور آگیا کمانے والا ہوں۔ اخراجات بڑھتے جا رہے ہیں، اس لئے میں نے ائینہ کو بے حدی میں داخل کر دیا ہے۔ بے حدی کرنے کے بعد وہ اس آجائے گا تو پھر آپ کے پاس ہی رہے گا۔ آپ ناراض نہ ہوں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ کہاں ولی محمد تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ تمہارے سات بیٹے ہیں۔ یہ ایک بیٹا تم مجھے دے دینے تو دیکھتے

میں اسے گیا تھا۔ نیز چچا کہ جب محمد امین ہے وہی کر کے آئے گا تو اسے گورنمنٹ کتنی تنخواہ دے گی۔ والد صاحب نے کہا کہ اسے (۸۰) روپے ملنا نہ گوارا ہے گی۔ حضرت صاحب نے فرمایا وہی محمد تم نے بڑے گھمانے کا سودا کیا ہے۔ اگر امین میرے پاس حریہ دو سال پڑھ لیتا تو عربی مدارس والے اس کے پیچھے پیچھے بھرے اور ۵۰۰ روپے سے زیادہ تنخواہ دیتے۔ لیکن والد صاحب نے ہمدست و ذاری حضرت صاحب کو کاربش نہ ہونے دیا۔

ادھر بیٹوں میں بھائی صاحب کریٹنگ سکول کے تمام ساتھیوں کی دینی تربیت کرتے گئے اور وہاں اہمیت و خطابت کے فرائض بھی اپنے ادا لے لے۔ ان دنوں مولانا منظور احمد چینی بھر بھر جوں تھے۔ بھائی صاحب قاری وقت میں ان سے ملتے اور ان سے ہر ممکن استفادہ کی کوشش کرتے اور مولانا منظور احمد صاحب بھی بڑے ہمایوں کی طرح بھائی صاحب سے شفقت کا سلوک کرتے اور یہ تعلق تادم سرگ قائم رہا۔ بھائی صاحب بے دہی کرنے کے بعد جب واپس آئے تو شیخ کاٹن ہائی سکول سے بطور ان ٹریڈ عربی لکچر اپنی ملازمت کا آغاز کیا اور ساتھ ساتھ فرقہ پلٹہ کا تعاقب شروع کر دیا جن میں قادیانی، ریسائی، بدعتی اور غیر مقلدین خاص طور پر شامل تھے۔ اس دوران مولانا عبد القادر اور حضرت صاحب چاند محمود یہ عید گاہ چھوڑ کر چاند حنیہ گول پکراؤ گاڑ میں تشریف لے گئے۔ لیکن بھائی صاحب کا سلسلہ ترمذی ان کے ساتھ قائم رہا۔ ۱۹۵۵ء میں، بندہ نے پرائمری کا امتحان پاس کیا تو والد صاحب نے مجھے چاند محمود یہ عید گاہ میں داخل کرا دیا۔ ان دنوں حضرت مولانا عبد القادر سیٹا پوری اس مدرسہ میں بطور مدد المدبرین تشریف لائے تھے۔ بھائی صاحب دن کو شیخ کاٹن ہائی سکول میں

ملازمت کرتے اور صبح کے بعد حضرت مولانا عبد القادر صاحب سے حضرت مولانا قاسم باقر قادیانی کی کتب پڑھتے، جن میں "تختہ برائے اس" اور "آب حیات" بھی شامل تھیں۔ مغرب کے بعد قاری اور ابتدائی عربی کے طلباء کو چند ایک اسباق پڑھا دیتے، تاکہ حضرت مولانا عبد القادر صاحب کے کام میں معاونت ہو جائے اور ان کے کام کا یہ جو کم ہو جائے، علی الصبح اٹھتے اور گاؤں چلے جاتے اور نماز فجر گاؤں کی مسجد میں ادا کرتے اور بعد از نماز دوسرے قرآن کریم دیتے، جس کے ذریعے تمام فرقہ پلٹہ کا رد فرماتے۔ خصوصاً قادیانی تھے کہ بڑے سوار انداز میں اور بڑی ہمت سے تعاقب کرتے۔

میرے بھائی مرحوم نے اپنے گاؤں میں فی سبیل اللہ جس سال تک درس قرآن دیا۔ گاؤں میں قادیانیت کو چیلنے چیلنے کا موقع نہ دیا۔ ہمارے گاؤں میں بچوں کے باطن قرآن پاک پڑھانے کا بھی کوئی معقول بندوبست نہ تھا۔ گاؤں کے مسلمان بھی صرف دیناوار تھے۔ دین سے ان کی دلچسپی نہ ہونے کے برابر تھی۔ جو ہماری مسجد کے امام تھے وہ دنیا جانا مانتے تھے۔ ان کی اہل قوت ہو چکی تھی، اس لئے بچوں کی تعلیم کا بھی کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں تھا۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے والد صاحب نے ہماری والدہ سے کہا کہ گاؤں کے بچوں اور بچیوں کو قرآن پاک پڑھا دیا کرو، جواب کا کام ہے۔ والد صاحب کی اس خواہش کو والدہ صاحب نے باحسن و جود پورا کیا اور گاؤں کی محکمہ تعلیم (بیماراند) قرآن پاک پڑھنے کے سلسلہ میں والدہ صاحب کی شاکر ہیں۔ پڑھنے والے بچوں کے ساتھ قادیانیوں کے بچے بھی آ جاتے تھے اور والدہ صاحب انہیں بھی قرآن پاک پڑھا دیتی تھیں۔ وہ قادیانی بچے بچیاں ہمارے گھر کے دینی ماحول سے بہت متاثر ہوتے تھے اور ان میں سے بہت سے بچے پیراں بڑے ہو کر مسلمان ہو گئے۔

اور انہوں نے قادیانوں کے رشتوں کو ٹھکرا کر مسلمانوں میں شایاں کیں۔ اس سلسلہ میں ہمارے مرحوم بھائی کی کوششیں باعث صد فخر تھیں۔ اپنے بچے بچیاں جب مسلمان ہو جاتے تو پھر بھائی صاحب ان کی برادری کے مسلمان رشتہ داروں کو پورے پنجاب میں تلاش کر کے بڑی تک و دو کے بعد ان کے لئے مناسب رشتے تلاش کر کے ان بچے بچیوں کی شادیوں کا مسئلہ حل فرمادیتے۔

قادیانوں کے بااثر اور صاحب ثروت ہونے کے باوجود ہمارے گاؤں میں آج تک کسی غریب مسلمان کا بچہ بچی بھی قادیانی نہیں ہوا۔ ان قادیانوں کے کچھ بچے بچیاں ضرور مسلمان ہوئے ہیں۔ یہ سب ہمارے مرحوم بھائی کے درہی قرآن اور والدہ صاحبہ کی تحفہ قرآن کی بدولت ہوا ہے۔ (ﷺ الحمد) ہماری والدہ صاحبہ رحمہ اللہ تاحال حیات ہیں۔ ان کی عمر سو سال کے قریب ہے۔ اب فکر تقریباً ختم ہو چکی ہے اور بہت کمزور ہیں۔ اس کے باوجود ان کا کوئی روزہ اور کوئی نماز اب تک قضاء نہیں ہوئی۔ (ﷺ الحمد)

الغرض بھائی صاحب صبح درہی قرآن دیتے، دن کو سکول میں پڑھاتے۔ سکول کے بعد حضرت مولانا عبدالقادر، حضرت مولانا عبدالنسان اور حضرت مولانا عبدالحمید صاحب (حال شیخ الحدیث جامعدہ دینیہ لاہور) سے تعلیمی علم میں معروف رہتے اور رات کے وقت چھوٹی کتابوں والے طلباء کو سہائی پڑھاتے تھے۔

اس زمانہ میں بندہ خاکسار نے مولانا کے قریب مقربین کے ساتھ مناظرے سنے اور انہیں کتابیں چھوڑ کر بھاگتے ہوئے بھی دیکھا۔ اذکارہ میں بریلوی حضرات نے جب ہمارے اذکار کے خلاف تقاریر شروع کریں تو میں نے وہ وقت بھی دیکھا جب

بھائی کے ساتھ چند ایک ارجوان ہوتے اور آپ بریلویوں کے کذب و افتراء کا جواب ان کے غلوں اور گھٹیاں میں تحریر کی صورت میں دیتے اور جہاں بریلویوں کے عقیدین کو بھائی صاحب کے ہاتھ پر تائب ہوتے دیکھا وہاں ان کی جانب سے بھائی صاحب اور ان کے ساتھیوں پر سنگباری کے منظر کا بھی مشاہدہ کیا۔

الغرض مولانا مولانا امین مسند رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے کسی مدرسے میں نہیں پڑھا۔ میں ان کی لکھا جی دور کرتا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی نے اپنے وقت کے بڑے بڑے علماء سے درہی تعلیمی لی کہ انہیں سہل سہل پڑھی تھیں اور حدیث میں ان کے استاد حضرت مولانا عبدالنسان صاحب شاگرد رشید مولانا اور شاہ کاظمی (فاضل دیوبند اور دکن شیخ) ہیں۔

مولانا محمود تھے:

یہ ایک عجیب بات کہ بڑے آدمیوں سے ہمیشہ ان کے معاصرین نے حد کیا ہے اور جتنا بڑا آدمی ہوتا ہے اس کے حاصرین اور تلامذہ بھی اتنے ہی زیادہ ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مثال آپ کے سامنے ہے کہ ان کے حاصرین آج تک موجود ہیں۔ میرے بھائی کے حاصرین میں میر تقی عثمانی ہیں اپنے بھی اس سلسلہ میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ (طالی اللہ العیشی)

اس سلسلہ میں مجھے ایک واقعہ یاد رہا ہے کہ ایک مرتبہ ہمارے اذکارہ کے ایک نو جوان عالم جن کے اذکارہ قدم چلانے میں میرے بھائی نے شب و روز صرف کر دیے تھے، بصورت دیگر وہ اذکارہ چھوڑ کر بھاگتے کو تیار تھے۔ وہ بھائی صاحب کے عقیدین سے کہا کرتے تھے۔ امین کو کیا آتا ہے، اے مرزا نیت اور بیسایت تو میں نے

پڑھائی ہے۔ وہ کوئی عالم تھوڑا ہے۔ تم خواہ مخواہ اس کے پیچھے لگے ہوئے ہو۔ حالانکہ مجھے اب تک یاد ہے کہ ان موصوف نے بھائی صاحب کے حاشیہ والی پائل لے کر اپنی پائل پر نشان لگائے تھے۔ جب بھائی صاحب کو ان باتوں کی خبر ہوئی اور کوئی ذکر کرتا کہ فلاں صاحب یوں کہتے ہیں تو آپ حسب عادت مسکرا کر خاموش ہو جاتے۔

ایک مرتبہ دو جوان علماء جو کہ حضرت مولانا مہد علیہ صاحب کے شاگرد بھی تھے مولانا سے شکوہ کرنے لگے کہ حضرت ہم آپ کے شاگرد بھی ہیں اور ہم نے دورہ حدیث بھی فلاں مدرسہ سے کیا ہے اور امین نے کسی مدرسہ سے دورہ حدیث نہیں کیا، آپ اسے ہم پر توجہ دیتے ہیں۔ اس پر آپ کی شفقت ہمارے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے۔ یہ باتیں سن کر مولانا خاموش رہے۔ جب انہوں نے میرا اپنی حق تلفی کا ذکر کیا اور اسرار کیا کہ آپ امین پر شفقت و محبت سناٹے نہ کریں۔ اس کے مستحق تو ہم ہیں، تو مولانا نے جواب دیا: ٹھیک ہے کہ امین نے تمہاری طرح کسی بڑے مدرسے سے دورہ حدیث نہیں کیا لیکن اسے آپ حیات (حضرت نانوتوی کی کتاب) آتی ہے۔ تم اس کا ایک صفحہ پڑھ کر مجھے سجداد دو میں امین کو چھوڑ دوں گا۔ اس پر دونوں حضرات بہت ہونگے اور مولانا سے راض ہو کر چلے گئے۔ یہ بندہ ناچیز آج اس بات کا بدلا امتزاف کرتا ہے کہ ابتداء میں مجھے بھی مولانا مرحوم سے حسد ہو گیا تھا۔ لیکن میں اس کا بدلا اکتہار نہیں کرتا تھا۔ اس بات کو دل ہی میں رکھتا تھا اور مولانا کی مقبولیت عامہ کو نظر حسد دیکھا کرتا تھا۔

میں نے دورہ حدیث ۱۹۶۳ء میں جامعہ خیر المدارس سے کیا تھا۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب، حضرت مولانا علامہ محمد شریف کشمیری صاحب اور حضرت مولانا

مفتی محمد عبداللہ صاحب مرحوم میرے دورہ حدیث کے اساتذہ میں شامل تھے۔ خانقاہی ذہانت کا کچھ حصہ مجھے بھی ذات باری تعالیٰ کی طرف سے ملا تھا۔ دورہ حدیث کے دوران بندہ ان علماء میں شامل تھا جو مہارت پڑھا کرتے ہیں۔ حضرت علامہ کشمیری صاحب مجھ پر بہت شفقت فرمایا کرتے تھے۔ اس وقت وفاق المدارس کی عمر صرف ایک سال تھی اور علماء کے لئے وفاق کا امتحان دینا لازم نہ تھا۔ میں ان چند علماء میں شامل تھا جنہوں نے وفاق المدارس کا امتحان دیا تھا۔ یہ امتحان بندہ نے وید علماء میں پاس کیا اور خیر المدارس کے ساتھیوں میں دوسرے نمبر پر رہا۔ ایک سال تک سید نیاز احمد حمید صاحب کے مدرسہ جامعہ قادریہ علیہ السلام میں بطور صدر المدرسین کام کیا اور حاضری تک کے اسباق پڑھاے۔ اس وقت خانقاہ بھی خاموشاوی تھا۔ شیطان کے ہنگامے میں آ کر میں اپنے آپ کو یکم سمجھ لگا تھا۔ میں بعض اوقات سوچتا کہ لوگ خواہ مخواہ بھائی امین صاحب کو اٹھائے پھرتے ہیں، حالانکہ وہ بادشاہ عالم بھی نہیں ہے۔ میں لوگوں کی حاصل پر ماتم کرتا کہ انہیں کمرے کھولے اور اصلی اور نقلی عالم میں تیز ہی نہیں۔ خواہ مخواہ بھائی صاحب کو آسان پر چڑھایا ہوا ہے۔ چار پانچ سال تک یہ کیفیت رہی۔ لیکن اس کے اکتہار کی جرأت کبھی نہ ہوئی۔ اس کے بعد میں نے جب علمی زندگی چھوڑ کر سکول و کالج کی ملازمت شروع کر دی اور دیکھا کہ میں تو بھائی صاحب کی طرح کا ہر ہی نہیں سکتا تو میرا اللہ تعالیٰ نے میرے دل سے جذبات حسد ختم کر کے وہاں جذبات رفق پیدا فرما دیے۔ میں بارگاہ ادبی میں دعائیں کرتا کہ خدایا مجھے بھی مولانا محمد امین جیسا بنادے اور مجھ سے بھی کچھ کام لے لے۔ لیکن اللہ کے ہاں میری یہ دعائیں بھی مستجاب نہ ہوئیں۔ میرا پھر جوانی میں جب میری عمر تیس سال تھی اور میں گورنمنٹ ڈگری کالج

بورے والا میں بطور پیچہ کار کام کر رہا تھا تو مجھے شکر بھیجی نامراد بیماری نے دلوں کا لیا اور آہستہ آہستہ حافظہ اور یادداشت متاثر ہوتی رہی اور مولوی امین جیسا بننے کی خواہش بھی دم توڑ گئی اور بغفل خدا اپنی نالائقی کا احساس بھی ہو گیا۔ بھر میں اپنے بھائی پر فخر کرنے لگا کہ میں مولانا محمد امین جیسا پاک و روزگار کا برادر عزیز ہوں۔ انفرنس بھائی صاحب کے بارہ میں مجھ پر عین دور گزرتے ہیں۔ پہلا دور بھائی صاحب سے حسد کرنے کا تھا، دوسرا دور بھائی صاحب پر رشک کرنے کا تھا اور تیسرا دور بھائی پر فخر کرنے کا تھا۔ اور اب بھائی صاحب پر فخر کرتا ہی سرمایہ حیات ہے، اور ان شاء اللہ اعزیز و زریعہ نجات بھی ہوگا

اصلاحی تعلق:

جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ میرے بھائی کچھ دیر غیر مقلد رہے۔ غیر مقلدیت سے تائب ہونے کے بعد بھی میری سربیدی اور بیت مرشد کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ اگر کوئی بیت ہونے کی ترغیب دیتا تو اس کا مذاق اڑاتے۔ ایک مرتبہ اپنی بیت ہونے کا واقعہ خود سنایا۔ فرمایا کہ میں ان دنوں مدیکہ میں مولانا مفتی مہدی صاحب کے پاس استفادہ کے لئے جایا کرتا تھا۔ یہ ۱۹۵۶ء کی بات ہے۔ ایک دن ایک بزرگ حضرت مولانا بشیر احمد پیرودینی وہاں تشریف لائے۔ سب علماء ان سے مصافحہ کرنے کے لئے آئے۔ میں بھی مصافحہ کرنے والے علماء میں شامل ہو گیا۔ تمام ساتھی مصافحہ کر کے واپس چلے گئے۔ جب میں نے حضرت سے مصافحہ کیا تو حضرت نے دونوں اقصوں سے نظافہ فرما کر بائیں ہاتھ سے پکڑ کر مجھے بائیں پاس نکال دیا۔ جب تمام علماء مصافحہ سے فارغ ہو کر چلے گئے تو میری طرف متوجہ ہوئے، تمام پوچھا اور فرمایا (بھائی صاحب) انھیں ایک بہت بڑے علاقے کو سنبھال سکتا ہے اور مجھے ہار بار

بیت ہونے کی ترغیب دی۔ میں جواب میں کہتا کہ بیت کوئی ضروری چیز ہے، لیکن حضرت کا اصرار بڑھتا رہا کہ تم ضرور حضرت مولانا احمد علی لاہوری سے بیت ہو جاؤ۔ مولانا کے شدید اصرار پر میں نے بیت ہونے کا وعدہ تو کر لیا لیکن پھر اسے بھول گیا۔ ایک دن حضرت مولانا احمد علی لاہوری کا رسالہ خدام الدین پڑھا رہا تھا۔ وہاں حضرت نے لکھا یہ میں ظاہری طور پر اپنی آنکھوں کا تکرر فرمایا تھا۔ اور لکھا تھا کہ جب آدمی کی دل کی آکھ مکمل جاتی ہے تو وہ محال و حرام میں تیز کر سکتا ہے۔ اور اگر کسی قبر کے پاس سے گزرے تو اس پر صاحب قبر کے احوال مشکف ہو جاتے ہیں۔ فرمایا میں ان دنوں کبھی کے سکول واقع کبھی ہارنگ لکڑہ میں مدرس تھا۔ ابھی میں حضرت لاہوری کے مذکورہ بالا دعویٰ پر غور ہی کر رہا تھا کہ ایک استاد جن کا نام رشید صاحب تھا تشریف لائے۔ ان کے ہاتھ میں پانچ روپے کا نوٹ تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ یہ حرام کے پیسے ہیں، اگر کسی نے لینے ہیں تو لے لے۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ نوٹ مجھے دے دو۔ اس نے کہا یہ تو حرام کا مال ہے۔ تم اسے کیا کر گے۔ میں نے بتایا کہ میں حضرت لاہوری کا احتقان لینا چاہتا ہوں کہ آیا وہ حرام و محال میں تیز کرتے ہیں یا صرف دعویٰ ہی فرماتے ہیں۔ اس سلسلہ میں تین چار استاد اور بھی میرے ساتھ شامل ہو گئے۔ ہم نے ایک ایک روپیہ اپنی جیب سے نکالا۔ کچھ پھل محال کے بیجوں کے خریدے اور کچھ حرام کے بیجوں سے اور محال و حرام والے لٹافوں پر نظر رکھی اور ساتھیوں کے ساتھ عازم لاہور ہو گیا۔ جب حضرت سے ملنے کی باری آئی تو ہم نے وہ پھلوں کے لٹافے حضرت کے سامنے پیش کئے۔ حضرت نے پوچھا یہ کیا ہے؟ ہم نے کہا حضرت ہیں، یہ اسے قبول فرمائیں۔ آپ نے ناراض ہو کر فرمایا وہ ہے یا احتقان لینے آئے ہو۔ اور

ان چھلوں میں سے حرام و حلال ملے۔ دیکھو کہ اسے رکھ دیا۔ ہم سب ساتھی بہت حیران ہوئے اور حضرت لاہوری سے درخواست کی کہ ہمیں بیعت فرمائیں۔ تو آپ نے فرمایا تم امتحان لینے آئے تھے، وہ ہو گیا۔ جب بیعت کی نیت سے آؤ گے تو بیعت کر لیں گے۔ ہم سب ساتھی ویشیش پر پہنچے تاکہ بذریعہ ریل ادا کاذہ واپس جائیں۔ لیکن میرے دل میں ڈھیل پئی ہوئی تھی۔ باقی ساتھی تو چلے گئے لیکن میں نے ٹکٹ واپس کر دیا اور رات گزارنے کے لئے اپنے ہم زلف کے پاس شاہدہ چلا گیا۔ تمام رات بے چین رہا۔ صبح اٹھا اور نماز فجر پڑھا اور آکر پڑھی۔ بعد ازاں نماز حضرت لاہوری کا درس سنا۔ جب حضرت درس سے فارغ ہوئے تو ان سے بیعت کی درخواست کی تو مسکرائے اور فرمایا اب تم بیعت کی نیت سے آئے ہو، اس لئے بیعت کر لیں ہوں۔ بیعت کے بعد حضرت نے کچھ اور دباتے اور میں واپس ادا کاذہ آ گیا۔

جب میری بیعت کی خبر حضرت مولانا میرا احمد پسروری رحمۃ اللہ علیہ کو ملی تو بہت خوش ہوئے اور حضرت لاہوری سے میرا تعارف اس معنی میں کرایا کہ محمد امین عیسائیت اور قادیانیت پر بہت گہری نظر رکھتا ہے۔ حضرت لاہوری کو جب اس کا علم ہوا تو بہت خوش ہوئے اور انجیل پر نبیاس پر مقدمہ لکھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت کی قیام کرتے ہوئے میں پچاس صفحات پر مشتمل ایک مقدمہ لکھا، جس میں بائبل کے حوالہ جات سے ثابت کیا کہ انجیل پر نبیاس انجیل اربعہ سے زیادہ صحیح ہے اور پر نبیاس حضرت یحییٰ علیہ السلام کا کھٹن حواری تھا۔ اس انجیل میں اب تک حضور اکرمؐ کے ذاتی نام چھ اور محمد موجود ہیں۔ جب حضرت لاہوری نے یہ مقدمہ پڑھا تو بھائی صاحب کی قوت استدلال سے متاثر ہوئے اور بھائی صاحب پر شفقتوں اور نوازشوں کی بارش کر دی۔

بھائی صاحب پر حضرت لاہوری کی شفقت و محبت کے ایک اور واقعات تھے۔ قارئین ہیں، ان سے اندازہ ہو گا کہ بھائی صاحب صرف نانہ پڑی کرنے والے مرید نہیں تھے بلکہ حضرت لاہوری کی محبت و شفقت اور توجہات خاصہ کے پہلا بھی رہے ہیں:

(۱) بھائی صاحب نے بتایا کہ میں برہم میں ایک مرتبہ حضرت لاہوری کی خدمت میں ضرور عارضی دیتا تھا اور حضرت کی محبت و شفقت سے سببہ اندوز ہوتا تھا۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں لاہور گیا تو سوچا کہ اپنے لئے فتح اللہ خرید کر لاؤں۔ حضرت لاہوری سے ملاقات آئی تو میں نے فتح اللہ خریدنے کا ذکر کیا تو حضرت نے فرمایا ابھی فتح اللہ خریدتے ہو۔ اس کی بجائے احیاء العلوم خرید لو۔ لیکن میرا دل فتح اللہ پر میں الا ہوا تھا۔ میں نے حضرت لاہوری سے کہا جیسا آپ کا حکم ہو گا وہی کروں گا لیکن دل میں سوچا کہ جاتا ہوا فتح اللہ خریدی کرے گا، حضرت کو کونسا پھیلے گا۔ ابھی میں یہ بات سوچ ہی رہا تھا کہ حضرت نے فرمایا ابھی باڈا اور آدوہ بازار سے احیاء العلوم خرید کر لے آؤ۔ میں نے پھر ہزار کیا کہ حضرت واپس جاتا ہوا خریدیوں گا۔ لیکن حضرت نے فرمایا نہیں، ابھی بازار اور کتاب خرید کر میرے پاس لاؤ، اتنے دوپٹے میں آئے گی اور تمہارے پاس اتنے پیسے موجود ہیں۔ ہاں ادا کاذہ کا کرایہ میں اپنے پاس سے چھین دیتا ہوں۔ اور زبردستی ادا کاذہ کا کرایہ جو خانقاہ و ازھانی روپے کے قریب تھا، میرے دوہال میں باندھ دیا۔ اب مجھے مجبوراً آدوہ بازار بازار پانا۔ حضرت نے احیاء العلوم کی جو قیمت بتائی اتنے میں یوں لگتی اور میں اس کو لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ کتاب حضرت نے انجی کو میں رکھی اور مساکین والی جلد میں افکار ایک طرف رکھ دیں کہ ان کے پڑھنے کی جنہیں ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ ہم مقلی ہیں اور مساکین میں ہمارا

امام غزالی سے اختلاف ہو سکتا ہے۔ مگر تیسری چوٹی جلد افلاکی جو فضائل پر مشتمل ہے۔
 فرمایا ان جلدوں کو ضرور پڑھ لینا۔ بھائی صاحب نے فرمایا کہ گھر آ کر میں نے حضرت
 کے حکم کے مطابق احیاء العلوم کا مطالعہ شروع کر دیا۔ جب بات مہلکات اور عجلیات تک
 پہنچی تو میں انہیں پڑھ کر بہت متاثر ہوا۔ مہلکات کے باب میں متاثرہ کرنے کے
 نصیحتات کا ذکر وہ بھی تھا کہ اس سے بندہ بھی تکبر و غرور پیدا ہو جاتا ہے اور بعض
 اوقات صرف جینے کی غرض سے متاثرہ آدمی قرآن و سنت کے صحیح مطالب کی جان بوجھ
 کر غلط تاویلات کرتا ہے۔ اس سے سوائے ایمانی جہی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔
 المرض امام غزالی نے متاثرہ کے مفاسد اہم شرح کر دیئے تھے۔ فرمایا میں نے سمجھا
 کہ حضرت نے غالباً مجھے یہ کتاب اسی لئے پڑھنے کا حکم دیا تھا کہ میں متاثرہ کرنا
 پہوز دوں۔ چنانچہ میں نے اس دن سے متاثرہ نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا، بلکہ قرنی باطلہ
 سے متاثرہ کرنے کے لئے میں نے اپنے لئے جو خوش تیار کئے ہوئے تھے وہ بھی سب
 کے سب جلا دیئے۔ ان حالات میں ایک دن کشمیر بیک اچہ کے مالک عبدالجلیل بن
 صاحب قریب لائے اور ایک قادیانی سرہنی سے متاثرہ کرنے کو کہا تو میں نے انکار
 کر دیا اور کہا کہ میں اب بھی متاثرہ نہیں کروں گا۔ چونکہ میرا لیلیہ صاحب قادیانی کو پہنچ
 دے کر آئے تھے کہ غمیر ہم تمہاری خبر لیتے ہیں۔ اب بھائی صاحب کے انکار پر ان کی
 حوصلہ شکنی ہوئی تو انہوں نے حضرت لاہوری کو خط لے کر میرا ایک خط لکھا جس میں یہ
 تک لکھ دیا کہ کاذبہ میں غمیر امین ہی ایک آدمی تھا جو مردانوں اور بیعتیوں کا منہ بند
 کر سکتا تھا۔ آپ نے اس کو متاثرہ سے منع کر کے ہمیں اہل و رسوا کر لیا ہے۔ آپ
 کے مرید بننے سے بھترتا کہ وہ بے مرشد ہی رہتا۔ آپ نے اسے ہکا بکا کر دیا ہے وغیرہ

وغیرہ۔ بھائی صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے پرگرام کے مطابق حضرت
 لاہوری کی زیارت کے لئے حاضر خدمت ہوا تو دوران ملاقات حضرت لاہوری نے
 عبدالجلیل بن صاحب کا کلام میرے سامنے رکھ دیا۔ میں نے پڑھنے کے بعد عرض کی کہ
 حضرت میں تو یہ سمجھا تھا کہ آپ نے مجھے احیاء العلوم کا مطالعہ کرنے کی ترغیب اس لئے
 دی تھی تاکہ میں متاثرہ سے باز رہ سکوں۔ حضرت نے فرمایا اگر تمہیں متاثرہ
 سے منع کرنا ہوتا تو میں زہابی کہہ دیتا۔ میرے شعور کے بغیر ذک متاثرہ کا جو فیصلہ تم
 نے کیا ہے صحیح نہیں ہے۔ جسیں اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے عطا ہے۔ اس کے
 ذریعے اللہ تم سے کام لینا چاہتا ہے۔ میری دعا نہیں تیرے شامل حاصل ہیں۔ ان شاء اللہ
 متاثرہوں والی بیماریاں یعنی تکبر وغیرہ سے تم بچے رہو گے۔ مگر فرمایا بہت جلد باز ہو، بغیر
 شعور کے اسے بڑے فیصلے کر لیتے ہو، آئندہ مطالعہ رہا کرو۔ میں نے وعدہ کیا تو فرمایا
 اچھا چلو متاثرہ نہ کرنے والی بات تو ٹھیک ہو سکتی تھی، لیکن تم نے اسے جتنی خوش کیوں
 جلا دیئے۔ میں یہ بات کن کا حیران رہ گیا۔ کیونکہ میرے فوس جلائے کاظم صرف مجھے
 ہی تھا اور خط میں بھی اس قسم کا کوئی تذکرہ نہیں تھا۔ بھائی صاحب نے فرمایا کہ اس واقعہ
 کے بعد مجھے متاثرہ کرنے وقت کبھی بھی ہنگامہ نہیں ہوتی تھی۔ اور میں محسوس کرتا تھا
 کہ حضرت لاہوری کی تو میری ہفتی ہاں ہے۔

(۲) ایک مرتبہ بھائی صاحب نے بتایا کہ حضرت لاہوری سے جب ملے کیا تو
 آپ نے خوش ہو کر اسے اچھے کاٹھ مجھے عطا کیا۔ جب میں نے لینے سے انکار کیا تو
 فرمایا کہ جی ہاں کو تو پڑا بیٹھے ہی رہے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی مرشد کو بھی ایسے مرتبہ کی
 خدمت میں یہ پیش کرنا چاہئے ہے یہ جی رہا ہے، اس کو قبول کر لو۔ اور یہ بات اتنی لذت

سے کہی کہ مجھے قبول کرتے ہی بن پڑی۔

(۳) بھائی صاحب نے بتایا کہ ایک مرتبہ جب میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت مجھے ملکہ کرے میں نے مجھے اور قیمتی ضارح سے مجھے نوازنے لگے۔ کچھ باتیں ایسی کہیں کہ کئی مرتبہ مجھ پر رقت جاری ہوئی اور میں رونے لگا۔ حضرت بھر تھل دیتے اور مزید نصیحتیں فرمانے لگتے۔ پھر فرمایا اے امین! شاید اس کے بعد ملاقات نہ ہو، اس لئے میری باتوں کو پہلے یاد رکھ لو۔ میں رونے لگا تو حضرت نے فرمایا امین! شاید تم کو میرا جنازہ بھی نصیب نہ ہو، اس لئے اس ملاقات کو آخری سمجھو۔ میں نے عرض کی حضرت! ان شاء اللہ پھر ملاقات ہوگی۔ آپ اسے زیادہ یاد تو نہیں ہیں کہ میں چاہوں ہو جاؤں، اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور شطائے کالم سے نوازیں گے۔ اس پر حضرت مسکرائے اور فرمایا فیصلے اللہ کے پاس ہوتے ہیں۔ تم اور میں فیصلہ کرنے والے نہیں۔ بھائی صاحب نے فرمایا: اس کے بعد میں حضرت سے اجازت لے کر بادل خواستہ ایک کازہ آگیا۔ اپنے پروگرام کے مطابق جس دن مجھے لاہور جانا تھا، نگر تعلیم والوں نے کہا کہ اس دن تک تمام اساتذہ اپنے میڈیکل فیس کے شعلیت اسٹریٹ آفیسر ٹھکری (سابقہ وصال) سے ہذا کر دفتر میں جمع کروائیں۔ چنانچہ ان حالات میں لاہور کا پروگرام ہٹوی کر کے میں چند دفعائے کار کے ساتھ حازم ٹھکری ہو گیا۔ وہاں پر مختلف ٹیوشن اور دفتری کارروائیوں میں کافی بے پرواہی۔ جب سرٹیکلیشن ہمیں ملے تو حکم کا وقت ہو گیا تھا۔ میں نے سوچا کہ ٹھکری کی نماز جامعہ رشیدیہ میں جا کر پڑھتا ہوں، وہاں علمائے کرام سے ملاقات بھی ہو جائے گی۔ فرمایا جب میں جامعہ رشیدیہ پہنچا تو مدرسہ خالی خالی اور دیراں نظر آیا۔ چند چھوٹے چھوٹے طلباء سے ملاقات ہوئی۔ ان سے پوچھا کہ حضرات علماء

کرام کہاں ہیں؟ انہوں نے بڑی حیرت سے مجھے دیکھا اور کہا آپ کو اتنا علم بھی نہیں کہ حضرت لاہوری وصال فرما گئے ہیں۔ حکم کے بعد ان کا جنازہ ہے۔ قیام حضرات علماء کرام اور بڑے طلباء ان کے جنازہ میں شرکت کرنے کے لئے لاہور آئے ہوئے ہیں۔ فرمایا: ہاتھیں من کر لے سکتے ہو گیا اور مجھے حضرت کی آخری ملاقات واپسی یاد آئیں اور میں رونے کے سوا کچھ نہ کر سکا۔ اور اس بات پر یقین کامل ہو گیا کہ

”فقد برجہ گویہ دیکھ گویہ“

غلام کلام یہ ہے کہ حضرت مولانا محمد امین مسدود کو یہ مقام و مرتبہ اگر ملا تو یہ ان کے اساتذہ کرام کی اعادوں اور حضرت مولانا احمد علی لاہوری اور دیگر بزرگان دین کی توجہ حاصل نہ ہوتی تو اس دنیا میں آدمی مارنے کے ایک مستقل تختہ کار رہا۔ ہمارے کرم اذکم پروردگار اور سوزداری جیسا ضرور بن جاتا۔ لیکن بزرگان دین کی توجہات کی وجہ سے حقیقی داعیہ رستے کے باوجود آپ نے کبھی اپنی تحقیق کی بنا نہیں لگائی۔ علمائے دہلیہ کے مسلک کی وضاحت ہی فرمائی۔ اپنی تحقیق سے کوئی نئی بات پیدا کرنے کی کوشش نہ کی۔ علمائے کرام اور بزرگان دین کی اعادوں اور توجہات خاصہ کے ایک دو انصاف عرض کرتا ہوں۔

(۱) آج سے تقریباً بیس سال پہلے کی بات ہے، میں ان دنوں گورنمنٹ کالج پورے والا میں پڑھا تھا۔ کالج سے واپس آیا اور نماز عصر پڑھنے کے لئے مدرسہ عربیہ اسلامیہ گیا تو چند ملازم میرے اساتذہ محترم حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب رائے پوری شیخ اللہ بیٹ جامعہ رشیدیہ پر تحریف فرما دیں۔ لہذا سے فارغ ہو کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت ایک کمرے میں آرام کی غرض سے لیٹے ہوئے تھے۔ میں ان کی

ہائیں وہاں لگا۔ باتوں کا سلسلہ پلٹا تو حضرت نے اچانک پوچھا آپ کے بھائی مولوی محمد امین صاحب کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کی حضرت آپ کی دعاؤں سے نکلتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہماری ولی دعا میں تو ہر وقت ان کے شامل حال ہیں۔ پھر فرمایا کہ ہم نے بھی ان غیر مقلدین سے بہت مناظرے کئے لیکن یہ ماننے نہیں تھے۔ اب تمہارے بھائی نے ان کو ماننے پر مجبور کر دیا ہے۔ مجھے حضرت کی یہ باتیں سن کر شرمی آ رہی تھی کہ اتنا بڑا آدمی کس اعجاز میں اپنے سے چھوٹے کو جانتا رہا ہے۔ یہی تمہارے اکابر کی شان تھی۔

(۲) تقریباً بیس سال پہلے کا ایک اور واقعہ یاد آ رہا ہے۔ چند ایک دن مدرسہ عربیہ اسلامیہ میں گیا تو پتہ چلا کہ مولانا عبد المجید صاحب شیخ الحدیث باب العظم کچھ دن پہلے تشریف فرما ہیں۔ میں دفتر میں ان سے ملنے کی غرض سے حاضر ہوا تو بڑی جگہ چینی سے ملے اور بھائی صاحب کا حال احوال پوچھنے لگے۔ پھر اچانک فرمانے لگے کہ تمہارے بھائی کو اللہ تعالیٰ نے اتنا کچھ دیا ہے کہ بعض اوقات تم خیران رہ جاتے ہیں۔ مولانا نے فرمایا اس سال میں سے ماہ رمضان کراچی میں گزارا۔ مولانا محمد امین کراچی میں طلاء و طلا کو پڑھا رہے تھے۔ میں نے مولانا کے تمام اسباق بلا شیطا سے پڑھا۔ اگر کسی دن کسی ناگزیر وجہ سے میں درس میں شامل نہ ہو سکتا تو میں اپنے کسی شاگرد سے کہہ دیتا کہ مولانا کا سبق لوٹ کر لے۔ واپس آ کر میں اس سبق کو پڑھ لیتا۔ ابھی میں حضرت کی یہ باتیں سن کر کچھ غلیات ہی محسوس کر رہا تھا کہ حضرت مولانا نے فرمایا: ”افضل بھائی مجھے حدیث کی کتابیں پڑھاتے ہیں سال سے زائد حرم گزر چکا ہے۔ بعض اوقات مولانا محمد امین کسی حدیث سے جو کلام و مسائل اٹال کر پیش کرتے ہیں تو

میں دنگ رہ جاتا ہوں کہ یہ بات ہماری کچھ عین کیوں نہیں آئی۔ فرمایا مولانا کی بہت سی باتیں تو اہمیاں معلوم ہوتی ہیں۔“ انطراض مولانا محمد امین مندر کو بے استاد اور بے مرشد ا کیسے دلوں کو جان لینا چاہئے کہ اپنے استاد سے اور بزرگان دین سے جس طرح کا فیض انہوں نے حاصل کیا وہ ناقدین حضرت کے جس کی بات نہ تھی۔ انہیں بزرگوں کے ادب و احترام اور قدرت نے انہیں وہ بلند مقام عطا کیا جس کی طرف دیکھنے سے جسد میں کی فوجیں گر جاتی تھیں۔

ابیں سعادت بخور بازو نیست : تانہ بخشد خدائے بخشد

حضرت لاہوریؒ کے بعد:

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے وصال کے بعد بھائی صاحب کے حق و اضطراب میں بہت اضافہ ہو گیا۔ تہجد و بیعت کی خاطر اپنے مرشد داد سے حضرت مولانا عید اللہ انور صاحب کی خدمت میں مکتوب حرجہ حاضر ہوئے۔ لیکن آپ اسن طریقہ سے حل دیتے اور فرماتے کہ حضرت آپ کا قیاس لیا جان سے قیاد اسے قائم رکھیں۔ آپ کو تہجد و بیعت کی ضرورت نہیں ہے۔ بھائی صاحب نے اپنا اصرار جاری رکھا تو ایک دن مولانا عید اللہ انورؒ نے فرمایا کہ اگر آپ نے ضرور بیعت ہی کرنی ہے تو میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ حضرت مولانا قاضی سلیمان صاحب پیکوال والوں کی بیعت کر لیں، کیونکہ ان کا مقام بہت بلند ہے۔ وہ حضرت مولانا حسین احمد دہلویؒ کے حجاز ہیں اور لیا جان (حضرت لاہوریؒ) کے بھی بڑے عقلاء میں سے ہیں۔ حضرت مولانا عید اللہ انور صاحب کے اس صاحب مشورہ پر آپ نے فوراً عمل کیا اور پیکوال جا کر حضرت قاضی صاحب کے ہاتھ پر تہجد و بیعت کر لی۔ حضرت قاضی صاحب نے بھائی صاحب کی

اصلاح باطنی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ اور دونوں میں بھاء و محبت اور الفت کے گہرے تعلقات قائم ہو گئے جو بھائی صاحب کی وفات تک قائم رہے۔ حضرت قاضی صاحب کے ہر گم کو بھالائے آپ باعث سعادت سمجھتے تھے۔ سال میں ایک دو مرتبہ تبلیغی جلسوں اور ترقی اجتماعات میں حضرت قاضی صاحب بھائی صاحب کا ہاتھ لٹام بلایا کرتے تھے

تعلیمی و تبلیغی خدمات:

بھائی صاحب نے شیخ کاظم ہائی سکول سے بطور اسٹریڈنجر عربی ٹیچر اپنی ملازمت کا آغاز کیا تھا۔ آپ نے اونی-کالورس نہیں کیا تھا بلکہ بے-وی ٹیچر تھے۔ میوینل کینس اکاڈمی میں ایک جگہ چلے ہوئی تو آپ نے بطور بی-وی ٹیچر وہاں اپنی خدمات پیش کر دیں اور کینس کے ملازم ہو گئے۔ آپ اپنی اس ملازمت کے دوران دینی و تعلیمی خدمات سے بھی غافل نہ ہوتے۔ گاؤں میں ہر روز صبح کے وقت درس قرآن دیتے۔ سکول سے پہنچی کے بعد مختلف دینی مدارس میں جا کر وہاں طلباء کو فرقہ پانڈہ کی تردید اور اخلاقی حق کی لڑائی دیتے۔ وقتاً فوقتاً عوامی اجتماعات سے بھی خطاب فرماتے بزرگوں کی دعاؤں اور شیوخ کی نظر کرم سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبولیت عامہ کی نعمت سے نوازا تھا۔ مشکل سے مشکل دینی مسائل آپ عوام کے ذہنوں میں جاگزیں کرنے کا ملکہ رکھتے تھے۔ جہاں علماء کے ساتھ علمی انماز اپناتے وہاں عوام کے ساتھ سادہ سادہ طرز گفتگو کا انماز اپناتے۔ آپ کی قبولیت عامہ کا لحد دن بدن وسیع ہوتا گیا اور پنجاب کی سرحدوں سے لے کر پورے پاکستان میں پھیل گیا۔ آپ کا رمضان المبارک اکثر کراچی اور سندھ کے دوسرے شہروں میں گزرتے لگے۔ آپ اگر وہی دن ایک مدرسہ میں علماء اور مفتی طلباء کو مناظرہ پڑھاتے تو اگلے چارہ دن کسی اور جگہ یہ علمی

محفل جمی۔ ایک وقت ایسا آیا کہ آپ نے دیگر فرقہ پانڈہ کے ساتھ ساتھ غیر مقلدین کا تقاب کرنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذہن میں یہ بات اہل دیہی کی تمام فتنوں کی بنیاد ہم عقیدہ اور خود راہی ہے۔ اصل دین وہی دین ہے جو صحابہ کی رسالت سے مثلاً بدھ، مسیح، ہم تک پہنچا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ غیر مقلدیت ایک بہت بڑا فتنہ ہے۔ باقی تمام فتنے اسی سے نکلے ہیں۔ آدمی غیر مقلد ہونے کے بعد کسی وقت بھی منکر حدیث، کاذبانی، پیکر الوہی، بھائی اور رافضی ہو سکتا ہے۔ آپ نے اس سلسلہ میں شب و روز محنت کی اور آج یہ بات دیوبندی کہلانے والے علماء و طلباء پر واضح ہو چکی ہے کہ مولانا محمد امین مسند بھی فرماتے تھے اور تمام فتن حاضرہ و کی جزیرگانہ دین اور مقلد صاحبین کو چھوڑ کر اپنی راہ پر اسرار کر رہی ہے۔ مولانا کے طرز استدلال اور قوت گرفت کے سامنے بڑے بڑے مخالفین ٹپس ختم ہوتے تھے۔ آپ کی ان خوبیوں کو دیکھ کر اکثر علماء فرماتے کہ امین بھائی سکول چھوڑ کر کوئی مدرسہ قائم کر لو، کیوں اپنا وقت سکول میں ضائع کرتے ہو۔ آپ جواب میں فرماتے کہ بھائی مدرسہ تو میں بنائوں گا لیکن چندہ کون مانگے گا۔ چندہ مانگنا میرے بس کا روگ نہیں۔ ایک مرتبہ جامعہ بخاری جہوں کے متعمم حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب نے باصرار مطالب کیا کہ آپ سکول کی نوکری چھوڑ کر میرے مدرسہ میں آجائیں۔ اب میں آپ کا کوئی بڑا نہیں سنتوں گا۔ مولانا کی آہ میں ایسا اثر تھا کہ بھائی صاحب نے نوکری چھوڑ دی اور عازم کراچی ہو گئے۔

وہاں پر بھائی صاحب کو شیعہ شخص فی الدعوۃ والا رشاد کا مدیر مقرر کیا گیا۔ وہاں آپ نے طلباء و علماء اور عوام میں بہت کام کیا اور نئے نئے فتنوں کا خوب مقابلہ

کیا۔ دارالعلوم بنوری ڈاؤن کی لائبریری سے آپ کو مفتی قمار گرامی کی آب و ہوا مزاج کے مطابق نہیں تھی۔ اکثر و بیشتر بیمار رہنے لگے۔ ایک مرتبہ جنوبی افریقہ کے دورہ پر گئے، واپس پر عمرہ بھی کیا۔ جنوبی افریقہ کے علماء نے آپ سے درخواست کی کہ ہمارے پاس آ جاؤ، چھ ماہ یہاں رہنا، چھ ماہ پاکستان۔ تجوہ سال کی لے گی۔ دیگر مراعات بھی دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک بنوری ڈاؤن گرامی کے مدرسہ کا کتب خانہ کھٹکال نہ لوں گا کہیں اور نہیں جاؤں گا۔ اور اس قسم کی تمام پیشکشوں کو مسترد کر دیا۔ اور بیماری کے باوجود دارالعلوم بنوری ڈاؤن کو نہ چھوڑا۔ جب حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب کا وصال ہو گیا تو آپ کا دل ٹوٹ گیا اور اپنی بیماری کا اندر میں کر کے وہاں کام کرنے سے معذرت کر لی۔ مگر واپس آئے تو بہت سے مدارس کی جانب سے آپ کو چیک فیس ہوئیں، لیکن آپ نے حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری مرحوم کے بیروہ حضرت مولانا محمد منیف جالندھری کی دعوت قبول کر کے مدرسہ خیر المدارس ملتان میں شعبہ الدعوة والاشرار کی صدر نشینی قبول فرمائی۔ ماہیتہ "الجزیر" کے ہر شمارہ میں بھائی صاحب کو کوئی نہ کوئی مضمون ضرور شائع ہوتا، جس سے علماء کے ساتھ عوام کو بہت فائدہ پہنچا اور "الجزیر" کی اشاعت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ آپ اپنے وصال تک خیر المدارس میں ہی دینی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

وفات:

علمائے حرمین شریفین کے اصرار پر اس سال رمضان المبارک میں عمرہ پر جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ پاسپورٹ بن گیا اور ٹائپ ویز بھی لگ گیا تھا۔ وقات سے ایک ماہ قبل بلکے بلکے بیمار میں مبتلا تھے۔ لیکن آپ اس قسم کی بیماریوں کو درخور اعتنا نہ سمجھتے تھے

اور اپنے تعلیمی و تبلیغی اسٹار کو ترک نہ فرماتے تھے۔ 24 اکتوبر 2000 کو مدرسہ عزیز علیہ پبلک 181/9-1 ملحق سائبرال میں حضرت مولانا سید الوری حسین نیس شاہ صاحب لاہور والے تشریف لا رہے تھے، مجھے بھی وہاں پہنچنے کی دعوت تھی۔ بندہ بھی حضرت شاہ صاحب کی زیارت کے لئے وہاں حاضر ہوا۔ وہاں پر برادر عزیز مولانا محمد انور صاحب اوکاڑہ کی جو آج کل دارالعلوم کبیر والہ میں استاذ حدیث ہیں سے ملاقات ہوئی۔ ان سے بھائی صاحب کے بارہ برس دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ پچھلا پکا بخار رہتا ہے، لیکن آرام نہیں کرتے۔ جامعہ خیر المدارس میں تعلیمات کے بعد گھر آئے تو طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ سر کو حواس دس دن پر جانے کا پروگرام تھا، وہاں تشریف لے گئے۔ اور بیماری کی حالت میں بھی آٹھ آٹھ گھنٹے پڑھاتے رہے۔ جب طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو مدرسہ والوں سے کہنے لگے کہ مجھے بس پڑھنا دین تاکہ میں گھر پہنچ جاؤں۔ انہوں نے دو ساقی ساتھ بھیجے۔ دو آپ کو تیس اکتوبر 2000ء کی رات کے وقت گھر پہنچا گئے۔ انہیں اکتوبر کا لون آپ نے کمر میں گزارا۔ دراصل آپ کو دل کی تکلیف ہو گئی تھی، لیکن آپ کا خیال تھا کہ مجھے سروای لگ گئی ہے۔ مگر دانوں نے ہسپتال لے جانے کو کہا تو نہ مانے اور فرمایا کہ مجھے بھائی حکیم محمد سلیم صاحب سے دو لا دیں، میں دو کمالوں گا۔ چنانچہ بھائی محمد سلیم صاحب کی روا سے کچھ اتفاق ہوا۔ عشاء کی نماز گھر پر پڑھی اور ٹوبیجے کے قریب پھر دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ آپ انہیں اکتوبر بروز منگل مطابق چار شعبان المعظم 1421ھ کی رات بوقت ٹوبیجے اپنے مالک حقیقی سے جا ملے، انشاء اللہ والیہ راجحون۔ بروز بدھ یکم نومبر 2000ء مطابق چار شعبان المعظم بوقت پونے چار بجے قبل العصر آپ کی نماز جنازہ پبلک نمبر 55/2-1 کے سکول کے گراؤنڈ

میں ہوا کی گئی۔ نماز جنازہ ان کے مرشد قاضی منیر حسین صاحب پھول والوں کے صاحبزادہ مولانا قاضی منظور الحسن صاحب نے پڑھائی۔ تمام پاکستان سے علماء اور طلباء جنازے میں شریک ہوئے۔ شرکائے جنازہ کی تعداد صحت اندازے کے مطابق چھ ہزار سے زائد افراد پر مشتمل تھی۔ کراچی سے شیخ الحدیث مولانا زرونی صاحب ساتھیوں کے ہمراہ تشریف لائے تھے۔ سیاہ صحابہ پاکستان کے عظیم رضا جناب علی شیر حیدری مع اصحاب تشریف فرما تھے۔ مجاہدین کی کثیر تعداد بھی آپ کے جنازہ میں شریک ہوئی۔ شرکاء کی آنکھیں مولانا کی وفات پر پریم اور اشک بار تھیں۔ اس دن لوگوں کو اندازہ ہوا کہ اصل رشتہ دین کا رشتہ ہے۔

نماز جنازہ کے بعد چند ایک حضرات نے مختصر آنعزیت فرمائی۔ شیخ الحدیث مولانا زرونی صاحب نے فرمایا کہ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آج انور شاہ بخاری دوبارہ وفات پا گئے ہیں۔ مولانا علی شیر حیدری نے فرمایا کہ میں تو یہ سوچ رہا ہوں کہ اگر مجھے کوئی مسئلہ نہ آئے گا تو پاکستان میں میرے استاذ مولانا کے بعد کوئی جیسی ایسی ہے جو مجھے دوا مسئلہ بتائے گی اور دیکھائے گی۔ اس کے بعد حضرت مولانا کو قفل از مغرب گاؤں کے قبرستان میں والد ماجد میاں ولی محمد کے پہلو میں سپرد خاک کروایا گیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اخلاق و عادات:

میرے برادر بزرگ حضرت مولانا محمد امین مسعود کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ جو بات کہتے تھے اس پر عمل پیرا بھی ہوتے تھے۔ جب ہمارے والد محترم کا وصال ہوا تو ان کی تدفین کے بعد ہم بھائیوں کے درمیان یہ مسئلہ زیر بحث آیا کہ کل لوگ جب انیسویں

کے لئے آئیں گے تو کیا ہم اس وقت دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیں یا نہ اٹھائیں۔ مولانا اس وقت موجود نہیں تھے۔ ہم نے ان کی عدم موجودگی میں فیصلہ کیا کہ اگر کوئی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے گا تو ہم بھی اٹھائیں گے۔ اگر نہ اٹھائے گا تو ہم بھی نہیں اٹھائیں گے۔ تھوڑی دیر بعد بھائی صاحب تشریف لائے تو ہم نے اپنے فیصلے سے انہیں آگاہ کیا تو فرمایا تمہارا فیصلہ غلط ہے۔ ہمارے گاؤں میں قادیانی بھی رہتے ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ یہاں دیوبندی بریلوی ہفتاب لے جائیں یا نہ لیں۔ اس بات کا کبھی موقع نہیں ملا۔ ہم ہمیشہ اپنے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہے۔ گاؤں میں جب کوئی مرتد دیوبانی تو ہم ان کے اعزاء سے صرف اظہار افسوس کرتے تھے۔ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ آج اگر ہم نے کزوری کا اظہار کیا تو قادیانی لوگوں کو دکھائیں گے کہ دیکھنا یہ تم نے، جب تمہارے مرید ملے تھے تو دعا نہیں کرتے تھے۔ آج ان کا بیٹا آپ مرگیا تو دعا شروع کر دی ہے۔ لہذا اپنے مسلک پر قائم رہو۔ اگر کوئی ہاتھ اٹھائے تو اسے بھی پیادے مسلک سمجھا دو کہ بھائی آپ نے ہم سے اظہار افسوس کر کے ہمارا حق ادا کر دیا ہے۔ میت کا حق اس کی قبر پر جا کر یا اپنے گھر میں رو کر تلاوت کلام پاک سے ادا کرو۔ دونوں چیزوں کو غلط مطلق نہ کرو۔ چنانچہ بھائی صاحب کی استقامت کی وجہ سے ہم سب بھائی صراطِ مستقیم کی طرف لوٹ آئے اور موت کی تمام رسومات سے بچ گئے۔

بھائی صاحب کے خراج میں سادگی تھی۔ ریاکاری، منکاری اور شادی سے کوسوں دور رہتے تھے۔ کھانے پینے اور رہنے سہنے جیسے تمام معاملات میں تکلف کو پسند نہ کرتے تھے۔ ظاہری کروفر کے قطعاً قائل نہیں تھے۔ جوں کیا کھالیا، جوں کیا پہن

لیا۔ ان تمام معاملات میں حتی المقدور سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے تھے۔

ہمارے بھائی انتہائی نرم دل تھے۔ مصیبت زدہ لوگوں کی نگہبازی ان کا شیوہ تھا۔ ہمارے والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ نے بڑے ہونے کے باوجود تمام بھائیوں اور بھتیگوں سے حسن سلوک کا معاملہ فرمایا۔ ہر کسی کے دکھ درد میں شرکت کرتے اور ان کی مشکلات کو دور کرنے کی سعی التوا کرتے تھے۔

بھائی میرے بھائی صاحب چاہو اور مال بھی بنا دیوں سے بیٹے ہوئے تھے۔ یہ ایسی مہلک بیماریاں ہیں جو آدمی کے ایمان کا ستیاپاس کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اگر کوئی حسد کا مارا ہوا آدمی ان کے خلاف گوئی سازش کرتا اور آپ کو اس کا علم ہو جاتا تو آپ اس شخص سے کبھی جواب طلب نہ کرتے، بلکہ بڑی سے بڑی بات کو نہیں کرتا دیکھتے تھے۔ آپ جب سکول کی فوٹری ڈنگ کر کے ملری ہاؤس کراچی تشریف لے گئے تو مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب نے آپ کا بہت اصرار کیا کہ وہ چارے اساتذہ کے برابر آپ کی تحقیر مقرر کر دی۔ اس سے کچھ اساتذہ کو تکلیف پہنچی اور انہوں نے بھائی طلباء کو اپنا آکر کار ٹایا اور ان کے ذہن میں یہ بات بھاری کہ مولوی محمد امین کوئی باضابطہ عالم نہیں ہیں، محض ایک سکول میجر ہیں اور انہیں مفتولاء سے کوئی من نہیں ہے۔ نیز صرف وہی بھی انہیں نہیں آتی۔ اس سب کے باوجود مجسم صاحب نے ان کی تحقیر ہمارے براہ منور کر دی تھی۔ وہ طلباء مفتی احمد الرحمن صاحب کے پاس گئے اور اس نا انصافی کا ذکر کیا کہ کیا کہ مولوی امین صاحب کو تو کچھ نہیں آتا، آپ نے ایسا کیوں کیا؟ اس پر مفتی صاحب نے ان طلباء سے کہا کہ بھائی آپ خود جا کر مولانا محمد امین صاحب سے مل کر اپنے شبہات دور کرنے کی کوشش کریں۔ اور معلوم کریں کہ آپ

کے اعتراضات بجا ہیں یا بے جا۔ چنانچہ وہ طلباء بھائی صاحب کے پاس آئے اور اپنے اعتراضات پیش کئے۔ آپ نے ان کے جوابات بڑے دلچسپ انداز میں دیئے۔ اب وہ طلباء روز مولانا کے پاس آتے اور مختلف علوم کے بارہ میں اپنے سوالات پیش کرتے اور ثنائی جواب پاکر اطمینان کی راحت حاصل کرتے۔ چند دن بعد مفتی صاحب نے ان طلباء کو بلایا اور پوچھا کہ بھائی آپ نے مولانا محمد امین صاحب کے سامنے اپنے اعتراضات وغیرہ پیش کئے یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے ان سے بہت سے سوالات کئے اور ثنائی جوابات پاسے۔ ہمارے جس استاد نے ہمیں ان سے بدگمان کرنے کی کوشش کی تھی ہم نے دو سالوں میں ان سے اساطم حاصل نہیں کیا۔ مولانا محمد امین صاحب سے چند دنوں میں حاصل کر لیا ہے۔ یہ واقعہ بعد میں مفتی صاحب نے بھائی صاحب کے گوش گزار کیا تو بھائی صاحب صرف مسکرا کر رہ گئے اور اس پر کسی قسم کا تبصرہ نہ کیا۔

الغرض بھائی صاحب روز اداریہ و وسیع افق پر روشنی اور درگزر کرتے میں اپنا جانی ہیں رکھتے تھے جو چنانچہ ان کے الزامات و اہتمام پر صرف مسکرا دیتے تھے۔ آپ کے اس رویہ کی وجہ سے مخالفین اکثر اوقات شرمندگی اور نجات میں مبتلا ہو کر ایسی حرکات سے باز آ جاتے۔ آپ چھپتے کی بجائے ٹھیکے کو توجہ دیتے تھے۔ اعتقاد میں جب آپ نے مختلف رسائل فریق ہلالہ کے رد میں تحریر کئے تو بعض علماء کرام نے ان کو اس شرط پر شائع کیا کہ کتاب پر ان کا نام بطور مصنف لکھا جائے۔ آپ نے اس شرط کو قبول کر لیا اور وہ رسائل کسی دوسرے کے نام سے شائع ہو گئے۔ ہمیں (مولانا کے بھائیوں) اس بات سے غامدہ لگا پہنچا اور مولانا سے عرض کیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ اپنے رسائل اپنے نام سے چھپائیں۔ تو آپ نے جواب میں منکرا کر فرمایا کہ میرا مقصد یہ

ہے کہ یہ رسائل عوام تک پہنچیں اور لوگ ان سے فائدہ اٹھائیں، نام خواہ کسی کا ہو۔ یہ مقصد پورا ہوا ہے۔ ہمیں تو کام سے غرض ہے، نام سے کوئی غرض نہیں ہے۔

آپ مخالف صاحب کا جواب بھی پیش کر دیا کرتے تھے۔ چرے پر ضرر اور ناکواری لے آئے۔ بہت کم ہوا جاتا تھے۔ آپ نے اپنی تمام زندگی مشکلات و مصائب کے باوجود نفس اور سرکار گزار دی۔ جن حضرات نے جنازہ کے وقت مولانا کا چہرہ دیکھا ہے وہ اس بات کے شاہد ہوں کہ آپ مرنے کے بعد بھی ایسے ہی مسکرا رہے تھے جیسے زندگی میں مسکرایا کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ خند میں مسکرا رہے ہیں اور تھوڑی دیر بعد اللہ کر تعزیر شروع کر دیں گے۔ لیکن ۔۔۔ "خاموش ہو گیا ہے نہیں ہوتا ہوا" کے مصداق اب ہم ان کی آواز کو قیامت تک نہیں سنیں گے۔ آخر میں تمام قارئین سے گزارش ہے کہ میرے بھائی میرے دلیر کو اپنی دعاؤں اور خطوات میں شریک رہیں، تاکہ ان کی قبر وسیع و کشادہ اور خوشنوی ہو اور ذات باری تعالیٰ ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ فرمائیں۔ اے ہمارے پیارے بھائی اتیری وقت پر ہمیں ایسا محسوس ہوا کہ ہمارے والد صاحب دوبارہ وقت پا گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خطاؤں سے درگزر فرمائے اور آپ کو اعلیٰ ملحقین میں کشادہ جگہ دے۔

آسمان تیری لہر پر خشم اٹھاتی کرے ۔۔۔ سبز و نودست تیرے گھر کی تعمیر پائی کرے

تغنیفات:

میرے بھائی کی تغنیفات چھوٹے چھوٹے رسائل اور مضامین کی شکل میں شہنشاہ ہیں۔ جنہیں اب ان کے شاگردوں نے "مجموعہ رسائل" (چار جلد) اور "تجلیات مسطور" (چار جلد) کی صورت میں اکٹھا کر دیا ہے۔ بقیہ جلد زیر ترتیب ہیں۔

پس ماندگان:

حضرت مولانا نے اپنے پیچھے ایک بیوہ (ہماری بھانجی) جو انجانی سلیقہ شعار، شکر اور نیک خاتون ہیں، اوسگوار چھوڑا ہے۔ ہماری ان بھانجی صاحبہ نے گھر کے تمام معاملات سنبھالے ہوئے تھے اور گھر کو احسن طریقے سے چلاتی تھیں۔ ان کے من و انکام کی وجہ سے بھائی صاحب کو گھریلو کاموں میں الجھنے کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی، بلکہ تمام خاندانی معاملات ہماری بھانجی ہی سرانجام دیتی تھیں۔ اس وجہ سے بھائی صاحب تعلیمی و ترقیاتی سرگرمیوں میں دلچسپی سے حصہ لیتے تھے۔ انہیں امور خاندانی بھاری ہوتی تھی۔ اس لئے بھائی صاحب کی ان تمام دینی خدمات میں بھانجی صاحبہ کا ہر کام حصہ تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں سیر جمیل عطا فرمائے۔ بھائی صاحب کے پانچ بیٹے اور آٹھ بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹا اور چھ بیٹیاں صاحب اولاد ہیں۔ چار بیٹے اور دو بیٹیاں غیر شادی شدہ ہیں۔ دعا ہے کہ ذات باری تعالیٰ مولانا کے بچوں کا کامی و باخیر ہوا اور تمام مشکلات محفلان کی مدد فرمائے اور انہیں سیر جمیل عطا فرمائے۔ مولانا کے بیٹوں کے نام محمد صدیق، محمد عمر، محمد منان، محمد علی اور محمد عطاء ہیں۔ محمد صاحب کو اسے حافظ قرآن ہیں۔ لیکن انہیں صد خوسر کہ مولانا کی کوششوں کے باوجود کوئی بیٹا حامل عالم نہیں بن سکا۔ مولانا مرحوم نے اپنے پیچھے پانچ بھائیوں کو سگوار چھوڑا۔ عظیم محمد سلیم صاحب اذکار، پروفسر میاں محمد افضل ساہیوال، قاری محمد اشرف قادری صاحب لہ، محمد اکرم ارشد صاحب کراچی، شیخ ابراہیم صاحب حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب اذکار، ڈی، دارالمعلوم کعبہ والہ۔ اس کے علاوہ مولانا نے بی بی تعداد کو اس لئے تواریاں، بھتیجی، بھتیجیاں، ایک بیوی اور مسکندہ و باند کے انکس ملایا، عوام کو اپنی بھائی اور فراتی کے رحم میں جلا کر دیا، جس کا اجر خدا تعالیٰ کے پاس ہے۔

(خودنوشت)

حالات مؤلف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُكَ وَنُثْنِيكَ عَلَى رَحْمَتِكَ الْكَرِيمِ

اے اللہ! اللہ! ان بھٹی غراں شہرِ جہانہ (معارف) سے خلق رکھتا ہے۔ قومِ اراکین ہے، والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام ولی محمد اور دادا بی کا نام بیڑ محمد قلم پاپ بیٹے دونوں کا پیش پیر ملنی تھا۔ دونوں حضرات پابند صوم و صلوة اور بہت عابد تھے۔ کچھ زمین بکاتے میں تھی۔ میری پیدائش بیکانپور ضلع کا گھگر کی ہے۔ پھر ضلع فیصل آباد جیالا و کشین کے قریب چک نمبر ۳۳ جھلارلاں میں آباد رہے۔ یہاں ایک سیلانی بزرگ سید محسن الحق شہ صاحب قدس سرہ جو فاضل دیوبند تھے شریف لائے والد صاحب نے ان سے عرض کیا کہ میرے بیٹے کو پیدا ہوتے ہیں وہ چند دن یا چند ماہ کے بعد فوت ہو جاتے ہیں، زندہ نہیں رہتے، میں لڑکے اور ایک لڑکی کے بعد دیگر فوت ہو گئے ہیں۔ حضرت سید محسن الحق صاحب رحمہ اللہ نے والد گرامی سے فرمایا ولی محمد گھگر و کشین، تم اللہ کے فضل و کرم سے سات بیٹوں کا نام و حروف دیے۔ میں یہ نیت بھی رکھ کر مجھے اللہ ہیٹھا کرے تو میں عالم ہاؤں مگر اس کے بعد میں پیدا ہوا اور میرا نام انہی بزرگوں نے محمد امین رکھا۔ پھر یہ سیلانی بزرگ ہمارے علاقے سے ضلع آبد شریف لے گئے۔ میرے بعد چھ بھائی پیدا ہوئے اور والد صاحب رحمہ اللہ نے واقعی سات بیٹوں کا نام و حروف حضرت اقدس سید محسن الحق شہ صاحب رحمہ اللہ کے بھائی سید نور الحق شہ صاحب لاہور کشکی دروازہ میں ایک مسجد کے خطیب تھے اور بہترین خطیب تھے۔ حضرت سید محسن الحق

صاحب طابع کے لئے ضلع آبد شہ لاہور شریف لائے۔ اس وقت میری عمر ۳۳ سال کی تھی۔ والد صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ میں بھی لاہور گیا۔ حضرت رحمہ اللہ کی وزارت ہوئی۔ حضرت نے والد صاحب سے پوچھا یہ محمد امین ہے؟ والد صاحب نے عرض کیا یہ محمد امین ہے، مگر فراموشی سے عالم ہاؤں۔ حضرت اللہ میں مبارکابی پڑھنے ہوئے تھے۔ میں نے سر ہٹا کر تمام عرض کیا کہ حضرت اللہ میں رحمہ اللہ سے بات چیت سے میرے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا ولی محمد یہ لڑکا مولوی بیٹے کا منہ کھرنے کا۔ میں اب تک سوچا کرتا ہوں کہ حضرت اللہ میں کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے اس بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے کیوں شرف بخشا۔

میری تعلیم :

والد صاحب رحمہ اللہ نے مجھے غیر مقلدین کے ہاں قرآن پاک کا علم پڑھانے کے لئے داخل کرا دیا۔ خانہ مور رمضان میرے استاد تھے ان کی تالیف سے میں غیر مقلد بن گیا۔ پھر مولانا عبدالباق صاحب مدرسہ تعلیم کی کلاس میں آگیاں پڑھیں۔ میری پیدائش ۳ اپریل ۱۳۳۳ء کی ہے۔ ۱۳۳۵ء میں حضرت اقدس مولانا عبد اللہ صاحب قدس سرہ شیخ الحدیث نعیم القرآن راجہ بازار دیوبند نے اس وقت حیدر گاہ لاہور میں درس تھے کہ سمجھانے سے میں تعلقی بن گیا اور حضرت مولانا ضیاء الدین سیہ ڈوہی رحمہ اللہ فاضل دیوبند حضرت مولانا سید محمد عبدالحق صاحب نور اللہ مقدمہ بانک حیدر فاضل دیوبند اور حضرت مولانا عبد اللہ صاحب فاضل دیوبند سے تعلیم حاصل کرنا رہا اور حدیث پاک بھی میں نے آپ سے پڑھی۔ آپ اہم العصر حضرت مولانا نور شہ گھگر رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔ اس کے علاوہ مولانا محمد حسین چک نمبر ۳۱ اے سے کچھ تعلیم حاصل کی اور حضرت اقدس مولانا عبد اللہ صاحب جٹا دیوبند ضلع فیصل آباد سے بہت مدتیہ لاہور سے بھی بہت مدتیہ لاہور سے کچھ حضرات آپ نے وقت کے جمیل وقت و عہد میں پڑھے۔

ایک عجیب واقعہ :

میرے کچھ کے مدرسہ میں جب میں نے تعلیم تھا تو حضرت مولانا بشیر احمد صاحب دہلوی پیروردی خلیفہ اہل حضرت اقدس شیخ التفسیر سلطان العارفین مولانا احمد علی صاحب لاہوری تحریق لائے۔ علماء زیارت اور مصافحہ کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت سے میری کوئی سابقہ جان پہچان نہ تھی۔ سب علماء کے ساتھ دونوں باتھوں سے مصافحہ فرما رہے تھے۔ میں نے مصافحہ کیا تو حضرت نے دونوں باتھوں سے مصافحہ فرماتے کے بعد بائیں ہاتھ سے پکڑ کر مجھے اپنے بائیں طرف اٹھالیا اور بائیں علماء سے مصافحہ فرماتے رہے جب علماء ختم ہو گئے تو میری طرف متوجہ ہوئے 'میں پر ہمارا اور فرمایا کہ یہ (یعنی یہ جاننا) بہت بڑے علماء کو سنبھال سکتا ہے۔ پھر حضرت نے بڑی بیعت سے مجھے بیعت کی توفیق دی۔ میں چونکہ غیر مقلدیت سے اوجھڑ آیا تھا بیعت کو بدعت اور دنیاوی دکانداری سمجھتا تھا اس لئے میں نے بار بار انکار کیا کہ یہ کوئی ضروری چیز ہے۔ لیکن حضرت نے بڑے پیار سے مجھے سمجھایا اور اس بات پر آمادہ فرمایا کہ بیعت حضرت شیخ التفسیر سلطان العارفین مولانا احمد علی صاحب لاہوری قدس سرہ سے کروں۔ میں نے پس تو کسی مکر مولانا کے تشریف لے جانے کے بعد خیال بھی نہ رہا ایک دن میں رسالہ خدام الدین میں حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مجلس ذکر کی تقریر پڑھ رہا تھا جس میں آپ کا فرمایا تھا کہ بسطنی ۱۲ محرمین تو اللہ تعالیٰ نے گدھوں اور کتوں کو بھی دی ہیں 'آپ کہیں تو اصل دل کی ہیں اگر روشن ہو جائیں تو اسے حرام حلال کا امتیاز نہ جانتے اور اگر وہ فجر کے پاس سے گزرے تو اسے پتہ چلتا ہے کہ یہ قبرستان کا لنگ ہے یا بازار کا گڑھا' میں یہ پڑھ رہا تھا کہ ایک حاضر صاحب جن کا نام رشید اور قاضی علی گڑھ میں داخل ہوئے جن کے ہاتھ میں ہانچ روپے کا نوٹ تھا اور کہتے آ رہے تھے کسی نے فراہم نوٹ لیا ہے یہ ۱۷ ام ہے حرام۔ میں نے کہا مجھے دے دو۔ وہ مجھ سے پوچھنے لگے تم کیا کرو گے؟ میں نے وہ مجلس ذکر کی مہارت سنائی کہ لاہور پڑھنے میں اور پتہ چلے ہیں کہ لاہور حضرت لاہوری رحمہ

اللہ کہ حلال حرام کی تفریق ہے یا نہیں۔ اس پر چار ہانچ نمبر اور تیار ہو گئے ہم سب نے ایک ایک روپیہ اپنے پاس سے لے لیا ایک روپے کے سب اپنے روپے سے اور ایک کے حرام روپے سے۔ اس طرح ہانچ محل ہم نے خرید لئے اور ایک ایک چم کی کوئی شکاری ہر ایک نے ذہن میں رکھی کہ یہ سب حرام روپے کا ہے وہ حلال روپے کا ہے۔ یہ کیونکہ حرام روپے کا ہے وہ حلال کا اور ہم لاہور پہنچے تھے۔ شعلہ سنیہ وال کے احباب کو قادیان پڑی 'ہم حاضر ہوئے' پھر حضرت رحمہ اللہ کے سامنے رکھ دیئے۔ ہماری طرف دیکھا اور فرمایا 'بھئی! یہ کیا لائے ہو؟' میں نے عرض کیا حضرت زیارت کے لئے حاضر ہوئے تھے 'یہ کچھ پیہ پیہ ہے۔ فرمایا وہ لائے ہو یا میرا احسان لینے آئے ہو اور آپ نے سب چم الگ الگ کر دیئے کہ یہ حلال ہیں 'یہ حرام ہیں۔ اب ہم نے بیعت کی درخواست کی تو حضرت نے کٹنی سے فرمایا چلے چلو 'تم بیعت کے لئے قہوڑے آئے تھے' تم تو احسان کے لئے آئے تھے اور ہمیں اٹھا دیا۔ ہم واپس الٹیں پر آگئے۔ گاڑی آئی 'بقی چاروں ساتھی سوار ہو گئے تحریروں اور سوار ہوئے کو نہ چاہا میں ٹکٹ واپس کر کے تلوار والاہور اپنے ہم زلف کے بل چٹا گیا اور آگے وان لہری نذر مسیحہ فرمادہ۔ میں حضرت کی افتادہ میں اراکی۔ نماز کے بعد دوسری جگہ پر آپ نے دوسری قرآن اور شہ فرمایا۔ دوسرے کے بعد چار ساتھی بیعت کے لئے چلے جے میں بھی ساتھ بیٹھ گیا۔ دیکھ کر مسکرا کر فرمایا اچھا اب بیعت کے لئے آگئے ہو یا نہیں نے عرض کیا حضرت حاضر ہو گیا ہوں۔

حضرت نے بیعت فرمایا اور ہم ذات 'استغفار اور درود شریف کی نیہ حاجات کی تعلیم فرمائی۔ تقریباً چار سہل حضرت اقدس کی خدمت میں حاضری کی کو بیعت حاصل رہی۔ حضرت نے حالت شفقت سے انجیل پر اس کا مقدمہ تحریر کرنے کا حکم فرمایا۔ عاجز نے مقدمہ لکھ کر پیش کیا۔ حضرت بہت خوش ہوئے اور بہت تعائیں دیں۔ حضرت سے تحقیق کی کہ کات میں سے یہ قاکہ اگرچہ میں بعض حالات کی وجہ سے مجبوراً پرانے سنگن میں پہنچ گیا مگر یہ میرا اصل مخطوط ہے۔ قلم احمد سکول کے پندہ نمائوں کے

علاء ہائی وقت علی دینی کتب کا مطالعہ اور تخیلات میں ہی فرج ہو کہ اپنے گلوں میں دو دفعہ عمل قرآن پاک کا درس فرمایا۔ حضرت رحمہ اللہ کی دعاؤں اور توجہات نے اس عاجز کو دین کا ایک سہارا دیا۔ مرزا علی بیگ اہل بدعت و بدعتی اور شیعہ کے علاوہ عوام اور حاضر کے بدترین اہل بدعت جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہلاتے ہیں اور غیر مقلدین کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کے ساتھ کراچی سے بیٹور تک الحمد للہ ایک مقلدہ انداز کے متعلق تقریباً ۱۰۰۰ معرکے ہوئے جس میں اللہ پاک نے اپنے اکابر کے اس نظام کو ہر یکہ سرخرو کیا اور سیکڑوں بلکہ ہزاروں لوگ اہل باطل کے دام قریب سے لنگے۔ اللہ پاک قبول فرمائے۔ اسی ذیل میں متعدد مضامین بھی وقت فوقتاً لکھے جن کے چار مجموعے پہلے شائع ہو چکے ہیں۔ پانچواں اب آپ کے اقوال میں سید اللہ پاک قبول فرمائے۔ آمین۔

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے بعد میرا روحانی تعلق حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد دہلوی رحمہ اللہ کے خلیفہ امام اہل سنت حضرت مولانا قاضی منظر حسین صاحب دامت برکاتہم سے ہے۔ ان کی دعائیں اور توجہات میرے لئے بہت بڑا سرمایہ ہیں۔ اللہ پاک آپ کی عمر میں برکت نصیب فرمائے۔ چوتھے میرا گاؤں ۱۵۵/۱-میل-۴ ہے جو قادیانوں کا گاؤں ہے۔ اس لئے ان سے مناظرے ہوتے رہتے۔ بزرگوں کی توجہ کی برکت سے اس موضوع پر بھی الحمد للہ کبھی بھی گفت کا مسئلہ نہیں دیکھنا پڑا۔ پھر میں نے بائبل پر بحث کی اور عیسائیوں سے مناظرے کئے۔ میرے مدت سے دوست کچھ کر ایف۔ اے کر کے سی۔ ٹی اور بی۔ اے کر کے سی۔ ٹی۔ ایم کر لیا کچھ بھی اس کا کوئی شوق نہ تھا۔ مطالعہ کی عادت تھی لیکن اللہ والوں کی دعاؤں کی برکت تھی کہ مطالعہ میں جہاں ذرا اشکال ہوا ۱۱ سالہ و کرام سے اس کو حل کرنا اس میں اپنی خود رانی کو کبھی رات دیتا۔ حضرت اقدس حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی توجہ سے یہ یقین کامل ہو گیا کہ اعتقاد علی السلف اور

آخرت میں دو نعمتیں ہیں جن سے اس زمانہ میں وہیں محفوظ رہ سکتا ہے۔ ان دونوں میں سے کسی ایک میں بھی تھوڑی سی لغزش کے بعد ایمان کا مضمحل مشکل ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب معتمد قاسم العلوم فقیر دہلی سے تعارف ہوا تو انہوں نے اور ان کے والد گرامی حضرت مولانا فضل محمد صاحب قدس سرہ نے دور حاضر کے فقیر مقلدیت کی طرف توجہ مبذول فرمائی۔ حضرت مولانا علم و عمل کے ساتھ ساتھ اعلاں اور انکساری میں ممتاز مقام رکھتے تھے اور ان کے اخلاص کی برکات ہیں کہ انہوں نے الگ تھلک جگہ دہلی میں آپ نے مدرسہ بنایا اور آج اس مدرسہ کا لیٹل دینا کے ہر ملک تک پہنچ چکا ہے۔ اللہ ہم کو فلاح دے۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے عہدہ کراچی چلا ہوا اس دور کی علم و اخلاص کی جامع شخصیت حضرت مولانا مفتی امجد الرحمن صاحب نور اللہ مرتدہ معتمد جامعۃ العلوم الاسلامیہ لاہوری گاؤں سے ملاقات ہوئی۔ حضرت نے فرمایا کہ کیاں سکول میں اپنی زندگی برباد کر رہا ہے، ہم علم خدا نے تجھے دیا ہے خدا کے سامنے اس کو سکول میں رو کر ضائع کرنے نہ کیا جواب دے گا؟ ابھی استغنیٰ لکھو۔ بس اب کوئی بات سنی نہیں جائے گی۔ حضرت کے اصرار پر میں نے سکول کی ملازمت ترک کر دی اور جامعۃ العلوم الاسلامیہ لاہوری گاؤں میں انحصار فی الدعوۃ والارشاد کی خدمت میرے سپرد فرمائی۔ جامعہ کے ادارہ امور و تحقیق کی لاہوری میں ہی میری سماعت تلمذ تھی۔ یہ ایک بے مثل لاہوری ہے اور حضرت اقدس حضرت لاہوری قدس سرہ کے علمی دوستی کا نشان ہے۔ یہی مطالعہ میں کئی وقت پہلے آئی۔ مدرسہ کی لاہوری مدرسہ کامل وقت اچھا رہا مگر کراچی کی آپ وہاں مجھے موصول آئی۔ صحت بہت خراب ہو گئی۔ اس لئے مجھے کراچی چھوڑنا پڑا۔ اولاد و بانی کے بعد اولاد کے احباب کی خواہش تھی کہ میں اولاد میں کام کروں فقیر دہلی والوں کا اصرار تھا کہ ہماری لاہوری کراچی کی لاہوری کا ہم بدل ہے۔ اور کبھی کبھی احباب نے اصرار فرمایا لیکن حضرت مولانا محمد

حقیق صاحب جہانہ مرئی زید محمد رحمہم جامعہ خیر الدارس و خیرہ ممدوم اعلیاء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جہانہ مرئی قدس اللہ سرہ کا ہزار سب پر تکیہ رہا اور جامعہ خیر الدارس میں التخصیص فی الدعوة والدراشلو کی خدمت میرے سپرد فرمائی۔ اس مدرسہ میں حضرت مولانا خیر محمد صاحب نور اللہ مرقدہ کے علوم کی برکات میں ایک مفسر بات یہ نظر آئی کہ صرف علم نہیں بلکہ ادب کا بھی امتزاج ہے۔ فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب زید محمد رحمہم حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم حضرت مولانا منظور احمد صاحب مدظلہم حضرت مولانا محمد عابد صاحب زیدہ علیہم اور دیگر احباب میں علم کے ساتھ ساتھ ادب اور تصوف کی چاشنی بہت کمری ہے اور خیر الظاہر والباطن ہی حضرات دیوبند کا امتیاز ہے۔ جیسا کہ اپنا دامن تو علم و عمل سے غلٹی ہے۔ حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ سے بنام کی نسبت جڑی ہوئی ہے وہ میرا سارا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی برکات سے کو کتابوں سے درگزر فرمائیں۔ مجھے تو ایسی باتیں لکھنے کی نہ عادت نہ فریبت عزیز محمد الیاس ابن حضرت مولانا محمد عرف صاحب مدظلہ شیخ الحدیث دارالعلوم فیصل آبادی سلمہ اللہ تعالیٰ کی پشت پر حضرت مولانا محمد عابد صاحب دام ظلم سے ہاتھ رکھو اور وہ ضد کر کے بیٹھ گیا کہ ضرور قہوڑے سے جلات لکھ دو اس لئے چند سطریں لکھ دی ہیں ورنہ۔۔۔ من آم کہ من دانہ۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سے اپنے فضل و عفو کا معاملہ فرمائیں اور ان انبیاء کی غلامانہ دعاؤں سے مجھے مستفید فرمائے رہیں۔ فقط۔

محمد امین صفدر عظمیٰ عنہ

میں خفی کیسے بنا؟

خیر الدارین الخیرین

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ امارت اعلیٰ

ایمان کی زندگی تھی اور میرا بچپن۔ سوال یہ تھا کہ اسے قرآن پاک کی تعلیم دلائی جائے گاؤں میں ایک مسجد تھی جس میں تقریباً ہر جمعہ بھگڑا ہوتا۔ بریل کی حضرات چاہتے تھے کہ یہاں ہمارا امام مسجد مقرر ہو اور خیر مقلدین چاہتے تھے کہ ہمارا امام مقرر ہو اور ہمارا بچہ ہی مسلک کا ایک ہی مقرر کسی مکتب میں نہ شمار میں۔ کئی ائمہ بھگڑا طول پکڑ جاتا تو مجھے ماہ مسجد میں کوئی بھی امام نہ ہوتا اور کبھی دو دو جگہ میں شروع ہو جاتیں۔ والد صاحب اس بارہ میں پریشان تھے۔ آخر انہوں نے میں فیصلہ فرمایا کہ اہل بدعت کی نسبت خیر مقلد توحید میں اچھے ہیں ان کے پاس ہی قرآن پڑھایا جائے۔ چنانچہ مجھے تعلیم قرآن کے لئے ایک خیر مقلد حافظہ صاحب کے سپرد کر دیا گیا۔

طریقہ تعلیم :

چونکہ سکول میں "میں" پانچویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ ایسے میاں تو تھا ہی اس لئے شروع سے ہی پہلے بارہ سے سبق شروع ہو گیا۔ استاد صاحب دو تین آیتیں سکھو دیتے "ہم رت لیتے۔ اس کے بعد استاد صاحب ہمیں سناتے کہ میں نے فلاں خفی مفتی صاحب کو گھست دی فلاں خفی عالم کو لڑو اب گردیا۔ دنیا بھر میں کوئی خفی نہیں" نہ وہ بدعتی نہ بریلی نہ جو ہمارا سامنا کر سکے۔ پھر وہ کوئی اشتہار

لے کر بیٹھ جاتے کہ دیکھو یہ اشتہار میں سال پرانا ہے اس میں دنیا بھر کے منبروں کو چیلنج دیا گیا تھا کہ صرف ایک حدیث دکھا دو کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہو کہ آج کے دن میں نے رفع ین کو منسوخ کر دیا ایک حدیث دکھا دو کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہو کہ ایک صدی کے بعد میرا دین منسوخ ہو جائے گا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید میری امت پر فرض ہو جائے گی۔ یہ اشتہار دیکھتے ہی دیکھتے گھبرا کر کوئی حدیث نہ دکھا سکا ہزار ہزار روپیہ انعام بھی دکھایا ہمارے سامنے کوئی نکلے نہ ہو سکا۔ استاد کی تعلیمات میں ہم خالی اہل بن لوگوں کو مرعوب کرتے کے لئے کافی تھیں لیکن بس کبھی ۱۰۰ قحط یہ بھی نہ پڑتا کہ میں ولی اللہ بنی جاتے ہوئے اور بدلتا کہ کیا نماز کا وقت قیام و استقامت اور علماء مسجد میں منع تھے میں نے نکلے نہ ہو کر اشتہار دیکھا کہ یہ اشتہار میں سال سے متواتر آپ کے مدرسہ میں بھیجا جا رہا ہے آپ کیوں احادیث نہیں سناتے؟ تو استاد صاحب بتاتے ہیں کہ وہاں کے اساتذہ نے بڑی الجاہت سے یہ بات فرمائی کہ مولانا آپ جانتے ہیں ہم خفی ہیں ہم تو ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فقہ پڑھتے ہیں حدیث نہ بھی دیکھی نہ پڑھی۔ آپ ہم سے بار بار احادیث کا مطالبہ کر کے ہمیں غرہ مند کیوں کرتے ہیں۔ استاد صاحب کی ان نوازشات کے بعد ہم پر عالم یا اس طاری ہو جاتا کیونکہ ہم نے گھر میں یہی سنا تھا کہ دیکھتے ہو کہ مدرسہ دنیا بھر میں بہت بڑا مدرسہ ہے۔ بس ہمارے استاد دیکھتے ہیں کہ اساتذہ کو بھی لادبواب کر آئے تو اب حدیث کس لئے کی۔

اختلاف کیا ہے؟

اب ظاہر ہے کہ ہم استاد بنی سے پوچھتے؟ استاد بنی! آپ کا اور اہل سنت والوں کا اختلاف کیا ہے؟ تو استاد بنی فرماتے بیٹا کہ تم بھی نبی ﷺ کا پڑھتے ہیں اور وہ بھی گھر نبی پاک ﷺ کا ہی پڑھتے ہیں۔ اہل بات پر تیار اور ان کا اتفاق ہے آگے ہم کہتے ہیں جس کا کلہ پڑھتے بھی اسی کی بات۔ وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہم گھر نبی پاک ﷺ کا پڑھتے ہیں اور بات امام ابو حنیفہ کی نہیں گے۔ ہم

پوچھتے استاد بنی! امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اگر مسلمان عالم تھے تو یقیناً نبی پاک ﷺ کی ہی باتیں لوگوں کو سکھاتے ہوں گے کیونکہ خیر القرون کے مسلمان عالم کے بارہ میں یہ سونا ہی نہیں جاسکتا کہ وہ نبی پاک ﷺ کے خلاف جان بوجھ کر باتیں بناتے۔ استاد بنی فرماتے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بہت نیک آدمی تھے مکران کے زمانہ میں نبی پاک ﷺ کی احادیث منع تھیں ہوئی تھیں اس لئے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے بہت سے مسئلے قیاس سے بیان کر دیئے لیکن ساتھ ہی یہ بھی تاکید فرمادی تھی کہ میرا قول حدیث کے خلاف ہو وہ چھوڑ دینا لیکن یہ خفی ضد کرتے ہیں۔ اس وقت ہمیں آکا شعور نہیں تھا کہ استاد بنی سے پوچھتے کہ استاد بنی کیا دہے کہ امت کو فقہ کے مع کرنے کی ضرورت پہلے بڑی اور حدیث کی بعد میں۔ اصحاب صحاح سے یقیناً فقہ کے اندر ارجح سے بعد ہو۔ مگر کسی نے بھی اپنی کتاب میں یہ فقہ خفی کے رد کا باب یا نہ خانہ فقہ شافعی کے رد کا۔

علم حدیث :

پھر استاد بنی ہمیں بتاتے کہ جس طرح کپڑا کپڑے کی دکان سے ملتا ہے، شکر شکر کی دکان سے کسی طرح حدیث صرف اور صرف اہل حدیث سے ملتی ہے اور کسی مدرسہ میں حدیث پڑھائی ہی نہیں جاتی۔ اگر ہمارے مدرسہ سے قلم نہیں گئے تو ساری عمر ان پڑاؤں رگڑ رگڑ کر مر جائے لیکن ہمارے کان نبی پاک ﷺ کی ایک ایک حدیث کو ترس جائیں گے۔ نبی ﷺ کا کلہ پڑھنے والو! نبی ﷺ کی احادیث صرف یہاں ہی پڑھائی جاتی ہیں اور بس۔ اس وقت ہمیں بھی سمجھ نہ تھی اور نہ پتہ تھا کہ ان اہل بدعتوں کے بھائی اہل قرآن بھی ہیں لیکن یہ تو استاد کا فرض تھا کہ ہمیں کہنے کو بنا قرآن صرف اہل قرآن سے پڑھنا چاہئے کیونکہ ان کا قرآن سے کیا تعلق۔ بہر حال ہمیں یہ منوالیا گیا کہ ہم دو چار آدمی نبی ﷺ کو سناتے ہیں باقی سب نبی کے منکر ہیں۔

سوشیڈ کا ثواب :

میں اچھی طرح یاد ہے کہ نوافل کا اور کرنا کیا اس پر تو مذاق اڑایا کرتے تھے 'ستیں بھی خاص ضروری نہیں تھیں کیونکہ خلی نفل اور سنتوں کا پورا اہتمام کرتے تھے ہاں جو ستیں مردہ ہو چکی ہیں ان کو زندہ کرنے کی بڑی تاکید کی جاتی تھی مثلاً نماز جماعت میں ساتھی کے نئے پر نغز مارنا سب سے بڑا مردہ ہو چکا ہے اس پر عمل کرنا سوشیڈ کا ثواب ہے 'اسی طرح بلند آواز سے آمین کہنا سب سے آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ لوگ آمین سے چڑا کریں گے وہ میری امت کے یودی ہیں اس لئے آمین اٹھنا بلند آواز سے کہو کہ بیٹے خلیوں کے کان تک آواز جائے گی اس لئے سوشیڈوں کا ثواب ملے گا اور یودیوں کو چڑانے کا ثواب الگ۔

حقیقۃ الفقہ :

اس کے ساتھ استاد جی کے پاس مولوی محمد جعفر صاحب نے چری کی کتاب حقیقۃ الفقہ اور مولوی محمد رفیع مہروری کا رسالہ شعیبہ محمدیہ برحقہ کا حنیفہ اور شیخ محمدی کتابیں تھیں۔ استاد جی ہمیں لے کر بیٹھ جاتے اور اس میں سے کوئی مسئلہ سنا کر پھر پانچ منٹ تک ہم اور استاد جی کانوں کو ہاتھ لگا کر توبہ توبہ کرتے کہ ہائے ایسا گندہ مسئلہ نہ ہندوؤں کی کتابوں میں ہے نہ مسکوں کی کتابوں میں۔ ہائے اللہ! اگر ہندوؤں 'مسکوں اور عیسائیوں کو اس مسئلے کا علم ہو گیا تو وہ مسلمانوں کو کتنا ذلیل سمجھیں گے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہمیں یہ بات خوب ذہن نشین کرانی چاہی تھی کہ دنیا میں مذہب خلی اتنا گندہ مذہب ہے کہ ہندو اسکے 'بخیری' یودی سب کا بھری اس سے پتہ چلتے ہیں۔

طریق کار :

اب جب ہمارا ذہن ہاتھ ہو گیا تو استاد جی فرماتے : کسی ایک دو سادہ خلی نوجوانوں کو اکسایا کرو کہ ہمیں مولوی صاحب کے پاس لے چلو۔ اگر وہ ہمیں

حدیث و کما دین کے تو ہم خلی ہو جائیں گے۔ دو چار سے ہمیں لے جاتے ہم نے پچھے کہ مولانا یہ حدیث دکھائیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ مجھے چھو ذکر امام ابو حنیفہ کی تقلید کرنا سوال کرنے کے بعد ہم اس کا جواب بھی خود سے نہیں سنتے تھے۔ ہاں ہر دو حدیث کے بعد ان دونوں خلیوں کو گواہ بنا کر کہتے کہ دیکھو مولوی صاحب کو ایک حدیث بھی نہیں آتی۔ جب دو چار مرتبہ ہم مولوی صاحب کو کہتے کہ آپ کو تو ایک حدیث بھی نہیں آتی تو فطری بات ہے کہ مولوی صاحب کو غصہ آجاتا تو ہم اب اللہ کر آجاتے۔ استاد صاحب بہت خوش ہوتے تھے کئی گاؤں میں ہماری فرائض کرائی جاتی کہ دیکھو اس لڑکے نے فلاں خلی مطلق صاحب کو لاجواب کر دیا ہے 'وہ ایک سوال کا جواب بھی نہیں دے سکا 'ایک بھی حدیث اسے نہیں آتی۔ جہاں الحق وزہق الباطل ان الباطل کمان زھوفا کے شک و کف غرے لگائے جاتے۔

چھ نمبر :

استاد جی اس فن کے ماہر تھے 'فرماتے تھے کہ خلیوں کو زوج کرنے کے لئے قرآن 'حدیث یافتہ پڑھنے کی ضرورت نہیں 'برن پڑھ ان کو تنگ کر کے سوشیڈ کا ثواب لے سکتا ہے۔

۱۱) جب کسی خلی کو طوطی پٹے ی ایس پر سوال کر دو کہ آپ نے جو گھڑی پڑھ لی ہے اس کا ثبوت کس حدیث میں ہے؟ اس قسم کے سوال کے لئے کسی علم کی ضرورت نہیں۔ آپ ایک چھ سالہ بچے کو میڈیکل سٹور میں بھیج دیں وہ دوا دانی پر ہاتھ رکھ کر یہ سوال کر سکتا ہے کہ اس دوا کا نام کس حدیث میں ہے؟ اس سوال کے بعد اگر اپنی مسجد میں پتا ہے کہ میں نے فلاں خلی مولوی صاحب سے حدیث چم چینی دو نہیں پتا تھیں۔ پھر بغیر مقدمہ بچے اور بڑے کا فرض ہوتا ہے کہ وہ ہر برائی میں پڑ بیٹھ کر کہے کہ فلاں خلی مولوی صاحب کو ایک بھی حدیث نہیں آتی۔

(۲) دوسرا نمبر یہ ہے کہ خدا خواست اگر تم کہیں چمٹ جاؤ اور تمہیں کوئی کتے کہ تم نے ہو چین جبب میں لگا رکھا ہے اس کا کام حدیث میں دکھاؤ تو گھبراؤ نہیں فوراً ان سے پوچھو کہ کس حدیث میں یہ منع ہے؟ اور غور چلاؤ کہ منبع کی حدیث نہیں دکھاسکتے نہ فلاں کام کے کرنے کی حدیث دکھاسکتے نہ فلاں کام کے منع کی حدیث دکھاسکتے۔ اب سب غیر مقلد یہ پروپیگنڈا کریں گے یہی تمہاں سے بچاؤ سے حدیث لائیں فقہی تو ساری عمر بڑھتے پڑھاتے ہیں۔

(۳) اور اگر کسی جگہ چمٹ جاؤ کہ کوئی صاحب کوئی حدیث کی کتاب لے آئیں کہ تم اہل حدیث ہو دیکھو کتنی امادیت ہیں جن پر تمہارا عمل نہیں تو گھبراؤ کی ضرورت نہیں فوراً ایک وقف لگا کر کا کرو دہو یہ حدیث کی پڑھیں کون سی کتاب لے آئے۔ ہم تو صرف بخاری و مسلم اور زیادہ مجہوری ہو تو صحاح ستہ کو مانتے ہیں باقی حدیث کی سب کتابوں کا پوری وضاحتی ہے نہ صرف انکار کر دو بلکہ استدراہ بھی کرو اور اتنا مذاق اڑاؤ کہ پیش کرنے والا ہی پہلے چارہ فرمادہ ہو کر حدیث کی کتاب چمکالے اور آپ کی جان بچوٹ جائے۔

(۴) اگر بالفرض کوئی ان چھ کتابوں میں سے کوئی حدیث دکھا دے جو تمہارے خلاف ہو تو فوراً کوئی شرما اپنی طرف سے لگا دو کہ فلاں لفظ دکھاؤ تو ایک لاکھ روپیہ انعام۔ جیسے مرزا لکھتے ہیں کہ ان الفاظ میں حدیث دکھاؤ کہ مسیح علیہ السلام اسی جسدِ مضری کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے وہ حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مرجوح ہو یا غیر مقلد کہتے ہیں کہ رفع یہ دین کے ساتھ منسوخ کا لفظ دکھاؤ اور اس اپنے لفظ پر اتنا شور مچاؤ کہ وہ خود ہی خاموش ہو کر رہ جائے۔

(۵) اگر بالفرض وہ لفظ مل ہی جائے اور خلاف دکھا دے کہ دیکھو جس لفظ کا تم نے مطالبہ کیا تھا تو پورے زور سے تین مرتبہ اعلان کر دو کہ ضعیف ہے ضعیف ہے ضعیف ہے۔ اب حدیث بھی نہ مانی پڑی اور رعب بھی قائم ہو گیا کہ دیکھو مولوی صاحبان کو تحقیق ہی نہیں تھی۔ اس ان پڑہ کو یہ چل گیا کہ حدیث

ضعیف ہے۔

(۶) استاد ہی تاکید فرماتے تھے کہ جو نماز نہیں پڑھتا اس کو نہیں کہنا کہ نماز پڑھا کرو۔ پس جو نماز پڑھ رہا ہو اس کو ضرور کہنا ہے کہ تمہاری نماز نہیں ہوئی۔ بس یہ چھ نمبر ہمارے علم حکام کا محور تھے۔ والد صاحب پابند و مومن و صلواۃ جہد گزار اور عابد آدمی تھے۔ روزانہ سے بھگتا ہوا تاکہ نہ تمہاری نماز ہے نہ تمہارا دین ہے اور نہ تمہاری حجبہ مقبول ہے اور نہ کوئی اور عبادت۔ والد صاحب فرماتے تڑا نہیں کرتے تمہاری نماز بھی ہو جاتی ہے اور ہماری بھی۔ میں کہتا کہ کتنا بڑا دھوکہ ہے کیا ایک خدا نے دو نماز میں اتاری ہیں ایک دین میں ایک کوٹھ میں۔ ہماری نماز نبی ﷺ والی نماز ہے نہ ہمیں جنت میں لے کر جائے گی۔ تمہاری نماز کو لے والی نماز ہے نہ تمہیں سیدھا جہنم میں لے جائے گی۔ والد صاحب فرماتے ہو اس نہ کیا کرو۔ ہم اس کو اپنی بہت بڑی فتح سمجھتے تھے اور ساتھ یہ بھی رعب نہ دینے تو آپ اہل سنت احترام کرتا ہوں ورنہ اگر میں فقہ کا گند کھول دوں تو حق سے سب کے دماغ پھٹ جائیں گے۔ چند سال اسی صورت میں گزار گئے۔

نقل مکانی :

ہم وہاں سے دوسری جگہ چلے گئے وہاں نہ کوئی انسانے والا نہ شہباز دینے والا اولیت شہر میں ایک مدرسہ میں ایک وقت پڑھنے چلا جانا وہاں میرے اسباق علم النحو، بلوغ المروم اور نسائی شریف تھے۔ متعدد تعلیم کشی کتاب کا پورا پڑھا نہیں ہوا تھا میں ناخوش تھا کہ اللہ ربیعہ میں آئیں بیٹے پر باجھ باندھنا ناگہمیں پوچھتی کرتا اگر آجائیں تو فرست دو چڑیاں میں پاس ہو جائے یعنی خالیت اب گھڑا میں دو گر باگری پائی نہ رہی تھی۔

تحریک ختم نبوت :

اسی دوران ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت چلی تھارے کھنڈی مامیوں تحریک کے خلاف تھے کیونکہ وہ قادریوں کو مسلمان کہتے تھے اس تحریک میں علامہ سیاح کے دو بزرگ حضرت مولانا سید محمد الحان صاحب قدس اللہ سرہ آجک دہلی اور حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب قدس اللہ سرہ سابق شیخ الحدیث قدیم القرآن راجہ زاور راولپنڈی اپنے علاقہ سے تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں گرفتار ہوئے ان دونوں حضرات کو سابقہ مال ٹیکل منتقل کر دیا گیا۔ اس ٹیکل میں ادکاڑہ کے قائد تحریک ختم نبوت حضرت مولانا شیخ الحدیث صاحب سیہ پادری فاضل دیوبند بھی موجود تھے۔ اول اللہ کہ دونوں بزرگ فاضل دیوبند اور امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری نور اللہ مرقدہ کے انصاف تلامذہ میں سے تھے۔ حضرت مولانا سیہ پادری نے دونوں حضرات کو راضی کر لیا کہ وہ ربائی کے بعد ادکاڑہ میں تدریس فرمائیں گے۔ چنانچہ دونوں حضرات ادکاڑہ تشریف لے آئے، اختلاف نے ادکاڑہ میں علم و عرفان کی پادشائی کے بہت اشتیارات شائع کئے اور ان حضرات کا شاندار استقبال کیا۔

مناظرہ کا شروع :

اس وقت میرے غیر مقلد استور جناب مولانا عبدالجبار صاحب محدث کھنڈی تھے۔ آپ نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ سنا ہے کہ علامہ انور شاہ کے شاگرد آتے ہیں ان سے مناظرہ کرنا ہے میں نے کہا کہ حضرت وہ کیا کریں گے خود امام ابو حنیفہ بھی قبر سے اٹھ کر آجائیں تو ہمارا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ ہمارے پاس حدیث ہے ان کے پاس قیاس۔ استاد صاحب اس پر بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں اور ایک اشتہار دیا جس کا عنوان تھا "دنیا بھر کے مکتبوں کو گیارہ ہزار روپے انعام کا کلام پہنچ" فرمایا یہ اشتہار کے باوجود حقیقتاً تمہاری ہے۔

عید گاہ میں :

ان حضرات کا قیام عید گاہ کے مدرسہ میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب کے گرد بہت خلوق ہے اور حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب کے گرد کچھ کم لوگ ہیں۔ میں نے اندازہ لگایا کہ اول الذکر ان دونوں حضرات میں سے بڑے عالم ہیں۔ میں ان کے پیچھے چار پائی پر بیٹھ گیا، حضرت کے کھدے پھر سر کو سسلاتا شروع کر دیا۔ حضرت نے دو تین دفعہ میری طرف دیکھا اور خاموش رہے، پھر حتمی مرتبہ پوچھا کیا کام کرتے ہو میں بھی موقع کی تلاش میں تھا بہت جیب سے اشتہار نکال کر حضرت کے سامنے پھیلا دیا اور عرض کیا کہ حضرت اہل حدیث حضرات نے ہمیں بہت تک کر رکھا ہے، وہی حدیث ہزار روپیہ انعام بھی دیتے ہیں لیکن ہمارے علماء کے پاس کوئی حدیث نہیں ہے، آپ ضرور میری رہنمائی فرمائیں اور یہ حدیث لکھوادیں جن میں ان گیارہ سوانوں کا جواب ہو۔ حضرت نے فرمایا میں نے وہاب میں تدریس بہت کم کی ہے میری اردو زیادہ صاف نہیں، مولانا عبدالقدیر صاحب نے اکثر تدریس وہاب میں کی ہے اور ان کی اردو بھی صاف ہے اور ان کو ان مسائل میں دلچسپی بھی ہے ان سے کچھ لیں۔ میں اٹھا اور مولانا عبدالقدیر صاحب کی طرف چلا۔ ادھر حضرت نے مولانا کو آواز دی کہ مولانا! کراچی میں ہے آپ اس کو سمجھائیں اللہ تعالیٰ سے بڑی امید ہے انشاء اللہ پہلے ہی وہاب سے نہ نکل جائے گا۔ حضرت کے فرمانے پر مولانا نے میرے ہاتھ سے اشتہار لیا اور پڑھنے لگے۔ مولانا اشتہار پڑھ رہے تھے میں مولانا کا چہرہ پڑھ رہا تھا، کبھی تھوڑا سا زیر لب مسکرا دیتے اور کبھی پیشانی پر تار اٹھتی کے جھکن ابھر آتے، ہر حال مولانا نے یہ اشتہار پڑھ لیا۔

نیت :

حضرت نے سب سے پہلے یہ ارشاد فرمایا کہ بیٹا اپنی نیت درست کر لو اگر

کوئی شخص اس نیت سے مسئلہ پوچھتا ہے کہ دین کا مسئلہ سمجھ کر عمل کرنا ہے تو مسئلہ پوچھنے کا اجر الگ ملتا ہے اور اس پر عمل کرنے کا الگ۔ اور اگر کسی شخص کی نیت مسئلہ پوچھنے میں شرارت یا فتنے کی ہو تو مسئلہ پوچھنے کا گناہ الگ ہو گا اور شرارت کا الگ۔ فرمایا میں تو اسی نیت سے مسئلہ سمجھاؤں گا کہ خالص اللہ کی رضا مقصود ہے اور میں نے کہا کہ میں بھی اللہ ہی کی رضا کے لئے سمجھنا چاہتا ہوں۔

دلیل کس کے ذمہ ؟

حضرت نے فرمایا کہ اس اشتہار میں بہت سے دھوکے ہیں مگر مولویوں کے دھوکے مولوی ہی سمجھ سکتے ہیں، ہر شخص کے بس کا روگ نہیں۔ فرمایا اگرچہ اشتہار والے نے اپنے آپ کو اہل حدیث لکھا ہے مگر دراصل یہ منکر حدیث ہے کیونکہ مشہور حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "البینۃ علی المذعی" کہ گواہ مدعی کے ذمہ ہوتے ہیں اور دنیا لی برعدالت بھی ہمیشہ مدعی سے ہی گواہ مانگتی ہے۔ ان گواہ بے کیارہ مسائل میں مدعی غیر مقلد ہیں۔ دلیل ان کے ذمہ ہے مگر اس نے اپنی کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لئے اٹھے ہم سے سوال کر ڈالے ہیں۔ فرمایا اس کو مثال سے سمجھو۔ رافضی اذان میں کچھ کلمات زیادہ کہتے ہیں مثلاً اشہد ان علیاً ولی اللہ الخ اب ہمیں تو حق ہے کہ ان سے سوال کریں کہ آپ کسی آیت یا حدیث سے ثابت کریں کہ نبی اکرم ﷺ یا کم از کم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کلمات کا ثبوت ہو مگر وہ قیامت تک اس کا ثبوت نہیں دے سکتے۔ وہ اپنے جاہل مریدوں کو دھوکا دینے کے لئے اگر یوں سوال بنائیں جس طرح اس غیر مقلد نے بنایا ہے کہ دنیا بھر کے غیر مقلد اکٹھے ہو کر ایک حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مجروح ایسی پیش کریں کہ آنحضرت ﷺ نے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اذان میں یہ کلمات کہنے سے منع فرمایا ہو تو منع کا لفظ دکھانے پر مبلغ ایک لاکھ روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔ اب آپ ایسی حدیث اپنے

استاد سے لکھوا لاؤ یا شیعہ مذہب کا سچا ہونا اور غیر مقلدوں کے مذہب کا جھوٹا ہونا مان لو کہ ساری دنیا کے غیر مقلد ایک حدیث نہیں دکھا سکے۔ میں نے کہا ہم کیوں حدیث دکھائیں جو یہ کلمات زائد کہتے ہیں وہ اس کا ثبوت پیش کریں۔ ہمیں منع کی حدیث سنانے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ سوال تو محض دھوکا ہے۔ فرمایا پھر رفع یدین تم کرتے ہو اور حدیث ہم سے منع کی مانتے ہو یہ بھی ایسا ہی دھوکا ہے۔ پھر فرمایا دیکھو قرآن پاک کی پہلی سورۃ فاتحہ ہے 'اسی کا نام ام القرآن ہے اور اسی پر زیادہ جھگڑے ہیں۔ کوئی فاتحہ علی الطعام پر لڑتا ہے اور کوئی فاتحہ خلف الامام پر۔ جبکہ سورۃ فاتحہ میں بنیادی طور پر دو ہی مسئلے ہیں۔ مسئلہ توحید اور مسئلہ تقلید۔ فاتحہ علی الطعام والوں کو توحید اچھی نہیں لگتی اور فاتحہ خلف الامام والوں کو تقلید اچھی نہیں لگتی۔ یعنی فاتحہ کے ماننے کو دل کسی کا بھی نہیں چاہتا۔ پھر مجھ سے پوچھا کہ اگر تمہارا مناظرہ فاتحہ علی الطعام والوں سے ہو جائے تو آپ ان سے سوال کریں گے کہ ایصال ثواب کی نیت سے کھانے پر فاتحہ پڑھنے کی حدیث لاؤ یا ان کو بھی سوال کا حق دیں گے کہ ساری دنیا کے غیر مقلدین مل کر صرف ایک حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مجروح ایسی پیش کر دیں کہ حضور اکرم ﷺ نے خاص ایصال ثواب کی نیت سے کھانا سامنے رکھ کر اس پر فاتحہ پڑھنے سے منع فرمایا ہو۔ خاص منع کا لفظ دکھانے پر ہم ایک لاکھ روپیہ انعام دیں گے۔ فرمایا جاؤ ایسی حدیث لے آؤ۔ میں نے کہا جب کھانے پر فاتحہ وہ پڑھتے ہیں تو وہ دلیل لائیں ہم سے منع کی دلیل کیوں مانتے ہیں۔ فرمایا پھر امام کے پیچھے تم فاتحہ پڑھتے ہو یا ہم۔ میں نے کہا ہم۔ فرمایا پھر ہم گھٹے منع کی حدیث کیوں مانتے ہو؟ کیا شیعہ علیہ السلام کی قوم کی طرح آپ کے لینے کے بات اور ہیں اور دینے کے بات اور ہیں؟ آپ کو آنحضرت ﷺ کا فرمان یاد نہیں کہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرو جو تمہیں اپنے لئے پسند ہو۔

دلیل خاص کا مطالبہ :

فرمایا دہی سے بھی دلیل کا مطالبہ تو کیا جاسکتا ہے مگر دلیل خاص کا مطالبہ جائز نہیں ہوتا۔ یہ تو کافروں کا طریقہ تھا کہ وہ ان معجزات کو نہیں مانتے تھے جو نبی پاک ﷺ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے بلکہ اپنی طرف سے شرطیں لگا کر فریادیں بھڑاتے کہ ہمیں معجزہ دکھایا کر دو یہ تو ہیکڑہ کرتے تھے کہ ہمارا فریاد بھی معجزہ نہیں دکھایا کر دو یہ تو ہیکڑہ کرتے تھے کہ سرے سے کوئی معجزہ دکھایا ہی نہیں گیا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی آئے اور کہے کہ میں بہت غلغلا ہوں ساتھ سال عمر ہو گئی ہے کبھی لازم نہیں پڑھی آج تو یہ کرنے آیا ہوں آپ مجھے عمل نماز کا طریقہ سکھادیں عمر میری صرف ایک شرٹہ ہے کہ نمازوں کی روک تھام بھی قرآن سے دکھائیں "خام بھی" تشدد بھی "دروہ" شریف کے الفاظ بھی صرف قرآن سے دکھائیں کیونکہ میں لہ اکی عبارت صرف خدا کی کتاب کے مطابق کرنا چاہتا ہوں اور کسی کو نہیں اتنا تو کیا آپ اس کو یہ سب چیزیں قرآن سے دکھادیں گے؟ اگر نہ دکھائیں اور وہ یہ کہے کہ قرآن سے نماز نہیں سکھائے تو ٹھیک ہے مگر یہ کہے کہ ان مسائل کا کوئی ثبوت نہیں دے سکے تو یہ بات غلط ہے۔ اسے کہتے ہیں دلیل کو خاص کرنا۔ اگر کسی عدالت کے ساتھ یہ معاملہ کیا جائے تو وہ عدالت ساری عمر میں ایک مقدمہ کا بھی فیصلہ نہ کر سکے۔ مثلاً عدالت دہی سے گواہ لگے گی "دہی جو گواہ بھی پیش کرے آپ کو اس گواہ پر جرح کا پورا حق دے گی مگر آپ کو گواہ خاص پر عند کرنے کی اجازت نہیں دے گی کہ دہی نے آپ کو گواہ بٹایا۔ عدالت آپ سے کہے کہ اس پر جرح کرو آپ کہیں کہ میں اس کو گواہ ہی نہیں مانتا۔ ملک کا صدر و وزیر اعظم کو اسی دے تو میں مانوں گا تو کیا کوئی عدالت اس غلط اصول پر چل سکے گی۔

ایمان نبی پر یا شرط پر :

حضرت نے فرمایا ہے کہ ایمان نبی پر نہیں اپنی فرمائش پر رکھتے تھے اسی طرح تم یہ بات دل سے نکال دو کہ تمہارا ایمان نبی ﷺ پر ہے۔ ہرگز نہیں۔ تمہارا ایمان صرف اپنے استہکام کی شرط پر ہوتا ہے جس طرح کافر نبی پاک ﷺ سے کہتے تھے کہ ہم کہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے کہلاوا اور اللہ تعالیٰ سے کہتا دو تو ہم تمہیں لیں گے ورنہ نہیں۔ اسی طرح آپ کے استہکام آپ کو ایک عبارت لکھ دیتے ہیں کہ میرے یہ الفاظ اللہ کے نبی ﷺ سے کہلاوا اور ہم تمہیں لیں گے ورنہ اس سے پہلے ہو آپ ﷺ نے از خود فرمایا ہے وہ ہم ہرگز نہیں مانیں گے۔ اب میں دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ بات تو مولانا پگل جی فرما رہے ہیں ہمیں کوئی سو حدیث بھی سناوے ہم اس پر تو یہی نہیں دیتے بلکہ بیکار سمجھ کر بھڑو دیتے ہیں کہ ہمارے استہکام نے جو لفظ لکھا ہے وہ حضور ﷺ نے کیوں نہیں فرمایا۔ یہ تو گویا رسول پاک ﷺ کو مشورہ دینا ہے کہ حضرت آپ نے کوئی مسئلہ بتایا ہو تو حضور ہم سے بخوالیا اور شرط بھی ہم سے جوچہ لینا کیونکہ اگر آپ نے ہماری شرط کے مطابق ہمارا اسی لکھا ہو اللہ تعالیٰ نے ہم ہرگز آپ کی بات نہیں مانیں گے۔

ایک سوال :

میں نے عرض کی کہ حضرت آپ بھی کوئی سوال ایسا نہ کیجئے جس کو اس میں صرف حدیث کا مطالبہ ہو اور ساتھ انعام کا بھی وعدہ ہو اور ہمارے استاد بھی اس طرح کی حدیث پیش نہ کر سکیں بلکہ اس سوال کو دھوکا کہنے پر مجبور ہوں جیسے آپ ان کے سوالات کو دھوکا فرما رہے ہیں۔ مولانا نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ کیا دھوکا بھی ابھی چیز ہے کہ ہم بھی شروع کریں۔ میں نے کہا مجھے سمجھانے کے لئے آپ ضرور کوئی سوال لکھ دیں تو حضرت نے اسی اشتہار کے دوسری طرف سوال لکھا کہ آپ اپنی یہ شرط کے موافق ایک ہی حدیث صحیح صرف نہ پڑھاؤ

ایسی پیش فرمائیں جس سے ثابت ہو کہ دلیل شرعی صرف حدیث صحیح سرخ سرفراز
نہ جرحوں میں ہی منحصر ہے تو میں آپ کو بیجاں برابر روپ نقد انعام دوں گا اور
سواۓ اس پر دخل فرمائیے۔ ان کے دخل فرماتے سے میں سوچنے لگا کہ
ہمارے استاد صاحب تو ہمیں روز نالیکہ کرتے ہیں کہ پہنچ بیاس ہزار روپے سے
کم کا جس وقت کہ دخل بھی ڈالنے پچھے پر بھی نہیں کرتے لیکن مولانا نے پچاس ہزار
روپے پر بلا جھجک دخل فرمادیے ہیں۔

واپسی :

اب میں وہ اشتیاء کر افغا۔ وہیں آیا تو استاد بی بی نے قرار دی سے
گیت پر کون سے میرا انتقاد کر رہے تھے۔ یہ اب میں واپس پہنچا تو پوچھا کوئی ہمارے
اشتہار کو ہاتھ لگا تا ہے۔ میں نے کہا حضرت آج تو بہت ہی طرح ہاتھ لگایا اور
انہوں نے بھی ایک حدیث کا مطالبہ کیا ہے اگر آپ لکھ دیں تو دو بیاس ہزار
روپیہ انعام دیں گے۔ انہوں نے دخل بھی کر دیے ہیں۔ استاد بی! آپ حدیث
لکھ دیں میں انعام لے کر آتا ہوں۔ ممبر کا سر دی کامینہ قلم استاد بی نے سوال
کی ایک سطر پڑھتے ہوئے پورے زور سے جین مرتبہ بیحد صاف فرمایا۔ استاد کو
بیحد میں خرق دیکھ کر سوال کے وزن کا اندازہ مجھے بھی ہو رہا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ
کی طرف سے میری ہدایت کا وقت آن پہنچا تھا۔ استاد کی منہ سے سوال
پڑھنے ہی سلا بلکہ یہ نکلا بیانیہ شرطیں دھوکے کے لئے لگائی جاتی ہیں۔ یہ سنتے ہی
میرے تو پاؤں تلے سے زمین گھل گئی میں نے کہا حضرت دھوکا اور دین میں اور وہ
بھی قرآن و حدیث کے نام پر۔ میں نے کہا استاد بی ایہ تو آج مولانا نے سمجھایا ہے
کہ شمار ایمان نبی پر جسیں شمار ایمان مصلح استاد کی باطنی شرطوں پر ہے اور
آن آپ نے خود ہی ان شرطوں کو دھوکا فرمادیا تو ہم تو کہیں کے بھی نہ رہے۔

نہ خدا ہی ملانہ وصال محرم

نہ اوجر کے رہے نہ اوجر کے رہے

ایک اور سوال :

استاد صاحب کی دور رسائی میں پائی پر دستہ صاحب کی کتابیں کاپیاں دلیہ میں سی
رکھا کرتا تھا۔ ان میں دو مونی مونی کاپیاں تھیں ایک پر لکھا تھا "تقریر صحیح بخاری شریف
الاعلام ابوہریرہ صاحب تقریر صدر مدرس دارالعلوم دیوبند" دوسری پر لکھا تھا "تقریر
تقدی شریف از سید حسین احمد مدنی صدر مدرس دارالعلوم دیوبند" ایک ان میں نے
استاد بی سے پوچھا کہ استاد بی! آپ ان مشرکوں کی کاپیاں اپنے پاس کیوں رکھتے ہیں؟
اس لٹک میں ملانے اذیت کو مشرک کہتا ہمارے ہاں بہت بڑی نیکی اور دستہ محترم کو
خوش کرنے کا رسم ہے اور یہ قلم استاد محترم اس پر بہت خوش ہوتے اور نوب شہادت
دیتے۔ استاد بی نے فرمایا جتنا مسائل میں اہل ان کے ساتھ اشتباہ ہے مگر اللہ تعالیٰ نے
میں حضرت کو طہر سے بہت نوازا ہے "بمیں ان کی کاپیاں پڑھنے بیحد بخاری پڑھا سکتے ہیں
نہ تقدی۔ آج وہ بات میرے ذہن میں ابھرتی ہیں میں نے پوچھا استاد بی! آپ دھوکا ان
لوگوں کے ساتھ کرتے ہیں جن کی کاپیاں پڑھنے بلکہ آپ بخاری اور تقدی میں پڑھا
تکھے؟ استاد بی نے یہ بات سن کر فرمایا پڑھو جو جواب وہی نہ ملتا میں نے کہا استاد
بی آپ حدیث تو لکھ دینا میں انعام لے کر آتا ہوں۔ استاد بی نے ایک تھپہارا کہ جاؤ
بچو۔

دوبارہ جانا :

اب عصر کے بعد میں دوبارہ حضرت مولانا عبد اللہ پر صاحب کی خدمت
میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ حضرت یہ بات تو محترم ہو گئی کہ یہ سواۓ
مصلح و موصو کا ہیں لیکن یہ فرمائیے کہ آپ لوگ حدیث کے مقابلہ میں امام ابو حنیفہ
رحمہ اللہ کے اقوال کو کیوں ترجیح دیتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا یہ بالکل بصورت
ہے۔ حضرت نے مجھے مطالعہ کے لئے اعلام السنہ حضرت قرآنی جس کے ساتھ
اعداد برسر بھی تھا۔ اب میں جب اعادیت پڑھتا تھا تو میرا جی ہوتا تھا کہ یہ کتنا بڑا

مجموعت ہے جو اہم روزانہ ہوتے ہیں۔ اب میں اپنے استاد ہی سے پوچھا کہ استاد ہی ان سب احادیث کو جو علماء السنن میں لکھی ہیں آپ کیوں نہیں مانتے اور ان پر عمل کرنے والوں کو آپ اہل الرائے کیوں کہتے ہیں؟ اور اس کتاب کا کوئی عمل جواب کسی غیر مقلد عالم نے لکھا ہے تو مجھے بتائیں اس کا بھی مطالعہ کروں مگر پورے جس جس کے بعد بھی یہی پتہ چلا کہ اس کے جواب سے ساری دنیا کے غیر مقلدین عاجز ہے۔ میں اس کتاب علماء السنن کا وہاں مدرسہ میں بیٹھ کر مطالعہ کرتا تو استاد ہی سخت ناراض ہوتے بلکہ ایک دو دفعہ میری پٹائی بھی کی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اب حدیث حدیث کے اتنے دشمن کیوں ہیں؟ میں کہتا آپ مجھے احادیث کیوں نہیں پڑھتے دیتے؟ وہ جس ایک ہی رت لگاتے کہ یہ حدیث کی کتاب تم بتاؤ مدرسہ سے میں کیوں لائے؟ میں نے ایک دن دیوار پر غور کیا یہ حدیث لکھ دی کہ آپ ﷺ سے متواتر حدیث میں ہے اسفروا بالبحر خاند اعظم للاحر اگر تحریری نماز کو روشن کر کے پڑھ اس میں زیادہ ثواب ہے اور یہی مسجد میں شہر کے گیارہ حدیث کس نے لکھی؟ کیوں لکھی؟ ہمارا دکاندار اس کو۔ اگلے دن میں نے دیوار پر یہ حدیث لکھ کر لگا دی اور دو بالصلوۃ فان شدۃ الحر من فحج جہنم۔ کہ تحریری نماز بھڑی کر کے پڑھو گری کی شدت جہنم کے سانس سے ہے۔ اس پر میری جواب ملنی ہوئی کہ تم شرارتیں کیوں کرتے ہو۔ اگلی نماز سے پہلے میں نے دیوار پر یہ حدیث لکھ دی فقہیہ واحداشد علی الشیطان من الفہ عابد ایک فقیر شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے۔ میں یہ انداز لگا دیا تھا کہ ان لوگوں کو بتانا بعض حدیث سے ہے کسی اور چیز سے نہیں۔

تیسری بار :

پھر میں مولانا کے پاس گیا پوچھنے کے تھکے منہ کو کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا شرک۔ فرمایا بیٹے محمد بن کاذر طقات حذر "فتاویٰ مالکیہ" فتاویٰ شافعیہ اور

طبقات متاہلہ میں ہے کیا وہ سب مشرک ہیں؟ میں نے کہا بلاشبہ۔ فرمایا پھر تو صحاح سے والے بھی سب مشرک ہو گئے۔ تم بلوغ المرام پڑھتے ہو! ابن حجر شافعی بھی مشرک ہوا؟ تم نسائی پڑھتے ہو وہ بھی شافعی کا مقلد ہے مشرک ہوا۔ اب میں استاد صاحب کے پاس آیا میں نے پوچھا کہ کسی محدث یا سلسلہ مورخ نے محمد بن کے حالات میں کوئی کتاب طبقات غیر مقلدین بنائی کہی ہو تو وہ دیکھا نہیں۔ استاد صاحب ناراض ہو گئے کہ تم بس شرارت کرتے ہو اور طلباء کو علماء السنن سے حدیثیں سناتے ہو اور مسجد کی دیوار پر حدیثیں لکھ لکھ کر لگاتے ہو۔ ہم ان باتوں کو برداشت نہیں کر سکتے۔ حدیثیں سنائے اور لکھنے سے باز آؤ ورنہ مدرسہ سے نکل جاؤ۔ ہمارے پاس طبقات غیر مقلدین بنائی کوئی کتاب نہیں۔ میں پھر حضرت کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر خیر کے دور سے پہلے کی پاک دہندہ میں غیر مقلدین کی کوئی مسجد کوئی مدرسہ کوئی قبر کوئی ترجمہ قرآن کوئی ترجمہ حدیث ہو تو دکاندار کوئی لٹائی عمل کتاب ہو تو مولانا۔ اب جب میں نے استاد ہی سے یہ پوچھا تو کلاؤ تو بدن میں لو نہیں۔ مجھے میں بولے جنہیں شرارت کے سوا کچھ نہیں سوجھتا۔

چوتھی :

ایک دن نسائی کا سبق تھا اور مسئلہ قراءت خلف الامام کا۔ میں بھی سبق میں بیٹھا مگر کتاب ہاتھ میں نہیں لی۔ استاد ہی نے پوچھا کتاب کہاں ہے؟ میں نے کہا کمرے میں۔ فرمایا لایا کیوں نہیں؟ میں نے کہا وہ مشرک کی لکھی ہوئی ہے میں کیوں ہاتھ لگاؤں؟ استاد ہی نے مل کر کھائے مگر خاموش رہے۔ امام نسائی نے ہاتھ وہاں ہاتھ دیا ہے باب تناویل قولہ تعالیٰ واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحسون اور پھر حدیث لائے ہیں اذافر فانتصتوا۔ گویا خدا اور رسول دونوں کا حکم ہے کہ امام جب قراءت کرے تو مقلدی خاموش رہیں۔ یہ آیت اور حدیث استاد صاحب کے خلاف تھی۔ استاد

صاحب اس حدیث کو شہید کرنے پر قائل تھے۔ فرمایا! ابو خالد! احمد اس سے ہے یہ حدیث جموں ہے ابو خالد! احمد کا کوئی متابع دیکھا کسی حدیث کی کتاب میں نہیں۔ میں نے علامہ ابو نضر شاہ بخاری سے بات کی وہ بھی کوئی متابع نہ دکھائے۔ میں نے آخر دس متاخر لکھے ہیں کوئی ماں کامل جواب نہیں دے سکا۔ میں تو مطالعہ کر کے بیضا قادیان میں استاد بنی کہ اس جرات پر شرمندہ رہا تھا کہ زبان سے خاموش تھا کہ استاد صاحب کی تکریمات مجھ پر ہوئی فرمایا! ادھنی! خالد کا کوئی متابع ہے؟ ملائکہ میں ابھی مٹتی نہیں ہو تھا۔ میں نے کہا استاد بنی! آپ ادب کو نہ اٹھا کر بیٹھے ہیں اس طرح متابع کیے نظر آئے گا۔ ذرا آگے نہیں کتاب پر لکھیں تو اسی کتاب میں اس کا متابع محمد بن سعد انصاری موجود ہے اور میں نے اٹھ کر اس پر انگلی دکھ دی۔ اب تو استاد صاحب فیس میں گلیوں پر اتر آئے۔ میں نے آہستہ سے فصیح کمال کر پاس رکھ دی۔ فرمایا یہ کیا؟ میں نے عرض کیا آپ نے جو گلیوں کی فصیح پڑھنی ہو وہ پڑھ لیں پھر مجھے بتائیں کہ آخر آپ کو سامنے پڑی ہوئی کتاب میں یہ متابع نظر کیوں نہیں آیا؟ بس پھر تو لاٹھی سے پٹائی شروع ہو گئی اور مجھے درست سے نکال باہر کیا گیا۔ اب میں علامہ السنن اور حضرت مولانا محمد حسن صاحب محدث فیض پوری کی کتاب ست ضروریہ "الدلیل العین وغیرہ کا مطالعہ کرتا لیکن ابھی ذہن سے غیر مقلدیت نکل نہیں رہی تھی۔ کوئی فقہ کا مسئلہ دیکھتا تو اس کے لئے حدیث کی تلاش میں بھاگتا۔ کئی ماہ بعد پھر ذہن نے پٹا کھلایا اب اگر کوئی آیت یا حدیث پر حجت ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا کہ اس کا جو مطلب ذہن میں آیا ہے وہ مراد کادیانی کی طرح کیا ہی ہے یا اٹھا کر اور اسلاف نے بھی کیا مطلب سمجھا ہے تو اب خود رائی اور خود بیٹی کی نیاری ذہن سے نکلی اور غیر مقلدیت کا درگاہ دل سے رخصت ہوا اور میں آہستہ و انجمات مٹتی مسلک پر جم گیا۔ دیکھا کہ ابھی اللہ تعالیٰ اس مسلک حجت پر اشتیاق غلبہ فرمائیں۔ آمین۔

اہل سنت و اجماعت حنفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید

المرسلین۔ اما بعد :

معزز قارئین ! اس دنیا میں بہت سے دین پائے جاتے ہیں مگر ان میں سچا دین صرف اور صرف اسلام ہے۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (۱۹۳) ویکل دین جو ہے اللہ کے ہاں سو یہی مسلمان "حکم برداری" ہے۔ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ يُّغْنِلَ عَنْهُ دِیْنُوْهُ اِلَّا اُخْرَۃً مِنَ الْخُسْرِیْنَ (۱۹۴) اور جو کوئی چاہے سوائے اسلام کے اور کوئی دین سو اس سے ہرگز قبول نہ ہو گا اور وہ آخرت میں خراب ہے۔ اسی طرح مسلمانوں میں کئی فرقے ملتے جلتے ہیں مگر ان میں نجات پانے والے صرف اہل سنت و اجماعت ہیں۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا : مَا اَنَا عَلَیْہِ وَلَا اَصْحَابِیْ یعنی نجات دہانے کے جو میرے اور میرے صحابہؓ کے طریقے پر ہوں گے اور فرمایا میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا (ترقی) اور فرمایا جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں (بخاری) اور ایک روایت میں تو آپ ﷺ نے تارک سنت کو ملعون فرمایا (مشکوٰۃ) اور اہل سنت و اجماعت کے علاوہ باقی فرقوں کو آپ ﷺ نے دو ذوقی فرمایا (ابو داؤد) حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ سے آیت کریمہ یَوْمَ نَبْیُّنَہُمْ وَّجُوْہُہُمْ تَصْرِیْحٌ مِّمَّی مَکِّی تو آپ ﷺ نے فرمایا جن کے چہرے قیامت کے دن روشن ہوں گے وہ اہل سنت

اہل سنت کے علاوہ کسی اہل بدعت کے نام میں نہ والجماعت ہے اور نہ اس سے مراد صحابہ کرام ہیں۔

حدیث دین :

قرآن پاک کی عملی تفسیر سنت تھی۔ اس سنت کے کمال عملی نمونے صحابہ کرامؓ تھے جو خدا اور رسول ﷺ کی زیر نگرانی تیار ہوئے۔ ان کے ذریعہ آپ ﷺ کی سنت پوری دنیا میں پھیل گئی۔ آپ ﷺ اکتاب ہدایت تھے اور آپ ﷺ کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) ستارے تھے ان کے ذریعہ دین و دنیا میں پھیل گیا۔ ان مقدسین کی مبارک زندگی جلد میں گزر چکی۔ ان کو یہ فرصت نہ ملی کہ آپ ﷺ کی سنت کو مدون و مرتب فرمادیتے لیکن یہ ایک اہم ضرورت تھی کہ جو دین قیامت تک کے لئے آیا ہے اس کو آسمان اور عالم قسم تریب میں پوری تحصیل سے مدون کر دیا جائے تاکہ قیامت تک کے مسلمان اپنے محبوب و پیغمبر ﷺ کی سنتوں پر آسانی سے عمل کریں۔ چنانچہ یہ کام صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے ہی آخری دور میں شروع ہو گیا اور دین کا سچا سرا سیدہ اہم ائمہ فاضلین بن حاتم ابو حنیفہ کوئی رحمہ اللہ کے سرمد حاد اور اس کی پیشین گوئی بھی ائمہ اکتاب و سنت میں موجود تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: هَٰؤُلَاءِ قَدْ عَوْذُوا مِنَّا فَمَا يَصْعَلُ لِمَن يَصْعَلُ مِنكُمْ مَن يَصْعَلُ وَلَمَّا يَصْلُحُوا فَلَمَّا يَصْلُحُوا يَصْلُحُ عَنِ تَقْصُدِ وَاللَّهِ الْعَظِيمِ وَاتَّقِمْ الْفُقَرَاءَ وَان تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَ كُمْ لَسْ لَا يَكُونُوا الْمُشْلَكِمْ۔ "ختم ہو تم لوگ! تم کو جلاتے ہیں کہ خراج کو اللہ کی راہ میں بھرتی ہو کوئی ایسا ہے کہ نہیں دتا اور جو کوئی نہ دے گا سو نہ دے گا آپ کو اور اللہ بے نیاز ہے اور تم حقان ہو اور اگر تم بھرتی کے تبدیل لے گا اور لوگ تمہارے سوائے بھرتی نہ ہوں گے تمہاری طرح کے۔ (احمد ۳۳) علامہ عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "یعنی اللہ تعالیٰ جس شکت اور مصلحت سے بندوں کو خراج کرنے کا حکم دتا ہے اس کا حاصل ہوتا ہے کہ تم ہر قصور میں "خارج" کیجئے تم اگر کمال کرو اور اس

کے حکم سے روگردانی کر دے گا تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم کھڑی کر دے گا تمہاری طرح پھیل نہ ہوگی بلکہ غلبت فراغ دلی سے اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کی راہ میں خراج کرے گی۔ ہر کیف اللہ کی شکت و مصلحت تو پوری ہو کر رہے گی بلکہ تم اس سعادت سے محروم ہو جاؤ گے۔ حدیث میں ہے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ دوسری قوم کون ہے جس کی طرف اشارہ ہوا ہے تو آپ ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: "اس کی قوم" اور فرمایا: "اللہ کی قسم اگر ایمان بڑا ہو جائے تو فارس کے لوگ وہیں سے بھی اس کو اگلا رہیں گے" اللہ اللہ صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے اس بے نظیر و بھرپور جوش ایمانی کا ثبوت دیا کہ ان کی جگہ دوسری قوم کو لانے کی نوبت نہ آئی۔ تاہم فارس والوں نے اسلام میں داخل ہو کر علم اور اخلاق کا وہ شہادہ عطا ہوا کیا اور انکی زبردست دینی خدمات انجام دیں جنہیں دیکھ کر ہر شخص کو ہمارا وقار کرنا پڑتا ہے کہ بے شک حضور ﷺ کی پیشین گوئی کے موافق یہی قوم تھی جو بوقت ضرورت عرب کی جگہ پر کھڑی تھی۔ ہزارا علماء و ائمہ سے قطع نظر کہ چپے چھا امام ائمہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا دور ہی اس پیشین گوئی کے صدق پر کافی شہادت ہے بلکہ اس بشارت عظمیٰ کے کمال اور اولین صدیق اہم صاحب ہی ہیں۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ امینین (اہل عرب) کے ذکر کے بعد ارشاد فرماتے ہیں: "اور ائمہ! اس رسول کو عرب کے علاوہ ایک دوسرے لوگوں کے واسطے بھی ہے ابھی نہیں ملے ہیں اور وہی ہے بلا زبردست شکت و طاقت یہ بڑائی اللہ کی ہے نہ تاج ہے جس کو ہاتھ اور اللہ کا فضل دیا ہے" (احمد ۳۳) علامہ عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "حضرت شہد صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں حق تعالیٰ نے پہلے عرب پیدا کئے اس دین کے خاتمے والے پیچھے حکم میں ایسے کمال لوگ اٹھے حدیث میں ہے کہ جب آپ ﷺ سے وახتر بن منہم لعا بالحقو اہیم کی نسبت سوال کیا گیا تو حضرت سلمان فارسیؓ کے شہد پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اگر طریقہ دین بڑا ہو جائے تو اس کی قوم فارس کا مراد وہیں سے بھی ملے گا کہ فتح ہلال الدین سیاحی رحمہ اللہ وغیرہ

نے تعلیم کیا ہے کہ اس پیشین گوئی کے لئے صدیق حضرت امام اعظم ابو حنیفہ
 النعمان رحمہ اللہ ہیں (تفسیر مکی حاشیہ ۷۱) چنانچہ اس پیشین گوئی کے مطابق سیدنا امام
 اعظم رحمہ اللہ نے دین کی تدوین فرمائی یہ کہ قرآن پاک میں اسلام کا دوسرا نام "دین
 حنیف" ہے جس کی تشکیل آنحضرت ﷺ پر "حکیم صلیہ کرام کے ذریعہ ہوئی اور
 تدوین میں اہل بیت کا شرف امام صاحب رحمہ اللہ کو نصیب ہوا اس لئے پوری امت میں
 باہم اتفاق آپ کی وضعی کلیت ابو حنیفہ قرار پائی یعنی دین حنیف کے پہلے ہوں۔ آپ کا اسم
 گرامی نفع ہے "دین بخیر رحمہ اللہ سے نفع کے تحت معنی لکھے ہیں۔ (۱) نفع نفع
 سے اسم مبالغہ ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حکیم بن کر اہم نفع فرمایا تو سب
 سے بڑی نفع کی تدوین جس سے ہوئی وہ واقعی اسم ہمسای نفع بن۔ (۲) نفع ایک
 گمان ہوتی ہے جس کی تائید وہ دور دورہ ہے جیسا کہ امام علی علیہ السلام کے ذریعے نبی
 ﷺ کی مامیت سنت کی تائید پوری دنیا میں پھیلی۔ کسی اور امام کا مذہب اس کا اثر
 عشرے بھی نہیں پھیلا اس لئے بھی آپ اسم ہمسای نفع بن۔ (۳) نفع اس فنون کو
 کہتے ہیں جس پر زندگی کا مادہ ہے جو جسم کے ایک ایک جمل تک پہنچتا ہے۔ آپ نے
 پیارے نبی ﷺ کی پیادری سنت کی ویسی تفصیل فرمائی کہ انسان کی پیدائش سے موت
 تک زندگی کے ہر چھوٹے بڑے مسئلہ کا حل سنت سے تلاش کر لیا۔ اس معنی میں بھی
 آپ نفع بن۔ نیز آپ کی فقہ بعد والوں کے لئے قوام کا نام دیتی ہے۔ امام مالک رحمہ
 اللہ امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ سب نے اس سے استفادہ کیا اس معنی
 میں بھی آپ اسم ہمسای نفع بن۔ آپ کا لقب امام اعظم ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فرمایا اعظم الناس تعصبا فی الاسلام اہل فارس لو کان الاسلام
 الثریا والفضا لہر حال من اہل فارس۔ (تاریخ ابو نعیم بحوالہ مقدمہ کتاب التعليم
 ص ۱۱۷) امام میں ہر حال اہل فارس کا ہے اور دین شریا ستارے میں بھی یہ کاغذ اہل
 فارس است لے آئیں گے۔ ظاہر ہے کہ جن کا اسلام میں نصیب امام ہے ان کا نام بھی

اعظم ہے صحابہ کے بعد سب نے آپ کو اعظم کہا اور دنیا میں "سوا اعظم" قرآن تک
 آپ کے مقابلین کا ہے۔

افترض رسول پاک ﷺ بدانت صحابہ نجوم بدانت اور شریا ستارے تک پہنچنے
 والے امام اعظم اہل سنت میں ہماری نسبت آفتاب بدانت کے ساتھ جڑی والجماعت
 میں نجوم بدانت کے ساتھ اور عقلی میں ستاروں تک پہنچنے والے شریا ہم نام کے ساتھ۔
 نبی پاک ﷺ دین کے لانے والے صحابہ (رضی اللہ عنہم) دین کے پھیلانے والے "ائمہ
 اربعہ رحمہم اللہ دین کے نکھوانے والے صحابہ نے یقیناً دین دین پھیلایا تو نبی والہ
 قادر اور رحمہم اللہ نے دین دین نکھوایا تو صحابہ والا قادر ہوا یہ نام اہل سنت
 والجماعت عقلی دین کے مدد سب کی تحصیل سند ہے جو مشاہد اور متواتر افعال پر مبنی ہے۔ نبی
 ﷺ کی سنت کو صحابہ نے مشاہد سے لیا اور اس پر قواعد سے عمل جاری ہوا۔ اور امام
 صاحب رحمہ اللہ نے صحابہ کا مشاہد فرمایا ان کے متواتر عمل کو انہوں میں مدون کر دیا
 اور محکم پوری دنیا میں اس کو متواتر کر دیا ہر جگہ سنت پر عمل جاری ہو گیا "بہس طرح ہمارا
 یہ نام رسول پاک ﷺ تک متصل سند ہے اسی طرح اس نام میں بدانت بھی ہے۔
 اہل سنت والجماعت ہر تہذیب چار دلائل شریعہ کو مانتے ہیں۔ کتاب اللہ سنت رسول
 اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور قیاس۔ اس نام میں چاروں دلیلوں کا ذکر ہے سنت میں اتفاق
 قرآن کے اور نہ تو عمل رسول خدا والا والجماعت میں افعال اور عقلی میں قیاس۔

فقہ حنفی کے چار اساس

کتاب سنت اجماع قیاس

اب اس متصل اور مستحکم مسئلہ کے بارے میں نام قبل اہل حدیث کا تبصرہ بھی پڑھ
 لیں۔ پروفیسر عبد اللہ بھٹو لکھتے ہیں "کس قدر افسوس کی بات ہے
 کہ بعض اہل سرزدی جو کفرین وہ تو اپنی نسبت اپنے نبی کی طرف کر کے بیعتی اور
 احمدی کہلاتے ہیں اور آپ مسلمان ہوتے ہوئے اپنے نبی کو چھوڑ کر اپنی نسبت امام کی

طرف کریں اور فتلی کھائیں۔ کیا یہ فتلی اور مرزائی ہی سے نہ رہے جنہوں نے م ازہم اپنی نسبت د اپنے ہی کی طرف کی "اصلی اہل سنت میں ۳۱ مزید ارشاد فرماتے ہیں:

"اصلی باپ کے ہوتے ہوئے پھر کسی اور کی طرف منسوب ہونا کس شریعت کا مسئلہ ہے جب حضور ﷺ ہمارے روحانی باپ ہیں تو باپ کو چھوڑ کر کسی اور طرف نسبت کرنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے باپ کا نہیں "یاد لفظ کار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اپنے باپ سے نسبت توڑتا ہے وہ کفر کرتا ہے نیز اس پر جنت حرام ہے (ص ۳ ملخصاً)

کرم قارئین! آپ نے عمل پلہریت کی تابانی دیکھی مگر یہ تمام فتلی "شافعی" فتلی "محدثین" فقہاء "مفسرین" اولیاء اللہ علیہ السلام کو چھوڑ چکے ہیں وہ عیسائیوں اور مرزائیوں سے بدتر ہیں ان میں سے کوئی بھی اپنے باپ کا نہیں وہ سب کافر ہیں "ان پر جنت حرام ہے۔ قرین جائزہ اس عمل پلہریت کے۔ تھوڑا سا سستا کر پھر فرماتے ہیں "اسلام کا کوئی ایسا شخص یا کوئی قسم ازہم سوشلزم و جہوت نہیں جیسا کہ شخصیت اور حنفیت بھی اسلام کی قسمیں نہیں۔ سوشلزم ہو یا جہوت "حقیقت ہو یا شافعییت" دہریت ہو یا برہوت "یہ سب اسلام میں اضافہ ہیں جن کا اسلام بالکل مشتمل نہیں" (ص ۳۳) حضرات! عمل پلہریت کی برکات دیکھئے اب دیکھیں کہیں مسلمان نظر آتا ہے؟

اختلاف اور امتیاز :

صحابہ کرام "میں اس پر اتفاق تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق "سب سے افضل ہیں اس لئے کوئی دوسری نہیں کھایا۔ ان کے بعد حضرت عمر "کے بارہ میں بھی اختلاف نہیں ہوا اس لئے کوئی تیسری نہ کھایا۔ حضرت عثمان "اور حضرت علی "کے بارہ میں کچھ اختلاف ہو گیا۔ جسور صحابہ حضرت عثمان کو حضرت علی سے افضل کہتے تھے۔ وہ امتیاز کے لئے عثمانی کھائے۔ جو حضرت علی "کو افضل کہتے تھے وہ علوی کھائے۔ بعض تابعین کا فتلی و علوی کھانا بخاری ص ۳۳۳/۳۳۴ بتا ہے۔ شاید پروفیسر صاحب ان کے بارہ میں بھی

فرماتیں گے کہ وہ نبی علیہ السلام کو چھوڑ کر ان سب فتلوں کے مستحق ہو گئے جن کا تجربہ حلیوں پر کیا ہے۔ قرآن پاک کی قراءتوں میں اختلاف ہوا تو امتیازی نام بخاری عام حرر اللہ کی قراءت اور امام ترمذ رحمہ اللہ کی قراءت رکھے گئے "اس کا کسی نے یہ مطلب نہیں لیا کہ یہ خدا کا قرآن نہیں "بخاری عام رحمہ اللہ کا کھڑا ہوا ہے۔ احادیث میں اختلاف ہوا تو کہنے لگے یہ بخاری کی حدیث ہے وہ ابو داؤد کی۔ اس پر بھی کوئی کفر کا گوند نہیں پھینکا گیا۔ بالکل یکساں عمل فقہ کے اختلاف کے وقت فتلی اور شافعی کھانے کا ہے۔ ہم عیسائیوں کے مقابلہ میں اپنے آپ کو مسلمان "اہل بدعت خوارج و معتزلہ کے مقابلہ میں اہل سنت اور شافعی کے مقابلہ میں فتلی کہتے ہیں۔ جیسے ہم بخاری کے مقابلہ میں اپنے آپ کو پاکستانی "سرحدی کے مقابلہ میں پنجابی "لاہوری کے مقابلہ میں اوکاڑوی کہتے ہیں۔ اوکاڑوی پنجاب اور پاکستان کو یکساں کر رہا ہے نہ کہ چھوڑ کر پنجاب پر و فیسر صاحب کا یہ عمل ہے کہ لفظ "یا" کا استعمال بھی صحیح نہیں جانا کہ یہ لفظ ایک شخص کے دو مہمان آتا ہے جیسے آج نو سہر ہے یا سہر "جیر ہے یا منگل۔ تو تھری ہے یا سوسوی "فتلی ہے یا شافعی اور یہ کہ تھوڑا اور مضحکہ خیز ہے کہ تو پاکستانی ہے یا پنجابی "آج نو سہر ہے یا منگل۔ تو تھری ہے یا فتلی۔ جو لوگ اردو کے ایک لفظ کا استعمال صحیح نہ کر سکیں وہ کتاب و سنت کو خاک سمیٹیں گے۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت و الجماعت کو دسوس "سے محفوظ فرمائیں۔ آمین یا اللہ العالین۔



تحقیق اور حق تحقیق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہمارا دین اسلام ! آج دنیا میں علمی پندرے پندرے کیوں ایسی آزاد روی اختیار کر لی ہے کہ جاہلیت تو صرف ایک ہی قدر تھی لیکن یہ آزادی نہت نے فتنوں کو جنم دے رہی ہے۔ جس کو دیکھو وہ دین میں تحقیق کا مدعی ہے اور بلا جھجک کہتا ہے کہ میں تحقیق کر رہا ہوں اس بات پر اسے برا قرار دے کر رد کر رہے۔

تحقیق کا معنی :

اس میں شک نہیں کہ دین اسلام ہی ایک تحقیقی دین ہے اور اس نے تحقیق کا علم دیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں : **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا جَاءْنَاكُمْ بِحَقٍّ مُّبِينٍ فَخَبِّرُوا أَن تَصِيبُوا قَوْلًا يَبْغِيَالَهُ فَتُصِيبُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَدِيمِينَ** (الحجرات ۶۱) "اے ایمان والو ! اگر آئے تمہارے پاس کوئی تمہارا خبر لے کر تو تحقیق کر لو کہیں جانتے ہو کہ وہ کونسی قوم پر بدگمانی ہے پھر کل کو اپنے گمے پر لگو پچھتے نہ"۔

شیخ الاسلام علامہ مصلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : "اکثر زعمات اور متعشات کی ابتداء بھونٹی خبروں سے ہوتی ہے اس لئے اول اختلاف و تفریق کے اسے سرپیشہ کو بند کرنے کی تعلیم دی گئی کسی خبر کو بھی جسے تحقیق قبول نہ کرے۔" علوم ہوا کہ دین دنیا میں سارے فسقات کی بنیاد ہم تحقیق ہے اگر دنیا میں ہے تحقیق باتوں پر عمل کرو گے

تو دنیا کا تصدق ہوا اگر اس میں ہے تحقیق باتوں پر عمل کیا تو دین پر ہوا ہو گا۔

تحقیق کا حق :

جس طرح دنیا میں ہر لڑکے میں اسی کی بات تحقیق ملتی جاتی ہے وہ اس فن میں کامل مہارت رکھتا ہو نہ کہ کسی لڑکے سے آتشاکی۔ مثلاً میرے ہوا ہرات کے پاس میں ماہر ہر ہری کی تحقیق ملتی جائے گی نہ کہ کسی سوہی کی "سوئے کے ہارہ میں ماہر بنار کی تحقیق ملتی جائے گی نہ کہ کسی کسار کی اور قانون میں تحقیق بات ماہر قانون دان کی ہو گی نہ کہ کسی مداری کی۔ اسی طرح دین میں بھی دین کے ماہرین کی تحقیق ملتی جائے گی نہ کہ ہر گھوڑا تڑاؤ کی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جس طرح تحقیق کا علم دیا یہ بات بھی واضح فرما دی کہ تحقیق کا حق کسی کس کو ہے ؟ فرمایا :

وَإِذَا جَاءَ خَبْرٌ مِّنَ الْأُمَمِ أَنِمَا اخْتَفِإَ إِذَا عُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الْمُرْسَلِ ذُوقُوا عَذَابَ الْغَيْثِ لَنَسْتَبْلِطُونَهُ مِنْهُمْ لَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ لَازَلْتُمْ عَلَيْهِمُ الشُّبُهَاتِ الْآفَلِيلَةَ (النساء ۸۳) اور جب خبر کے پاس پہنچے کہ کوئی خبر اس کی یاد کی تو اس کو مشورہ کر دیتے ہیں اور اگر اس کو پتہ چلا دیتے رسول تک اور اپنے حکموں تک تو تحقیق کرتے اس کو جان میں تحقیق کرنے والے ہیں اس کی اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تو ہر اور اس کی مہربانی تو ایستہ تم بھیجے ہو لیکن شیطان کے حکم تو نہ۔

شیخ الاسلام علامہ مصلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "یعنی ان مبتغوں اور کم سمجھ مسلمانوں کی ایک قربانی یہ ہے کہ جب کوئی خبر آتی ہے تو اس کو بلا تحقیق کے مشورہ کرنے لگتے ہیں اور اس میں اکثر نقصان اور فساد مسلمانوں کو پیش آتا ہے" مصلیٰ رحمہ اللہ مصلیٰ کی فرض سے اور کم سمجھ مسلمان کم فہمی کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔ کہیں سے کوئی خبر آئے تو چاہئے کہ اول پتہ چاں میں سردار تک اور اس کے محبوبوں تک "جب وہ اس

خبر کی حقیق اور تسلیم کر لیں وہ ان کے کہنے کے موافق اس کو کہیں نقل کریں اور اس پر عمل کریں۔ "اس قیمت کریم میں اللہ تعالیٰ نے حقیق کرنے کا حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بعد اہل استنباط کو دیا ہے جن کو اصطلاح میں "مجتہدین" کہتے ہیں۔

اہل استنباط :

استنباط عربی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو پائی زمین کی وہ میں پیدا کر کے حرام کی گھڑوں سے بچا دیا تھا ہے اس پائی کو کنوئیں وغیرہ بنا کر نکل لیا کہ اللہ تعالیٰ نے اختار اور فقہ کی ایسی عام میں عمل دی کہ ہر شخص آسانی سے سمجھ جائے۔ یہ مثل اے کہ پہلی بات تو یہ سمجھا دی کہ انسانی زندگی کے لئے جتنا پانی ضروری ہے کہ اس کے بغیر نہ مضمون فصل "نہ پکڑے صاف" نہ کھلا کھلا اسی طرح اسلامی زندگی کے لئے فقہ ضروری ہے "مطلوبات ہوں یا مصلحتات" اختصاریات ہوں یا سیاسیات حدود ہوں یا تعزیرات "فرض زندگی کا کوئی شبہ ایسا نہیں جس میں فقہ کی رہنمائی کی ضرورت نہ ہو۔ دومری بات یہ سمجھا دی کہ فقہ اور استنباط کسی شخص کی ذاتی خواہش کا کام نہیں۔ جس طرح زمین کی وہ میں جو پانی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے نہ کہ اس انسان کا جس نے کنوئیں کھود کر اس کو نکل لیا۔ جب بھی کوئی آدمی کسی کوئی کنوئیں کا پانی پیتا ہے تو اس عقیدے سے کہ اس پانی کا ایک ایک قطرہ خداوند قدوس کا پیدا کیا ہوا ہے۔ ایک قطرہ بھی اس مسزئی نے پیدا نہیں کیا۔ اس نے صرف اپنی امت اور دوزاری کی وہ سے اس کو ظاہر کر دیا ہے تاکہ خلق خدا مستفید ہو "اسی طرح مجتہد دین کے ہر ایک مساکین کو اصول فقہ کی وہ سے حرام کے سامنے ظاہر کرتا ہے تاکہ خدا اور رسول کے ان مساکین پر حرام کے لئے عمل کرنا آسان ہو جائے۔ اسی لئے اصول فقہ میں ہر مجتہد کا ایک ہی اعلان ہوتا ہے "فقیہاس مظہر لامشیت" کہ تم قیاس کی وہ سے کتب و سنت کی وہ میں پوشیدہ مسئلے کو صرف ظاہر کرتے ہیں۔ خاشا و کلاً ہم ہرگز کوئی مسئلہ

وہی ذات سے مگر کر کتاب و سنت کے ذریعہ نہیں لگتے۔ تیسری بات یہ سمجھا دی کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے جب زمین پیدا فرمائی اسی دن سے یہ پانی اس کی وہ میں پیدا فرما دیا البتہ اس کا کھانا ضرورت کے مطابق ہوتا رہا کسی علاقہ میں کنوئیں چار ہزار سال پہلے بن گئے کسی ملک میں چار ہزار سال بعد لیکن جہاں بھی پانی نکلا کیا وہ خدا ہی کا پیدا کردہ پانی تھا۔ کوئی محل مندہ نہیں کہ سکلا کہ جن علاقوں میں پہلے پانی نکلا تھا وہ خدا کا پیدا کردہ تھا اور جن علاقوں میں بعد میں کنوئیں بنائے گئے وہ بعد میں کسی انسان کا پیدا کردہ تھا۔ پہلی صدی میں آنکہ ارباب رحمہم اللہ نے جو اختلاوات فرمائے وہ بھی کتب و سنت ہی کے مسائل کا بیان اور تفصیل تھی۔ فرق صرف اس قدر رہا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مہارک زندگی میں جہاد میں گزر گئیں۔ اس لئے انھوں نے فقہ قادیہ کو اس کی عمل تفصیل اور تدوین کا موقع نہ ملا۔ یہ سہولت آنکہ ارباب رحمہم اللہ کی قسمت میں تھی کہ کتب و سنت کے ظاہر اور پوشیدہ مسائل کو چوری تشریح اور تفصیل کے ساتھ قلیلت آسان اور عام فہم ترتیب سے دون فرما دیا تاکہ قیامت تک کے مسلمانوں کو کتب و سنت پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔

خلاصہ :

جس طرح ایک شخص نے کنوئیں نکالیا اور ہزاروں لوگ اس میں سے پانی پی رہے ہیں وہ وضو اور غسل کر کے نمازیں ادا کر رہے ہیں گناہ کا پکا ہوا رہا ہے۔ اب کوئی شخص یہ ضرور چاہے کہ اس کنوئیں کا تعداد نام چودری نواب دین کا کنوئیں ہے اس لئے اس میں جہاں ہے وہ خدا کا پیدا کیا ہوا نہیں بلکہ یہ پانی چودری نواب دین کا پیدا کیا ہوا ہے۔ چودری نواب دین خدا کا شریک بنا بیٹھا ہے جو لوگ اس کنوئیں سے پانی پیتے ہیں وہ مشرک ہیں نہ ان کا وضو صحیح ہے نہ غسل۔ نہ نماز درست ہے نہ روزہ تو کیا کوئی محل ملنا آدمی اس کی خرافات پر کان دھرے گا؟ یہی محل میل ہے کہ آنکہ مجتہدین رحمہم

اللہ نے کتب و سنت کے مسائل کو ظاہر کر دیا اور کونہیں کی شکل دے دی۔ مقلدین ان مسائل کے موافق لازم، رد، وجہ، ذوقہ، جملہ و فیہو اعلیٰ میں مصلوب ہو گئے۔ ہمارے غیر مقلد دوست بھی دیکھتے ہیں کہ یہ پانی خدا کا پیدہ کیا ہوا نہیں، دوتہ اس کے برابر تھکرے پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا دھکے، بھی یہ کہتے ہیں کہ ساری مٹری کی کونہیں کے پانی سے وضو کرنا یہ تو حلیہ منہی ہے، یہ شرک ہے۔ ہر لازمی کافر یہ کہ جبری لازم کا وضو اپنے گھر کے ٹنگے سے کہ، مختصر کا وضو دوسرے ٹنگے کے ٹنگے سے، مصر کا وضو دوسرے صوبے کے ٹنگے سے، مغرب کا وضو دوسرے ملک کے ٹنگے سے اور مثلاً کا وضو دوسرے جہان کے ٹنگے سے دوتہ ایک ہی ٹنگے سے سب لازموں کے لئے وضو کرنا گویا حلیہ منہی ہے اور شرک ہے۔ اہل سنت و اہل بات کہتے ہیں کہ جب ہم کونہیں کے حلق ہیں تو جس کونہیں کا پانی آسانی سے دستیاب ہو ہائے ساری مٹری ایک کونہیں کا پانی پینا، اسی کے پانی سے ساری مٹری کھانا پینا، اسی کے پانی سے ساری مٹری وضو کرنا بالکل درست ہے، اس کو شرک کہہ کر تمام مسلمانوں کو مشرک بتا دین کی کوئی خدمت نہیں۔

آدم بر سر مطلب :

استبلا کا معنی واضح کرنے کے بعد ہمارا اصل ہمت کی طرف توجہ کرتے ہیں کہ دین میں تحقیق کا حق صرف دو امتوں کو ہے، رسول اللہ ﷺ اور مجتہد۔

رسول اللہ ﷺ کا مقام :

رسول دین میں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں گزرتا بلکہ وہ اللہ ہی کا پیغام اللہ کے بندوں تک پہنچاتا ہے اور صرف پہنچاتا ہی نہیں اسے سکھاتا بھی ہے۔ اس کی مشیت معظم کی بھی ہے وہ اپنے قول، فعل اور تحریر سے اس پیغام کی تشریح کرتا ہے۔ وہ صرف مبلغ اور معلم ہی نہیں، متین بھی ہے۔ خدا کی عمرانی میں اس کی وہی کی تشریح کرتا ہے۔

پانی اور سخت کچھ بھی ہے کہ احکام الہی کو بخند کرتا ہے، اس کی پوری زندگی وحی کے مطابق واصل ہونے کی وجہ سے پوری کائنات کے لئے اسوہ حسنہ ہے، روہین کے بر فیضے میں مصوم ہے۔ یہ وہ حقیقت اللہ تعالیٰ کا است بڑا فضل اور مہربانی تھی کہ اپنی پاک وحی کی تشریح اپنی عمرانی میں مصوم و بظہر ﷺ سے کروا دی تاکہ بندوں کے لئے خدا کے احکام کے سمجھنے اور عمل کرنے میں کسی پریشانی کا سامنا نہ ہو جائے، وہ حقوق بندگی پر اسے اطمینان کے ساتھ ادا کر سکیں لیکن شیطان، دوا، آدم کے گمراہ کرنے کی حکم کھان کر لیا تھا اس نے کتنے لوگوں کو اپنے پیچھے گالیاں کیں خدا اور بندوں کے درمیان رسول کا واسطہ بنیاد ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان کے اور بعضی رسول کا ہوتا ہے۔ خدا کے کلام کو پہنچانا اس کلام ہے، سمجھنا ہمارا اپنا کام ہے، وہ لوگ دین کے نام پر لوگوں کو بے دین کرنے لگے اور شیطان کے پیچھے لگ کر یوں کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ حلق ہے، اگر اس کے کلام کو بھی مان لیا تو گویا حلق کو خدا کے برابر مان لیا اور یہ شرک ہے۔ چنانچہ و بظہر پاک ﷺ سے منہ موڑ کر اپنی ذہنی سطح کے موافق اور اپنی خواہشات نفسانی کے موافق ایک نیا اسلام گھڑ لیا۔ اس نئے اسلام کو خدا کا اسلام اور اصلی اسلام کو رسول اللہ ﷺ کا گھڑا ہوا اسلام قرار دیا اور اپنا نام ”اہل قرآن“ رکھ لیا۔ وہ لوگ اپنی ہر خواہش کو قرآن کا نام دیتے ہیں۔ جن کا گھر چنے کے در سے پہلے کوئی تہذیب قرآن نہیں وہ قرآن کے مالک ہیں چیتھے اور پوری امت کو رسول اللہ ﷺ سمیت شکر قرآن قرار دیا۔ بھولے بھالے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ یہ لفظ ہے کہ اہل قرآن یا فرقہ ہے بلکہ جب سے قرآن ہے اسی وقت سے اہل قرآن ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ جب قرآن چاقو اہل قرآن بھی ہے، تم قرآن کو سچاؤ کہ اہل قرآن کو بھونٹا نہیں کہہ سکتے، پہلے معاذ اللہ قرآن کو بھونٹا کو بھر اہل قرآن کو بھونٹا کہہ لیا۔ سب اہل قرآن کی خرافات جس کو وہ قرآن کے نام سے پیش کرتے ہیں لفظ ثابت کیا جاتا ہے، تو فوراً جان چھڑا جاتے ہیں ہم اس کو نہیں مانتے، ہم صرف قرآن کو مانتے ہیں۔ اگر آج کے اہل قرآن کو ماننا ضروری ہو تو رسول پاک

ﷺ کو ہی مان لیتے ہیں کہ یوں چھوڑتے۔ اس طرح وہ پہلی غلطی بچا دیتے ہیں اور جان بھی بچاتے ہیں۔ قرآن پاک سے خود اس طرز کو انہیں شیطان قرار دیا ہے نہ کہ اتباع قرآن۔

مجتہد کا مقام :

مجتہد شریعت ساز نہیں ہوتا شریعت وہاں اور ماہر شریعت ہوتا ہے۔ وہ اگرچہ معصوم نہیں ہوتا لیکن مصلحتوں میں نہیں ہوتا کہ اس کے اجتہاد کو کوئی مصلحت کرے کہ نگہ وہ اپنے برابر اجتہاد میں ماہر ہو جائے۔ اگر وہ صواب اور غلطی کو اپنے ذہن و دماغ میں دیکھ رہا ہے ورنہ ایک اجڑا کلاہ اور یہ مقام امت میں مجتہد کے علاوہ کسی کو نصیب نہیں کہ اگر وہ خطا پر بھی اصرار کا وہ ہو۔ مجتہد کے منصب کی وضاحت استنباطی تشریح میں ہو چکی ہے۔ یہی دو امتیں دین میں تحقیق "تشریع اور تحصیل کی حق دار ہیں" یہی دو امتیں دین کی سرکار ہیں۔ یہ بھی اہل عقل کا بڑا فضل اور مہربانی ہے کہ تحقیق اور اجتہاد کا یہ کام جیسے جیسے مشیغوں کے کندھوں پر نہیں ڈالنا بلکہ مجتہدین کی تحقیق، عمل کرنے کا کام دے کر ایک طرف دین کو تامل کی طرف سے بچا لیا، دوسری طرف ہمیں اطمینان اور یقین کی دولت سے نوازا کہ ہمیں پرانا اطمینان ہے کہ مجتہد کی رہنمائی میں گیا ہوا عمل یقیناً بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہے اور ایک اجڑا کلاہ یا تحقیق سے دور دوسرے اجڑا کلاہ کی رحمت و وسعت سے امید ہے لیکن خدا کے فضل اور مہربانی کی بھی بھلی نگوں نے قدر نہ کی اور مجتہدین سے انکسرت کر کے اپنی کم فہمی اور کج فہمی سے دین کی نئی نئی تشریحات شروع کر دیں۔ مجتہد کے بارہ میں خدا اور رسول ﷺ نے یہی بتایا تھا کہ وہ خدا اور رسول کا مسئلہ ہی بتاتا ہے لیکن ان حضرات نے اس کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ مجتہد خدا اور رسول ﷺ کے خلاف منکے بتاتا ہے۔ مجتہد کی تقلید "شور لا فنی" امر مسالت ہے۔ تمام فنی، شافعی، مالکی اور حنبلی مشرک ہیں۔ ائمہ گرام نے دین کے

نگوڑے کر اٹھے ہیں۔ ائمہ مجتہدین و حنبلہ ائمہ کو چھوڑ کر اپنی اپنی حدیث عکس کا اتباع شروع کر دیا اور ہم "ادبیات" رکھ لیا اور اپنے ہاتھوں کی طرح کھینے لگے کہ اہل حدیث یا فرقہ نہیں۔ جب سے حدیث ہے اسی وقت سے اہل حدیث ہیں۔ جب کہا جائے کہ غلط و گورہ کے دور سے پہلے کسی حدیث کی کتب کا ترجمہ یا معانی یا شرح ہی کسی غیر مقلد کی دکان میں تو نہیں دکانا سکتے۔ یہی نہیں کہتے ہیں کہ جب حدیث کی تو اہل حدیث بھی کہتے ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جب تم قرآن کو پچھانے ہو لیکن میں اہل قرآن کو چھوڑتا ہوں تو پھر یہ کیوں درست نہیں کہ حدیث بھی ہو مگر آج کے اہل حدیث جیسے ہوں۔ علاوہ حدیث کی جتنی کتابیں آج بھی ہیں وہی مجتہدین کی کہیں ہوئی ہیں یا مقلدین کی؟ ان کا ذکر طبقات منیہ، طبقات مالکیہ، طبقات شافعیہ اور طبقات حنبلیہ میں ہے۔ کسی محدث یا مورخ نے طبقات غیر مقلدین و جہالت مخبرین حدیث نامی کوئی کتب لکھی ہیں۔ حدیث کی ایک بھی مستند کتب نہیں جس میں وضع اور اجتہاد کے ماننے کو حرام یا شرک قرار دیا ہو۔ فقہ کے ماننے سے منع کیا ہو۔ اس کے موافق کے بارہ میں صرف ایک ہی مستند حوالہ پیش کیا جاسکے کہ کسان لا یجتہدوا ولا یقلدوا کہ نہ اس میں اجتہاد کی اہلیت تھی نہ تقلید کا تاوان لے لے غیر مستند قول۔

اہل کا مقام :

رسول ﷺ اور مجتہد کے علاوہ کسی کو کتاب و سنت میں تحقیق کا اہل قرار نہیں دیا گیا جب وہ ان اہل کے قواسم کا کام اہل کی تقلید ہے نہ کہ اہل ہو کر دین کی غلط تشریح کرنا۔ رسول اللہ ﷺ سے کسی سائل نے قیامت کے بارہ میں سوال کیا "فرمایا" جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کر۔ سائل نے عرض کیا حضرت! امانت کس طرح ضائع ہوتی ہے؟ فرمایا "جب کوئی امر یا باتوں کے چھوڑ کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کر (بخاری ج ۱ ص ۱۱۳)

آپ ﷺ نے کبھی حاکم حقیقت کا انکشاف فرمایا۔ کیا جب وہ انکری نے وکیل تعلق شراب کر رہی تھی؟ لڑائی پر قیامت نہیں آجائے گی؟ جب مرنے کی جانچ ناریوں کی جانب شمار آتے تھے تو قیامت نہیں آجائے گی۔ اسی طرح جب دین کی تشریحات داخل کریں گے تو کیا دین پر قیامت نہ آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دین کا علم کتاب و سنت کے الفاظ میں اٹھایا جائے گا، بلکہ کتاب و سنت میں رہے گی اگر اس کے علاوہ اٹھائے جائیں گے یہاں تک کہ کوئی باقی نہ رہے گا تو لوگ نادانوں کو اپنا دینی پیشوا بنالیں گے، وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے، خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے، صحیح بخاری ص ۱۲۰ اور ان کے اصل علماء مجتہدین ہی ہوتے ہیں بعد کے علماء نقل ہیں۔ جو ناجانی ہو کہ خود اجتہاد پر اثر آتے ہیں، وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ اگرچہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے اس گمراہی کا نام خود غیبت سارکہ لیا جائے، جیسے افکار حدیث کی گمراہی کا نام اہل قرآن رکھ لیا گیا۔ سرف نام بدلنے سے حقیقت تو نہیں بدلتی۔ کیا قریف القرآن کا نام تحسیم القرآن رکھنے سے حقیقت بدل گئی؟ تمہارا بازی کا نام تنقید ساخت رکھ لینے سے حقیقت بدل گئی؟ اگر نہیں۔ جس طرح اہل قرآن برقائق و فائز سے علم کو قرآن کے سمجھنے سمجھانے کا حق و نیت ہیں مگر یہ معصوم ہے یہ حق چھیننا چاہتے ہیں اسی طرح اہل حدیث برقائق و فائز اور ہر باطلی کندہ و فائز کو اجتہاد کا حق دیتے ہیں مگر انہیں مجتہدین جن کا مجتہد ہونا بالکل شرعی یعنی اجماع امت سے ثابت ہے اور وہ یقیناً اپنے ہر فیصلے میں مایور ہیں ان سے یہ حق چھیننا چاہتے ہیں۔ اہل قرآن اور اہل حدیث کا ایک ہی مشن ہے کہ لوگ نبی معصوم اور مجتہد مایور کو چھوڑ کر جانوں کو اپنا دینی پیشوا بنالیں جو خود گمراہ ہوں اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں۔

تحقیق یا متازعت :

عام طور پر اہل قرآن کہتے ہیں کہ محمد بن معصوم نہ تھے ہم تحقیق کر کے ان کی عقلی کو لٹلی اور صحیح بات کو صحیح کہتے ہیں اور اہل حدیث کہتے ہیں کہ مجتہد بن معصوم تو میں تھے ہم تحقیق کر کے ان کے خلاف اور صحیح اجتہاد کی جانچ کرتے ہیں۔ اس میں پہلی بات صحیح ہے مگر بات دوسری ہے جیسے محمد بن معصوم نہیں۔ اہل قرآن بھی معصوم نہیں اور جس طرح مجتہد بن معصوم میں اہل حدیث بھی معصوم نہیں مگر یہ بات معصوم اور غیر معصوم کی نیما بات اہل اور باطل کی ہے۔ محمد بن اپنے من میں اہل ہیں اور اہل قرآن خواہ اپنی جماعت میں کہتے ہوئے معصوم ہوں جیسے محمد اسلم جزا پھوری سابق الحدیث، غلام احمد ریدہ سابق اہل حدیث لیکن محمد بن کے سامنے فن حدیث میں باطل ہیں ان کی باتوں کو تحقیق نہیں کرنا چاہئے گا بلکہ باطل کی متازعت کرنا چاہئے گا جو شرعاً مکہ کی رو ہے۔ اسی طرح مجتہدین اور غیر مقلدین میں یہ فرق نہیں کہ مجتہدین غیر معصوم ہیں اور غیر مقلدین معصوم ہیں بلکہ فرق یہ ہے کہ وہ لوگ باطل امت اہل اجتہاد سے ہیں اور یہ لوگ باطل امت باطل ہیں اس لئے ان جانوں کا مجتہد بن سے اجتہاد اگرچہ وہ اپنی جماعت کے بڑے آدمی ہوں ایسے محمد بن و فائز بھی جس کی طرف نسبت کر کے اہل حدیث اپنے آپ کو محمد بن کہتے ہیں، لیکن اجتہاد میں وہ باطل ہیں۔ مجتہدین کی مخالفت کا کام تحقیق نہیں بلکہ جانچ کی مزاحمت ہے۔ رسول القدس ﷺ جب بیت لینے تو اس میں ایک سے حد لینے لانا سازع الامر اعلیٰ کہ ہم اہل امر سے متازعت نہیں کریں گے۔ عجیب بات ہے اتنی جرات تو کئے مگر بن حدیث بھی نہیں کرتے کہ حدیث جس کو متازعت قرار دے یہ اس کا کام تحقیق رکھیں۔

ثواب یا گناہ :

یہ تو آپ پر چڑھ چکے ہیں کہ مجتہد سے اگر غلامی ہو جائے تو اسے اجر ملتا ہے لیکن

قابل کا معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے اگر وہ صحیح بات بھی ہائے تو اسے اجر کی بجائے گنہہ ہو گا۔ رسول اللہ ﷺ اور شاہ فرماتے ہیں جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے سے بات کی وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے (ترمذی) اور فرمایا جس نے قرآن میں اپنی رائے لکھی اور درست بات بھی لکھی تو وہ بھی گنہگار ہے (ترمذی)۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ مجتہد ہر اجتہاد میں جرح پا ہے مگر اس کا اجتہاد درست نکلا تو دوجرح کا مستحق ہے" ایک اجر اجتہاد کا دوسرا اصلیت کا اور اگر اجتہاد خطا نکلا تو بھی ایک اجر اجتہاد کا لئے گا۔ پھر جو ہائل ہو اس کو اجتہاد سے حکم کرنا کسی حال میں جائز نہیں بلکہ وہ گنہگار ہے۔ اس کا حکم ہلکا بھی نہ ہو گا۔ اگرچہ حق کے موافق ہو یا مخالف کیونکہ اس کا حق کو پایا محض اتفاق ہے کسی اصل شرعی پر مبنی نہیں۔ پس وہ تمام احکام میں گنہگار ہے۔ حق کے موافق ہوں یا مخالف اور اس کے نکلنے ہوئے تمام احکام مردود ہیں اس کا کوئی مدد شرعاً مقبول نہیں وہ دوزخی ہے (شرح مسلم ص ۹۷/ج ۱۲) افسوس ہے کہ اہل قرآن اور اہل حدیث نے اس سے زیادہ نہیں کا ٹھکانہ دوزخ کے سوا کہیں نہیں قائم تحقیق رکھا ہوا ہے اور اس کو عمل بالقرآن اور عمل باللہ سے کہتے ہیں۔

نجات یا ہلاکت :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔ فرمایا: نجات دینے والی یہ ہیں "چھپے اور ظاہر ہر حال میں خدا سے ڈرنا خوشی یا غم یا تنگی ہر حال میں حق بات کہنا" امیری ہو یا فقیری ممانہ روی اختیار کرنا اور ہلاک دہرہ کرنے والی یہ ہیں اپنی خواہش نفس کے پیچھے چلنا، بخل کرنا، اپنی رائے پر نظر کرنا، فرمایا میں میں سے یہ (آخری اسب سے بڑی منسلک ہے (محکوۃ) بلکہ جو اپنی رائے پر اترتے ہیں ان پر ہدایت کا دروازہ ہی بند ہو جاتا ہے (محکوۃ) حضرت شیخ عبدالغنی مہدی مدنی رحمہ اللہ اعصاب کمال ذی

راہی ہر لہجہ پر حضرت علامہ قاری سی رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں اس میں غیر نظر الی الکتاب والسنة واجتماع الامة والقیاس علی اقوی الادلة وترك الاختلاف بنحو الائمة الاربعة (عاشیہ ابن ماجہ ص ۲۸۰/ج ۳) یعنی اولہ اربعہ اور اگر اربعہ کی اقتداء چھوڑنے والا اس حدیث کا صمد حق ہے اور وہی ہلاکت میں مگرنے والا ہے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ دین میں تحقیقی بات صرف وہی ہے جو اولہ سے بواسطہ اثر طوبت ہو، جس بات پر ان کا اہتمام ہو گا وہ نجات کا حلقہ ہے اور جس پر ان کا اکتساب ہو گا وہ رستہ واسعہ ہے۔

اندھی تقلید :

آج کل بعض لوگ یہ طعن دیتے ہیں کہ یہ تو اندھی تقلید ہے۔ افسوس ان سے پہلے ان کو اندھی تقلید کا معنی بھی نہیں آتا۔ اندھی تقلید اس کو کہتے ہیں کہ اگر ما اندھے کے پیچھے چلے تو وہوں کسی کھائی میں گر جائیں گے۔ یہ اندھی تقلید ہے اور اگر اندھا آنکھ والے کے پیچھے چلے تو وہ آنکھ والا اس اندھے کو بھی اپنی آنکھ کی برکت سے ہر کھائی سے بچا کر لے جائے گا اور حریف تک پہنچا دے گا۔ اگر مجتہدین حق اللہ انہ سے نہیں عارف بہرہ ہیں "اہل اندھی تقلید ان کے ہلی ہے کہ خود بھی اندھے ہیں اور ان کے پیچھا بھی اجتہاد کی آنکھ نہیں رکھتے اور اندھے ہیں۔ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا جو جاہل کو دینی بیٹھا دے وہ جاہل خود بھی گمراہ ہے اور اپنے سامنے والے کو بھی گمراہ کرے گا یہ اندھی تقلید ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پیچھے معصوم اور ہمیشہ بخیر کی تحقیق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور سب مسلمانوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

پاک و ہند میں

اسلام کون لائے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی جدیت کے لئے حضراتِ انبیاء و صلعم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا۔ سب سے پہلے نبی ابوالہریرہ آدم علیہ السلام تھے اور سب سے آخری نبی سید المرسلین خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے صاحبِ شریعت ظہور فرمائے۔ ان کی شریعتوں کی مثال موسیٰ پھولوں کی سی تھی۔ جیسے گرنی کے موسم کا پھول گرنی میں تو خوب مبارک لگتا ہے لیکن سردی میں لگتا جاتا ہے اور فتح ہو کر سردی کے موسم کے پھول کے لئے جبکہ خانی کر دیتا ہے۔ ہاں رسول اقدس ﷺ کی شریعت سدا یدار پھول کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہر موسم ہر رنگ اور ہر دور میں اس کی روشنی بامقنی اور چرمقنی ہی چلی آئی ہے اور قیامت تک بامقنی اور چرمقنی چلی جائے گی۔ یہی وہ پھول ہے جس کی قسمت میں لگنا اور مرنا کا نہیں ہے۔

لہذا ہم آج کل خدا اور چہ رنگ و بو دار

کو مرنا پر جیسے سمجھتے آہ دار

ای طرح پہلے انبیاء و صلعم السلام ایک ایک قوم یا ایک ایک علاقے کے نبی تھے مگر آنحضرت ﷺ کو مائیکم نبوت سے نواز کر رعیتِ عالمین نے گریبا کیا۔

کریا پہلے انبیاء و صلعم السلام کی مثال چراغ کی سی تھی جو ایک کئی یا ایک کئی کئی کو روشن کر سکتے ہیں لیکن ساری دنیا کو آفتاب عالمیتابی روشن کر سکتا ہے چنانچہ اس آفتاب کے طلوع کے بعد نہ تو رات کے چراغ کی ضرورت باقی رہی نہ زبور کی لائیں کی اور نہ ہی انجیل کی روشنی کی۔

رات عمل میں ہر ایک ماہ پارہ گرم لاف تھا

صبح دم خورشید ہو نکلا تو مطلع صاف تھا

رسول اللہ ﷺ کا دینِ کامل عالمگیر اور ناقیامت رہنے والا ہے۔ اس لئے اس میں سے جتنی آمد، قوامی اس کے لئے اجتہاد کی محتاج نہ رہی گئی۔ اجتہادی مسائل میں وہ اھلِ خود کتاب و سنت سے اجتہاد و امتداد کی حیثیت نہ رکھتا ہو وہ مجتہد کی رہنمائی میں کتاب و سنت سے اجتہاد و امتداد کی حیثیت نہ رکھتا ہو وہ مجتہد کی رہنمائی میں کتاب و سنت سے اجتہاد و امتداد کی حیثیت نہ رکھتا ہو وہ اجتہادی مسائل میں مجتہد کی تقلید کرے اس کو غیر مقلد کہتے ہیں۔

دور نبوت :

آپ ﷺ کے زمانہ مبارک میں غروی مسائل کا حل دریافت کرنے کے تین طریقے تھے :

(۱) جو لوگ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے وہ براہِ راست آپ ﷺ سے مسئلہ دریافت کر لیتے۔

اسے لکھتے تو جواب پر سوال

مشکل از تو حل شود ہے تحمل و تحمل

(۲-۳) جو لوگ حضرت محمد ﷺ سے دور ہوتے ان میں کوئی خود مجتہد ہو کر اپنے جہلِ اہلِ امتداد میں اجتہاد کر لیتا اور اگر خود مجتہد نہ ہو کر اپنے علاقہ کے مجتہد کی تقلید کر لیتا جیسے یمن میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اجتہاد کرتے اور باقی تمام

اہل یمن ان کی تہذیب منہی کرتے۔ حالانکہ وہ اہل یمن خود عربی و ان سے مکر مسائل ابتداء میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی تہذیب منہی کرتے تھے۔ پورے دور نبوت میں ایک مسلمان کا نام بھی پیش نہیں کیا جاسکتا جس کے بارہ میں یہ ثابت کیا جاسکے کہ کمان لا بہتھند ولا یقلد احدہا (کر نہ وہ اجتہاد کی اہلیت رکھتا تھا اور نہ کسی کی تہذیب کرتا تھا) اس دور میں ایک بھی غیر مقلد نہیں تھا۔

دور صحابہ :

آپ ﷺ کا وصال اللہ میں ہوا تو آپ لوگ پہلے طریقے سے محروم ہو گئے۔ آپ ﷺ سے براہ راست آپ مسئلہ نہیں پوچھا جاسکتا تھا اس لئے آپ فردی مسائل کے حل کے لئے دوسری طریقے وہ گئے کہ اجتہاد کر کے اور عامی تہذیب۔ چنانچہ دور صحابہ میں مکر نہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مدینہ منورہ میں حضرت زید بن جابر رضی اللہ عنہما اور کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تہذیب منہی ہوئی تھی۔ ان صحابہ کے ہزار ہا تلامذہ یا ذکر و میل کتب حدیث میں موجود ہیں اور سب لوگ بلا غلطی و میل ان فتویٰ پر عمل کرتے تھے۔ اسی کو تہذیب کہتے ہیں۔ دور صحابہ تابعین اور تبع تابعین میں ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو اہل سنت ہو اور غیر مقلد ہو۔ اس کے بارہ میں یہ شائد ہو کہ نہ مجتہد تھا نہ مقلد تھا بلکہ غیر مقلد تھا۔ جس طرح اس غیر القرون میں کوئی شخص اہل قرآن بمعنی مکر نہ حدیث نہیں تھا۔ اسی طرح ایک بھی شخص اہل حدیث بمعنی مکر نہ تہذیب نہ تھا۔

عالمگیریہ :

چونکہ آپ ﷺ کا دین عالمگیر تھا اس لئے آپ نے قیصر و کسریٰ کو خط لکھے۔ روم، شام اور یمن وغیرہ کی فتح کی پیشین گوئیاں فرمائیں اور وہ پوری ہوئیں۔ اسی طرح آپ ﷺ نے یہ پیشین گوئی بھی فرمائی کہ ینہذہ الامۃ

بعث النبی السند والہند (مسند احمد ص ۳۶۹/ج ۱۲) یہ امت سندھ اور ہند پر حملہ کرے گی۔ چنانچہ ۹۲ھ میں محمد بن قاسم رحمہ اللہ لشکر کی سرکردگی میں اسلامی فوج سندھ پر حملہ آور ہوئی اور ۹۵ھ تک سندھ مفتوح ہو گیا۔ یہ بعمرہ سے آئے اس وقت وہاں امام حسن بھری رحمہ اللہ (۱۱۵ھ) کی تہذیب ہوتی تھی۔ بعد میں جب امام زفر رحمہ اللہ بعمرہ پہنچے تو یہ سب لوگ خلی ہو گئے۔ ہر حال ان قاضی سندھ میں سے ایک بھی غیر مقلد نہ تھا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے ہند کے غزوہ کا بھی ذکر فرمایا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: عصا بنان من اعنی احرزہا اللہ من النار عصا بنان تغزو الہند وعصا بنان تکون مع عیسیٰ بن مریم (مسند احمد ص ۲۲۹/ج ۲) نسائی ص ۶۳/ج ۲

بھری امت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے محفوظ فرمایا۔ ایک گروہ جو ہند پر چڑھا کرے گا دوسرا جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہو گا۔ چنانچہ اس پیشین گوئی کے مطابق ۳۹۲ھ میں سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ نے ہندوستان کو فتح کیا اور یہاں اسلامی سلطنت قائم فرمائی۔

یہاں پہلے بھی مسلمان خاندان حاکم رہے خاندان غلاماں ہو یا خاندان غوری، خاندان حلجی ہو یا خاندان سادات، خاندان قتلچ ہو یا خاندان سری یا خاندان مظاہر، سب کے سب سنی خلی تھے۔ اس ملک میں اسلام، قرآن و سنت لائے گا سراسر صرف اور صرف اہل سنت کے سرے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان نے بھی یہ اعتراف کیا ہے: "لکھتے ہیں، "تلازمہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے جہاں اسلام آیا ہے چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ اور مذہب کو پسند کرتے ہیں اس وقت سے لے کر آج تک یہ لوگ مقلی مذہب پر قائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل، قاضی اور مفتی اور حاکم ہوتے رہے۔" (ترجمان دہلیہ ص ۱۱۰)

پہنچے یہ بات ایک قلعہ تاریخی حیثیت ہے کہ اس ملک میں انگریز کی حکومت سے پہلے ایک بھی غیر مقلد کا نام پیش نہیں کیا جاسکتا جو اعتقاد کو کارائیں اور تہذیب مجتہدہ کو شریک کرتا ہو۔ سید علی ہجویری المعروف داماد شیخ رحمہ اللہ (۱۳۶۵ھ) اس دن لاہور پہنچے جس وقت حضرت سید حسین راجپوتی رحمہ اللہ کا جنازہ تیار تھا۔ وہ اپنے لاہور تشریف لائے کی وجہ خود تحریر فرماتے ہیں کہ "میں کہ علی بن عثمان دہلوی ہوں اللہ تعالیٰ مجھے توفیق فرمائے۔ شام کے شہر مشرق میں حضور اکرم ﷺ کے موزن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی قبر کے سر پہ سو رہا تھا خواب میں کیا دیکھا ہوں کہ میں کہ منکر میں ہوں اور پیغمبر ﷺ باپ بی شہ سے ایک چور مرد (دوسرے) کو اپنی گود میں لے اس حال میں اور تشریف لارہے ہیں کہ جس طرح بچوں کو پیار سے گود میں اٹھاتے ہیں" میں "دو ذکر حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینے لگا اور جب میں تھا کہ یہ کون صاحب ہیں اور یہ کیا حالت ہے۔ آنحضرت ﷺ پر میرا اندر دینی اندیشہ متکشف ہو گیا اور فرمایا یہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہیں جو ہمارے امام ہیں اور ہمارے اہل ملک کے بھی امام ہیں" مجھے اس خواب سے اپنے بارے میں بھی بڑی امید ہے اور اپنے اہل ملک کے بارے میں بھی اچانچہ یہ امید پوری ہوئی اور یہ ملک حبیبت لاکھوارہ بن گیا اور مجھے اس خواب سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ امام اعظم رحمہ اللہ ان حضرات میں سے ہیں جو اپنے اوصاف صبیح کے لحاظ سے قافی اور احکام شرع کے لحاظ سے باقی ہیں اور ان کی ذریعہ قائم ہیں "پہنچا ان کو لے کر چلنے والے حضرت پیغمبر ﷺ ہیں اگر وہ اپنے آپ چلے تو وہ باقی الصفت ہوتے اور باقی الصفت لحاظ فیصلہ بھی کر سکتا ہے اور صحیح بھی اور جب ان کو اٹھا کر چلنے والے حضرت پیغمبر ﷺ ہوئے تو وہ پیغمبر ﷺ کی بنائے صفت کی وجہ سے قافی الصفت ہمسرے اور چونکہ پیغمبر ﷺ پر خطا کی کوئی صورت نہیں بن سکتی۔ یاد

ہے کہ یہ ایک لطیف رمز ہے۔ "اکشف المحجوب ص ۱۸۹" الغرض ۵۵۸ھ میں سلطان معز الدین سام تھوری آئے اور دہلی تخت سلطنت پر قابض ہو گئے۔ اس وقت سے لے کر ۵۳۷ھ تک آپ اس ملک کے حالت پر مدد دیتے "مجموع توفیقی" سے لے کر اردنک ذہب کا حکیم بلکہ سید احمد شہید بریلوی رحمہ اللہ تک آپ کو کوئی غیر حنفی نازی قاضی یا عابد نہیں ملے گا۔ تفسیر کے بارہ میں "سورخ فرشتہ کے الفاظ یہ ہیں: "رعایا آن ملک حکم اجمعین حنفی ذہب اند" (تاریخ فرشتہ ص ۳۳) اور اس سے قبل تاریخ رشیدی کے حوالے سے لکھتے ہیں: "مرزا حیدر در تاریخ رشیدی نوشتہ کہ مردم تفسیر تمام حق مذہب ہوا" اور (تاریخ فرشتہ ص ۳۳) حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اہل الروم و ماوراء النہر و النہد کلہم حنفیون" (تجلیات التعریف ص ۱۳۶)

اور حضرت محمد الف مانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "سوار اعظم اہل اسلام صاحبان ابی حنیفہ انہ علیہم الرضوان انکتاب ۵۵ وقرن دوم اشادہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "در مجمع بلدان و مجمع اکھام بادشاہان مثنیٰ اند وحقانہ اکثر درساں و اکثر عوام حنفی۔" "تکلمات طبیبات ص ۱۷۱" نیز فرماتے ہیں: "جمود الملوک و عامۃ البلدان مسندہین بسندہ ابی حنیفہ رحمہ اللہ۔" (تفسیرات الیہ ص ۲۱۲) یعنی اکثر سلاطین اسلام اور دنیا بھر میں اکثر اہل اسلام حنفی ہیں۔ اسلامی دنیا کے غالب حصہ میں طہر جمادات ہی کے ہاتھوں میں رہا۔ اسی مذہب کی بدولت کم و بیش ہزار سال تمام اسلامی دنیا میں اسلامی نظام نافذ رہا۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے مذہب حق کی پہچان یہ بتائی ہے کہ دین اسلام کی اشاعت کے ساتھ دین اسلام پر عمل آور فتنوں کا مقابلہ کرے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ پاک دین میں اشاعت اسلام میں اہناف کو کوئی شریک نہیں رہا۔ ہمارے ملک میں

ایک غیر مقلد سے اصول حدیث شاہ قرآن و خلف الامام پر گفتگو

جس میں فقہ حنفی پر اعتراضات کی حقیقت اور غیر مقلدین
کے فرضی دین کی حقیقت واضح کافی کی گئی ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب قرعیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں جس نے دین کی کچھ
بھی نیشاہ کی طرف رجوع کا حکم دیا (الحجہ ۱۲۲۰) اور شیطان کے فریب سے
بچنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی تابعداری کے ساتھ ساتھ اہل استنباط مجتہدین
کی تقلید کا حکم دیا (اشواء ۱۸۳) اور لا حدود و سلام و درود اس رحمت للعالمین پر جس
نے فقہ کو "خیر" اور نیشاہ کو "خیار" فرمایا (شق علیہ) اور مجتہد کے صواب پر دو
اوجر اور فساد پر بھی ایک اوجر ملنے کا اعلان فرمایا اور فرمایا کہ ایک نقیب شیطان پر
ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے اور آپ ﷺ کے اہل بیت اور صحابہ کرام
و رضوان اللہ علیہم اجمعین پر جنہوں نے ہر قسم کی جاتی "مالی" و فنی قربانیاں دے
کر دین اسلام کو پھیلایا اور ان میں وہی تمامیتیں تھیں۔ بعض مجتہد تھے اور باقی
مقلد (معیار الحق میاں خیر حسین) ایک کام بھی نہیں لیا جاسکتا کہ نہ وہ خود
اجتہاد کی اہلیت رکھتے تھے اور نہ ہی مجتہد کی تقلید کرتا اور وہ غیر مقلد کہلاتا تھا اور
ان کے بعد انہی دین خصوصاً انہی اربعہ رحمہم اللہ میں کی تدوین اور تفہیم

و اسلام و اختلاف نے ہی پھیلا یا اور کافر اسلام میں داخل ہو کر فتنی ہی جنت۔ اس ملک
میں اسلام پر دینی سخت وقت آئے ہیں "ایک انگریز کا لکھناوی فقہ" اور سوائے انگریز کا
تسلط۔ انگریز نے جب امام صاحب رحمہ اللہ کی حمایت سے برصغیر کو لے لوگوں کو الحاد
کی دعوت دی تو حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی
رحمہ اللہ کی کادشوں سے وہ الحاد مٹ گیا اور انگریز کے خلاف بھی جتنی رائے
نواب صدیق حسن غیر مقلد لکھتے ہیں۔ "کسی نے نہ سنا ہو گا کہ آج تک کوئی موجد
شیخ سنت حدیث و قرآن پر چلنے والا (انگریز سے) اپنے وقت کی اور قرار توڑنے کا
مرتب ہو یا فقہ الہیسی اور بغداد پر قیادہ ہوا۔ جتنے لوگوں نے نہ دیکھے ہیں شرور
فساد کیا اور حکام انگلشیہ سے برسر قیادہ ہوئے وہ سب کے سب مقلدین نہ سب
حق تھے۔" (از جہان واپس ص ۱۲۵)

والفرض آپ تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں گے تو اسلامی اقتدار کا نشان آپ
کو فنی ہی ملیں گے۔

دشت تو دشت دیرا بھی نہ پھوڑے ہم نے
نجر ٹھکات میں دوڑا اپنے گھوڑے ہم نے
کسی منکر حدیث یا منکر فقہ نے ایک انجمن بھی کافروں سے نہیں کر سکی
اسلامی سلطنت میں شامل نہ کی۔ ان کا تہذیب نہ تھی کہ اختلاف کا اسلام
مجھ سے نہ نماز۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت ائمہ و اولادوں میں ہر عمر و فرما۔



سے قیامت تک کے لوگوں کے لئے آخرت کے لئے دنیا کی سنتوں پر عمل کرنا آسان ہو گیا۔

اما بعد !

اس باب میں رنگ رنگ کے لوگ آباد ہیں۔ کچھ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی خدمت کے لئے جن لیا۔ وہ رات دن عظیم و تدوین کے ذریعہ دعا و تبلیغ سے توجہ و تہیہ کے رنگ میں انصاف دین میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو استقامت نصیب فرمائیں اور ہر قسم کے شرور و فتنے سے ان کی حفاظت فرمائیں۔ اس کے برعکس کچھ لوگ اسی کو کافر سمجھتے ہیں کہ سیدھے سادے مسلمانوں کے دلوں میں کچھ دساویں پیدا کر دیئے جائیں جس سے وہ لوگ دین سے بےزار ہو جائیں یا کم از کم شک و شبہات کی وجہ سے دین میں سست ہو جائیں۔ ایسے ہی ایک شخص سے میرا واسطہ بھی پڑا ان صاحب نے ایک ہی سانس میں اپنا تعارف بیان کر دیا کہ میں ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات ہوں اور وکالت کی سند بھی ہے ساتھ ساتھ دین میں کافی دلچسپی ہے اس میں میرا واسطہ بھی ہے۔

اہل حدیث :

اور بتایا کہ میں اہل حدیث ہوں میں نے کہا اہل اہل اہل آپ کا بڑا بھائی یہاں سے اٹھ کر گیا ہے جو کہ رہا تھا کہ میں اہل قرآن ہوں۔ اس پر وہ صاحب کہنے لگے کہ اہل قرآن لفظ اسلامی دور میں مانعہ قرآن کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ ان کے فضائل سے ہمیں انکار نہیں مگر اگر یہ دور میں یہ نام مگرین سنت کا رکھا جائے ایک گمراہ فرقہ ہے اور اس مقدس نام سے لوگوں کو دھوکا دیتا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ جب قرآن پڑھا تو اہل قرآن بھی ہے کبھی کہتا ہے کہ جب سے قرآن ہے اسی وقت سے اہل قرآن ہیں سب صحابہ رضی اللہ عنہم اہل قرآن تھے۔

کبھی خدا قرآن کے لفظ میں اپنے اوپر چسپاں کر کے سادہ سادہ لوگوں کو دھوکے میں ڈالتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اسی طرح اسلامی حکومتوں میں اہل حدیث کو دھوکے میں ڈالتے تھے۔ کچھ نہیں خود کی تحقیق کر لیتے ہیں اگر پڑھتے ہیں اور میں ابھڑ بیٹھتا ہوں کہ ان کو کچھ پڑھنے کا دور ان لوگوں نے بھی عوام کو ان جہت سے دھوکوں میں ڈالا کہ جب سے حدیث ہے اسی وقت سے اہل حدیث ہیں۔ سب صحابہ رضی اللہ عنہم اہل حدیث یعنی اللہ کے منکر تھے اور کبھی میں نے لفظ میں اپنے اوپر چسپاں کرتے ہیں وہ خود ان کا ثابت بے موقع استعمال ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ محدث نہیں؟ ایک حدیث کی ایک سند کی بھی محققانہ تحقیق آج تک آپ نے نہیں کی تو پھر آپ اہل حدیث کس لئے کہلاتے ہیں؟ کہنے لگا کہ صرف اور صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں اللہ اور کسی امتی کی رائے کو نہیں مانتے۔ میں نے ہم اہل حدیث کہا مانتے ہیں۔ میں نے کہا کہ قرآن پاک تو تقریباً ہر مسلمان کے گھر میں ہوتا ہے۔ حدیث کس لئے کہتے ہیں؟ کہنے لگا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر یعنی بات یا کام آپ کے مانتے ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار نہ فرمایا ہو ان کو حدیث کہتے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ نے جو حدیث کی یہ تعریف بیان فرمائی ہے یہ قرآن پاک کی کس قیمت کا ترجمہ ہے؟ کہنے لگا کسی قیمت کا بھی نہیں۔ میں نے پوچھا یہ تعریف کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ کہنے لگا کسی کا بھی نہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ تعریف یہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں آپ نے کہاں سے لی؟ کہنے لگا کہ کسی امتی محدث نے یہ تعریف بیان کی ہے مگر مجھے یاد نہیں کہ سب سے پہلے یہ تعریف کس امتی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو حال بعد فرمائی۔ میں نے کہا آپ کا دعویٰ تو یہ تھا کہ ہم اہل حدیث ہیں کہ صرف اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مانتے ہیں کسی امتی کی بات نہیں مانتے؟ آپ نے حدیث کی تعریف ہی کسی امتی سے پڑی کی ہے تو آپ آپ اہل حدیث تو نہ رہے۔ اس کا

ہم اب اس کے پاس نہ تھا۔ پھر میں نے پوچھا کہ کیا قرآن پاک کی تمام آیات کی طرح تمام احادیث متواتر اور قطعی الصحت ہیں؟ کہنے لگے نہیں۔ نہ سب احادیث متواتر ہیں نہ سب صحیح بہت سی احادیث ضعیف بلکہ من گھڑت ہیں۔ میں نے کہا آپ کبھی صرف ایک حدیث ایسی نہ سنا کہ جس کو اللہ یا رسول اللہ ﷺ نے صحیح فرمایا ہو اور ایک حدیث ایسی جس کو اللہ یا رسول اللہ ﷺ نے ضعیف یا من گھڑت فرمایا ہو۔ اس نے کہا ایک حدیث کو بھی اللہ یا رسول اللہ ﷺ نے صحیح فرمایا نہ ضعیف نہ من گھڑت۔ میں نے پوچھا کہ پھر کبھی حدیث کا صحیح کسی کو من گھڑت کہی کہ ضعیف کسی کو من گھڑت کس دلیل سے کہتے ہو؟ کہنے لگے ہم اپنی رائے یا کسی اسی حدیث کی رائے سے احادیث کو صحیح و ضعیف وغیرہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا پھر آپ اہل الرائے یا اہل الدلائل کے موقف سے اہل حدیث تو نہ ہوئے۔ اب تو وہ بہت گھبرایا اور کہنے لگا کہ آپ کے ہاں احادیث کے صحیح و ضعیف ہونے کا کیا پیمانہ ہے؟ میں نے کہا جس حدیث کو چاروں ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ نے قبول کر لیا اور سب کا اس پر حواض قلم ہے ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث کو اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے صحیح فرمایا ہے اور نہ ضعیف۔ ہاں امت کے اجماع کی وجہ سے اس کی صحت میں شک نہیں اور جن مسائل کی احادیث میں اختلاف ہے ان میں سے جس پہلو کی احادیث پر مجتہد اعظم نے عمل فرمایا اور اختلاف کا اس پر حواض قلم ہے اس کو ہم صحیح کہتے ہیں کیونکہ ہمارے امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ میرا اب صحیح حدیث پر ہے اور مجتہد کا کسی حدیث کے موافق عمل کر لینا اس مجتہد اور اس کے مقلدین کے نزدیک اس حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے اس لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ شافعی حدیث کو اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے صحیح فرمایا ہے اور نہ ضعیف۔ اور جہاں اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے روئے نہ ملے وہاں اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے مجتہد کو اجتہاد کا حق دیا ہے۔ ہمارے امام صاحب

رحمہ اللہ نے اپنے اجتہاد سے اس حدیث میں مذکور مسئلہ کو قبول فرمایا۔ اب اگر ان کا اجتہاد صواب ہے تو ان کو دو اجراء اور اگر خطا ہے تو ایک اجراء اور عمل بقیۃ اللہ کے ہاں مقبول ہے۔ ہمارے امام کے اس اجتہاد کے خلاف اگر کوئی شخص اللہ و رسول ﷺ سے صراحتاً حاجت کر دے کہ جس حدیث کو امام نے اپنے اجتہاد سے صحیح مان لیا ہے۔ اللہ یا رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث کو من گھڑت فرمایا ہے تو ہم اپنے امام کا اجتہاد چھوڑ کر اللہ و رسول اللہ ﷺ کی بات مان لیں گے لیکن ہمارے خیر القرون کے مجتہد اعظم نے جس کو قبول فرمایا بعد خیر القرون کے کسی بھی اسی کی رائے سے ہم اپنے امام سے اجتہاد تو ترک نہیں کریں گے۔ ہمارا احادیث کے رد و قبول کے بارے میں یہ طریق کسی قرآنی آیت یا حدیث کے خلاف نہ تھا نہیں ہم تو اس سے آپ کے شکر گزار ہوں گے۔ رہا جناب کا یہ فرمان کہ ہم اپنی رائے یا کسی دوسرے غیر مجتہد اسی کی رائے سے کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف کہتے ہیں تو اس سے پتہ چلا کہ آپ کا یہ عمل کسی دلیل پر مبنی نہیں۔ کیونکہ آپ کے نزدیک تو صرف اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی بات دلیل ہے اور آپ بقیۃ اللہ ہیں اور نہ رسول اللہ ہی آپ کا غیر مجتہد اسی خدا ہے نہ رسول تو آپ کو نہ تو کسی حدیث کو صحیح کہا جائے نہ ضعیف اور ہم اہل سنت والجماعت کے ہاں بھی آپ کا یہ عمل کسی دلیل پر مبنی نہیں کیونکہ آپ نہ اہل علم ہیں اور نہ اہل اجتہاد ہیں اور نہ ہی آپ میں مجتہد کی شرائط ہیں تو آپ جس بات کو اپنی تحقیق کہتے ہیں وہ کسی دلیل پر مبنی نہیں کیونکہ نہ ہم آپ کو خدا مانتے ہیں نہ رسول نہ امام اور نہ مجتہد۔ آپ خود ہی فرمادیں آپ جو ہمیں مجتہد کرتے ہیں کہ ہماری تحقیق مانو؟ آپ اپنے آپ کو خدا کہتے ہیں یا رسول؟ آپ وہاں سے صاف تو نہیں کہتے کہ ہم خدا یا رسول ہیں لیکن بسبب اجماع اور مجتہد کے مقابلہ میں ہم آپ کی تحقیق نہ مانیں تو آپ کی طرف سے شور مچی چاہے کہ انہوں نے خدا اور رسول اللہ ﷺ کی بات نہیں

مائی: اب آپ ہی سوچیں کہ آپ کا یہ شور کس قدر خطرناک ہے۔ اب تو صاحب برادر! نہ ہوں نہ ہوں۔ میں نے پوچھا کہ محمد عین نے ایک جہت سے حدیث کی تین قسمیں بتائی ہیں۔ (مرفوع... موقوف... مقطوع)

کی سند میں ایک بھی کوئی آجائے تو اس کو صحاح ستہ سے نکالتے جانا تو جلدی سے ہونا کہ پھر صحاح ستہ میں کیا ہے؟ وہاں تو خاک اڑنے لگی۔ میں نے کہا کوئی آیت یا حدیث ایسی ہے کہ جو اہل کوثر کی روایت کردہ سب احادیث صحیحہ کو صرف اس لئے رد کر دے کہ اس کا راوی کوئی ہے، وہ تو اہل حدیث کہلائے اور جو سب صحیح احادیث کو مانے خواہ راوی اہل کوثر ہوں خواہ اہل ثناء، اس کو اہل اراء کہتے۔

مولانا :

اب دو صاحب میرے کسی ایک سوال کے جواب میں بھی نہ تو کوئی حجت پڑھ سکتے تھے نہ حدیث۔ بہت پریشان بیٹھے تھے اور نہ احادیث صحیحہ کے انکار و انکار کرنے والوں کو اہل حدیث حجت کر سکتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ کوئی موقع ملے تو اس موضوع کو چھوڑ کر دوسری بات شروع ہو جائے۔ مولانا کا نظارہ لگتا تھا اس نے شر مچا دیا تو یہ گرد تو بہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو مولانا کا شرک ہے، مکر ہے۔ میں نے کہا یہ تو بیخ و بکلام ہے۔ اس میں شکا ہے مولانا ارشاد ائین اثری پھر لکھا ہے مولانا عزیز زبیدی اور صلوٰۃ الرحمن لکھا ہے مولانا صاف سید کاٹنی مولانا محمد وادود غزنوی مولانا محمد اسماعیل مولانا محمد عبد اللہ جانی مولانا نور حسین گرجاکی مولانا احمد دین گجکھڑوی مولانا محمد گوندلوی۔ کیا یہ سب مشرک تھے؟ اور اقلیتی سوچ کر لگنا چاہتے۔ اس نے فوراً کہا میں ان کو نہیں مانتا۔ میں نے یہ چھان کیا نہیں مانتا؟ ان کو مسلمان نہیں مانتا یا بدعت نہیں مانتا؟ اس نے کہا میں ان کو خدا رسول نہیں مانتا۔ میں نے کہا کہ میں نے ان کو خدا اور رسول کہہ کر تو قبول نہیں کیا۔ یہ آپ کے غیر مقلد ہیں اور مولانا ہیں کیا ان کو آپ نام تمام مشرک کہتے ہیں؟ ان کے ہاں مولانا کہہ جائز ہے۔ اس نے کہا وہ کوئی خدا ہیں کہ میں ان کی بات مانوں۔ میں نے کہا کیا تو خدا ہے کہ ہم تیری بات مانیں

مولانا کا مشرک ہے۔ اس نے کہا میں تو ہر اس شخص کو مشرک کہتا ہوں جو خدا کے سوا کسی کو مولانا کہے۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **مَنْ كُنَّ عَلَيَّ مَوَلاَہٗ (۱۷۶۶ء)** اپنے آقا پر جو ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آقا کو علامہ کا مولانا فرمایا۔ کیا اللہ تعالیٰ مشرک ہیں؟ رسول خدا ﷺ نے حضرت زید بن عمار کو فرمایا: **اَنْتَ اَخُوْنَا وَ مَوَلاَنَا** انا اجماعی ج ۱ ص ۱۵۲۸ بلکہ علاموں کو فرمایا کہ وہ اپنے آقا کو نہیں سیدی و مولائی (بخاری ج ۱ ص ۳۳۶) امام حسن بصری کو بگ مولانا کہتے ہیں انندیب اللہ دیب ج ۱ ص ۶۶۳ اہلبایہ والہایہ ج ۱ ص ۳۶۶ میرا امام اللہ ج ۱ ص ۱۵۴۳ کیا اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ اور یہ سب لوگ مشرک ہیں؟ اب خاموش ہو گیا تو پھر میں اصل بات کی طرف آیا کہ آپ کے ہاں احادیث صحیحہ کے رد کرنے کی جلیب و فریب شرکا کا ہے۔ آپ کے شیخ اہل مابین مذہب میں صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں: **ہم ما بین ہر قصہ و ایہ بلا سند صحیح کے فضیلت میں امام صاحب نے نقل کرتے ہیں امام صاحب تک بند صحیح متصل مسلسل کے نہیں پہنچتے** (معیار الحق ص ۱۹) جب ایک کاروباری واقعہ کے لئے آپ کے شیخ اہل مابین نے یہ تین شرطیں لگائی ہیں تو حدیث کا معیار تو تاریخ سے بہت بلند ہے۔ پہلی قید صحیح کی لگائی جس سے ضمن احادیث خارج ہو گئیں سب کا کارہ ہو کہ وہ دوسری قید متصل کی لگائی جس سے تعلیقات منقطعاً اور مابین سب اہل گئیں اور احادیث کی ان سب اقسام کو ماننے سے انکار کر دیا۔ تیسری قید مسلسل کی لگائی یعنی سند کے ہر ہر راوی کا جب تک مسلسل اسی پر عمل کرنا حاجت نہ ہو گا اس حدیث پر عمل جائز نہ ہو گا۔ اس شرط پر تو شاید زیادہ جس سے ایک حدیث بھی قابل عمل نہ رہے۔ میں نے کہا کہ کیا آپ یہ تینوں قیدیں کسی قیدت یا حدیث سے حاجت کر سکتے ہیں جبکہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ہر وہ شرط نہ کتاب اللہ میں نہیں وہ باطل ہے (بخاری مسلم) لیکن اس کی

قسمت میں گماں تھا کہ یہ شرطیں کتاب و سنت سے ثابت کرتا ہے۔ میں نے کہا آپ کی مسجد میں اختلافی مسائل پر اشتہار لگے ہوتے ہیں جن سب میں یہ شرط ہوتی ہے کہ حدیث صحیح صرف عروج غیر مجروح ہو۔ دیکھئے صحیح کی قید سے حسن نکل گئی! صرف کی قید سے ولایت کی باقی سب قسموں کا انکار ہو گیا۔ دیکھئے قادیانی بھی شرط لگاتے ہیں کہ صرف حدیث و کماؤ کہ آپ ﷺ کے بعد غیر تشریف لے گئے آئے گا اور صرف لفظ و کماؤ کہ نبی علیہ السلام بحدہ عصری چوتھے آسمان پر اٹھائے گئے۔ اس طرح انہوں نے قسم نیت اور حیات و نزول صحیح کی متواتر اعادیت کا انکار کر دیا کہ جو لفظ ہم نے مانا ہے وہ آپ ہی نے نہیں ملو اسکے اور جو الفاظ خود حضرت محمد ﷺ نے فرمائے ہیں ان کو ہم نہیں مانتے کہ صرف نہیں اور عروج کی قید سے موقوفات اور مقطوعات کا انکار ہو گیا۔ کیا آپ اسی شرط کے مطابق ایک ہی حدیث صحیح صرف عروج غیر مجروح سے ثابت کر سکتے ہیں کہ ولیل شرعی صرف اور صرف حدیث صحیح صرف عروج غیر مجروح میں ہی منحصر ہے؟

دیجائیے۔

خلاصہ یہ ہے کہ احادیث کے لئے ایسی ایسی شرطیں لگاتے ہیں کہ کم از کم ۹۵ فیصد احادیث کا انکار ہو جائے۔

منسوخ احادیث :

پوری امت کا اتفاق ہے کہ منسوخ احادیث پر عمل جائز نہیں۔ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ لبس علی العامی العجلی بالحدیث لعدم علمہ بالناسخ والعسوخ امیاء الحق ص ۳۹ بحوالہ بزاز الحق کہ عامی کے لئے فقہاء کی رہنمائی کے بغیر حدیث پر عمل کرنا جائز نہیں کیونکہ اس کو ناسخ و منسوخ کا علم نہیں اس لئے فقہاء سے تحقیق کرنے کے بعد ناسخ پر عمل کرے اور منسوخ پر عمل نہ کرے۔ مگر آپ کے شیخ اہل فرما رہے ہیں، اگر

کوئی شخص اہل علم سب وسعت اپنی ایک حدیث تحقیق کر کے اس پر عمل کرے تو غیبت بھی ہو گا کہ وہ حدیث منسوخ ہوگی تو ہم کہتے ہیں کہ وہ شخص ساتھ عمل کرنے میں ساتھ اس حدیث کے گمراہ نہ ہو گا اور وہ عمل اس کا باطل اور قابل اعادہ کے نہ ہو گا۔ (امیاء الحق ص ۳۹) آپ دیکھئے اہلسنت کی ضد میں منسوخ احادیث پر بھی عمل کرنے کی اجازت دے دی 'اس لئے آج کل اہل حضرات کی اصطلاح میں منسوخ احادیث پر عمل کرنے والی حدیث گمراہ ہے اور ناسخ حدیث پر عمل کرنے والی احادیث گمراہ ہے۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

خدا :

کہنے لگا کہ اہل حدیث خدا نہیں کرتے۔ میں نے کہا کہ آپ کا ملاحظہ بہت ناقص اور محدود ہے۔

(۱) ہمارے ہاں مسئلہ یہ ہے کہ نمازی کے دن کا پاک ہونا شرط نماز ہے۔ ٹاپاک آدمی نماز پڑھے تو نماز نہیں ہوتی مگر آپ کے نواب صدیق حسن خان نے محفل خدا سے اس صحیح مسئلہ کا انکار کر دیا اور لکھ دیا کہ پس مصلیٰ یا نجاست بدن آہستہ "نماز شریعت باطل نیست" (بدور الایکبر ص ۳۸) یعنی جسم پر کتہ کی انسان کا پوشا پاک خاندان لگا، ہو تو کتا بگا نہیں ہو گا لیکن اس کی نماز باطل نہیں وہ ہو جائے گی۔ فرمائیے اس کو خدا کیسے دیکھا؟

(۲) ہمارے ہاں شرائط نماز میں سے کپڑوں کا پاک ہونا بھی ہے مگر خدا خدا برا کرے یہاں بھی لکھ دیا "ہر کہ در چادر چاک نماز گزارد" نماز صحیح پاشد" (عرف المجاہد ص ۱۲۲) میں جو شخص کندہ (مثلاً خلیفہ کے خون سے لت پت) کپڑوں میں نماز پڑھے اسی کی نماز صحیح ہے۔

(۳) ہمارے ہاں نماز کے صحیح ہونے کے لئے نماز کی جگہ کا پاک ہونا بھی شرط

ہے۔ گندی جگہ پر نماز نہ ہوگی مگر اس کا بھی محض خدا سے انکار کر دیا گیا ہے۔

فرماتے ہیں: "لھارات مکان واجب ست نہ شرط صحت نماز" (عرف الہادی ص ۲۱) کہ نماز کی جگہ پاک ہو تا نماز کے صحیح ہونے کے لئے شرط نہیں۔

(۳) اسی طرح ہمارے ہاں نماز کی حالت میں شرم گاہ کا ذکر رہتا شرط ہے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ مگر قربان جاسیے مندر کے لکھتے ہیں: ہرگز در نماز مورد قبی نہیں شد نماز صحیح باشد (عرف الہادی ص ۲۲) یعنی حالت نماز میں جس کی شرم گاہ بھی رہے اس کی نماز بالکل صحیح ہے۔

(۵) اسی طرح نماز کے لئے شرط ہے کہ نماز کا وقت ہو، وقت ہونے سے پہلے نماز نہیں ہوتی مگر یہ لکھ دیا گیا کہ اگر عصر کے وقت فاش نہ کیا گیا ہو تو عصر کی نماز عصر کے ساتھ پڑھے۔ (قادیانی ج ۱ ص ۶۳۹)

(۶) ہمارے ہاں کفار کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں مگر ثواب و حدیث اہل ایمان نے صاف لکھا ہے کہ کافر کے پیچھے نماز پڑھ کر تو اے نبیؐ نے نہ ضرورت نہیں۔ انزل الایمان ج ۱ ص ۱۰۱) آپ کے شیخ الاسلام مولانا محمد صالح صاحب قانونی بنی حاکم مرزا نیوں کے پیچھے نماز جائز ہے بلکہ آپ مرزا نیوں کے پیچھے نماز پڑھ بھی لیا کرتے تھے۔ (فیصلہ ص ۳۶) اور آپ کے مناظر اسلام مولانا عاتق اللہ اثری بھی مرزا نیوں کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے۔

فتویٰ کی مخالفت :

وہ صاحب فرماتے تھے فتویٰ کی مخالفت کون سا کفر ہے بلکہ فتویٰ کی مخالفت تو کرنی چاہیے تاکہ لوگ فتویٰ کو چھوڑ دیں۔ میں نے کہا فتویٰ کے یہ مسائل کتاب و سنت پر حق ہیں، ان کی مخالفت سبب دست کی مخالفت ہے۔ میں نے کہا آپ یہ جہاد اپنی مسابہ میں شروع فرمائیں گے کہ جہنم فتویٰ کی مخالفت کرنی ہے اس لئے عصر کے وقت چونکہ ہائی کیمپل ہے عصر کی نماز پڑھنے کے بعد پھر نماز کی جگہ پر پانچا

بپ لیں، ہم کو جنت سے حاصل دے لیں، کیمپلوں کو جنس کے خون سے رنگ کر پین لیں مگر شرم گاہ بھی نہیں اور نماز کا امام بھی لالہ آفتاب کو بتائیں اور نماز کے شروع اور آخر میں نعرے لگائیں کہ فتویٰ کی مخالفت کوئی کفر نہیں۔ قدم بڑھائیے اور فتویٰ کی مخالفت میں حصہ لے کر ثواب و اجر میں حاصل کیجئے۔ مسلک اہل حدیث زندہ باد۔

نبی کی مخالفت

وہ صاحب بڑے جنگ کر بولے کہ آپ لوگ کلمہ نبی ﷺ کا پڑھتے ہیں جن نبی پاک ﷺ کی بات نہیں مانتے بلکہ ان کے خلاف امام ابوحنیفہ کی باتیں مانتے ہیں۔ میں نے کہا نبی کلمہ آپ کے بڑے بھائی اہل قرآن آپ کے بارہ میں کہتے ہیں کہ یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم خدا کے بندے ہیں مگر اس خالق کے خلاف کلمہ رسول ﷺ کی باتیں مانتے ہیں۔ قرآن پاک کی مخالفت اہل حدیث کا اور دھما چھوٹا ہے۔ یہ لوگ تلاش کر کر کے ایسی احادیث پر عمل کرتے ہیں جو قرآن پاک کے خلاف ہیں۔ میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ آپ ہماری اصول فتویٰ کی کتابوں سے صرف ایک مشورہ حوالہ پیش کریں کہ اس میں خبر ہو کہ نبی پاک ﷺ کے خلاف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی بات ماننا ایسی کتاب کا نام الہ دین کہ فلاں مفتی امام نے کہا ہو کہ نبی پاک ﷺ کا حکم تو یہ ہے مگر میں نبی ﷺ کے حکم کے خلاف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی بات مانتا ہوں۔ حوالہ لائیے یا جنت سے باز آئیے۔ اس نے کہا دیکھئے نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ فاتحہ کے بعد نماز نہیں ہوتی اور تم اس حدیث کو نہیں مانتے۔ امام ابوحنیفہ کی بات مانتے ہو۔ میں نے کہا عزیزم! یہ آپ کی بات ہے۔ کسی مفتی نے یہ نہیں لکھا کہ ہم اس مسئلہ میں نبی پاک ﷺ کی بات نہیں مانتے بلکہ اس کے خلاف امام صاحب کو بات مانتے ہیں۔ آپ اپنی بات پر حوالہ پیش فرمائیں۔ اب ہماری بھی سن لیں، ہم کہتے ہیں کہ

یہاں غلطی پوری حدیث کو ماننے میں اور غیر مقلد اور حوری کو اور یہ کہتا علم ہے کہ جو پوری حدیث کو مانیں ان کو اہل الرائے کہا جاتا ہے اور جو ادھوری حدیث مانیں وہ اپنا نام اہل حدیث رکھتے ہیں۔ اب سنئے حضور ﷺ کی پوری حدیث یوں ہے کہ نماز میں ہوتی اس کی جو قاعدہ اور پیکہ اور حصہ قرآن کا نہ پڑھے۔

۱۱) من عبادة جبریل وسلم ج ۱ ص ۲۹۹ عبد الرزاق ج ۲ ص ۹۲ فضلی ج ۱ ص ۱۳۵ ابدادہ ج ۱ ص ۸۹

۱۲) دمن ابی ہریرہ ج ۱ ص ۱۱۸ حاکم ج ۱ ص ۲۳۹

۱۳) من ابی سعید جبریل مند احمد ج ۳ ص ۳۱۰ ابدادہ ج ۱ ص ۱۱۸

۱۴) من عمران ابن حصین جبریل ابن عدی ص ۱۳

۱۵) من ابن مسعود الانصاری جبریل رواہ ابو نعیم شعب الراء ج ۱ ص ۳۶۵

۱۶) من عبد اللہ بن عمر جبریل الکامل ج ۱ ص ۲۹

۱۷) دمن عائشہ رضی اللہ عنہا الکامل ج ۳ ص ۳۲

۱۸) من جابر جبریل ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۶

یہ آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صحرا حجاز روایت کرتے ہیں کہ جس نماز میں قاعدہ اور ذکر قرآن نہ پڑھا جائے وہ نماز نہیں ہوتی اور احادیث میں آپ ﷺ کا نماز میں سورۃ قاعدہ کے علاوہ ذکر قرآن پڑھنا متواترات میں سے ہے۔ جب نماز کی قراءت کی احادیث متواتر ہیں دوسرے ثابت ہونے سورۃ قاعدہ اور مازاد علی الفاتحہ اور ان دونوں کے نہ ہونے سے آپ ﷺ نے نماز کی نفی فرمائی۔ اب ہم ان دونوں حصوں کا ایک ہی حکم ماننے میں کہ سورۃ قاعدہ بھی واجب ہے اور نماز ادائیگی واجب ہے۔ اس کے برعکس غیر مقلد کہتے ہیں کہ نماز میں قاعدہ ضروری اور فرض ہے۔ مازاد ضروری نہیں کہ نماز کا انکار غیر مقلدین نے کیا یا احناف نے؟ اور سری بات یہ معلوم ہوئی کہ آنحضرت ﷺ کے فرمان

سے جب قاعدہ اور مازاد دونوں کا واجب ہونا معلوم ہوا تو ہم سے یقین سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اس حدیث کا مقتدی کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں کیونکہ مقتدی پر مازاد علی الفاتحہ خود غیر مقلدین کے پاس بھی واجب نہیں بلکہ حرام ہے۔ اب غیر مقلدین نے اس حدیث میں مقتدی کو شامل کر کے اس حدیث کا انکار کیا یا نہیں؟ کیونکہ اگر اس حدیث میں مقتدی بھی شامل ہو تو اس پر مازاد علی الفاتحہ بھی واجب ہوگی اور غیر مقلدین مقتدی پر مازاد علی الفاتحہ کو حرام کہتے ہیں۔ تو یہ بات واضح ہو گئی کہ غلطی یہ احادیث پوری کی پوری ماننے میں اور غیر مقلدین ان احادیث کو بھی ادھوری ماننے میں اور ساتھ ساتھ یہ بحث بھی ہوتے ہیں کہ ہم نے حدیث کو مانا اور احناف نے حدیث کے خلاف امام کے قول کو مانا۔ اللہ تعالیٰ ہمہ نے دسائے سے محفوظ فرمائیں۔

مقتدی :

اس نے کہا پھر تم کہیں کہتے ہو کہ مقتدی کی نماز بغیر قاعدہ کے ہو جاتی ہے؟ میں نے کہا آپ بھی بتائیں کہ مندرجہ بالا آٹھ احادیث کے حکم میں آپ کے نزدیک مقتدی بھی شامل ہے پھر آپ کہیں کہتے ہیں کہ مقتدی کی نماز بغیر مازاد کے ہو جاتی ہے۔ پھر میں نے کہا کہ آپ ہمارے مسلک کو جانتے تک نہیں جیسے خطیب خطبہ پڑھا ہے سب خاموش رہتے ہیں تو کوئی یہ نہیں کہتا کہ ہم نے بغیر خطبہ کے جمع پڑھا ہے بلکہ سب یہی کہتے ہیں کہ ہم نے خطبہ والا جمع پڑھا ہے کیونکہ خطیب کا خطبہ ہم سب کی طرف سے ہو گیا ہے۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ امام کی قراءت قاعدہ و سورۃ اس کی طرف سے ہو گئی ہے تو مقتدی کی نماز بھی قاعدہ و سورۃ کے ساتھ ہوئی ہے۔ ہم اس لئے یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو امام کے ساتھ نماز پڑھے تو امام کی قراءت مقتدیوں کی بھی قراءت ہے۔

۱۱) من جابر جبریل من ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷

(۲) ابو الدرداء رحمہ اللہ دار فطنتی ص ۱۸ ص ۳۳۴

(۳) عبد اللہ بن شداد ابن المداویہ ص ۹۸

(۴) ابن ابی ہریرہ رحمہ اللہ کتاب التزوّد

مجاہد کرام رحمہ اللہ اور بہت سے تابعین نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ آپ بھی ایک حدیث پیش کریں کہ امام کی قراوت مفتی کے لئے کافی نہیں اور کسی مفتی کتاب سے یہ دیکھائیں کہ حق نے کہا کہ مفتی کی لازم بھر فاتحہ سورۃ کے ہو جاتی ہے ورنہ جہنم سے تو یہ بچے۔ کئے لاکہ یہ امارت صحیح ہیں؟ میں نے کہا اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو صحیح فرمایا ہے اور نہ ضعیف، ہمارے اکثر علماء نے بالاعتقاد ان کو تسلیم کر کے ان کے موافق فتویٰ دیا ہے تو ہمارے اکثر علماء کے نزدیک یہ امارت بالاعتقاد صحیح ہیں۔ ہاں آپ اگر اللہ یا رسول ﷺ سے ان کا ضعیف ہونا ثابت کر دیں تو ہم اپنے اکثر علماء کا قول بھول دیں گے لیکن آپ جانیں کہ آپ جیسے علماء کی کتنے سے ہم اگر علماء کی تحقیق کو بھول کر آپ جیسے علماء کی تقلید کر لیں تو اس سے ہمیں رسول اکرم ﷺ سے فرماتے ہیں: *وإذا وسد الأمر إلى غير أهله فانتصر الساعة* (اشعل طیلہ) یعنی جب عالم لوگ دھل جائیں تو گھبرا کر قیامت ٹوٹ پڑتی ہے۔ آؤ آج آپ جیسے عالم لوگوں کی دھل اندازہ سے دین اسلام پر قیامت ٹوٹ رہی ہے اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت فرمائیں۔

مکہ مدینہ والادین :

اب دو صاحب ہوتے ہیں اصل موضوع سے برسرے نہانا اس فرسے کا مکمل ہے۔ فرماتے تھے ہمارا دین کے مدینہ والا ہے اور تمہارا کونے والا۔ میں نے کہا کہ آپ کے بڑے بھائی اہل قرآن بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمارا دین کے مدینہ والا ہے کیونکہ قرآن کی بعض سورتوں پر مکہ لکھا ہے اور بعض پر

مذہبہ۔ اس قرآن کے مقابلہ میں صحاح ستہ میں سے کوئی کتاب بھی اہل مکہ یا اہل مدینہ کی لکھی ہوئی نہیں۔ آپ کے بڑے بھائی اہل قرآن کی بات آپ کے مقابلہ میں زیادہ دینی معلوم ہوتی ہے۔ میں نے کہا آپ نے تو مدینہ منورہ میں خیر القرون کے بیچ جیسا جنتہ امام مالک رحمہ اللہ کی لکھی ہوئی حدیث کی کتاب کو صحاح ستہ سے خارج کر دیا جبکہ اہل کوفہ نے قاضی امام اس حدیث کی کتاب کو روایت کیا دیکھو امام رحمہ اللہ کی موطا۔ یہ عجیب انصاف ہے کہ جو مدینہ کی کتاب کو روایت کریں ان کا دین مدینہ والا نہ ہو اور جو مدینہ کی کتاب کو بچھے وہ عکس اور مدینہ والا بن جائیں۔

تو یہ تو اسے چراغ کر دیاں تو

اہل مدینہ سے مخالفت :

(۱) آپ کے ہاں وضو میں صرف پگڑی پر مسح جائز ہے (الروضة النديه ج ۱ ص ۳۹) اور امام مدینہ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صرف پگڑی پر مسح جائز نہیں (موطا ص ۲۳) بلکہ فرمایا جو پگڑی پر مسح کرے اس کی نماز نہیں ہوتی (الصلوة الکبریٰ ج ۱ ص ۱۶) دیکھئے مدینہ والا نے آپ کے وضو کو صحیح سمجھتے ہیں نہ آپ کی نماز کو۔

(۲) امام مالک رحمہ اللہ تیمم کا طریقہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ ایک ضرب سے چہرہ کا مسح کرے اور دوسری ضرب سے دونوں ہاتھوں کا گھنیروں سمیت (موطا ص ۴۲) لیکن آپ نے اہل مدینہ کا وہ بہت بھول کر بخاراکا وہ بہت بھول کیا کہ تیمم میں ہاتھوں کا مسح صرف پچیسویں کاہر (بخاری ص ۴۸) اور تیمم کی ضرب ایک ہو (بخاری ص ۵۰)

(۳) امام مالک رحمہ اللہ کا وہ بہت ہے کہ نماز میں ہاتھ الٹا کرے جائیں اور آپ کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہاتھ الٹا کرے تو اس تک الٹا کر پھر واپس پھٹکی

سے ہمیں کبھی کو پکڑ کر سینہ پر رکھتے تھے۔ یہ مذہب نہ کسی حدیث سے ثابت ہے اور نہ ہی اہل حدیث کا۔

(۳) آپ لوگ کہتے ہیں کہ جو مقتدی جبری نمازوں میں بھی امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی اور امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جبری نمازوں میں امام کے پیچھے قرات (فاتحہ و سورۃ) نہ کرے (موطا ص ۶۸)

(۵) امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مقتدی آمین کہیں اور امام آمین نہ کہے اور اکیلا نمازی آمین آہستہ کہ لے تو کوئی مضائقہ نہیں (الدونۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۱۷۱) آپ کے ہاں مسئلہ یہ ہے کہ امام اور پھر مقتدی پکار کر آمین کہیں (دستور المتضی ص ۱۱۱) اور امام جماعت فرمایا اہل حدیث مفتی عبدالستار صاحب فرماتے ہیں: "جو جماعت ائمہ فاضل و فہمہ انگیز ادینی آمین سے چڑے اور کہنے والوں سے حد کرے وہ یقیناً یہودی ہے۔" (فتاویٰ آمین بالجبر ص ۳۳)

(۶) امام مالک رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ عورت نماز میں سٹ کر رہے گی اور اپنی رانیں اور بازو کھول کر نہیں رکھے گی۔ پس عورت اپنے جلد اور سجدے دونوں میں خوب ٹپ ہوتی اور کئی ہوتی ہوگی (الرسالۃ بحوالہ نسب المود ص ۵۰) لیکن آپ لوگ کہتے ہیں کہ مرد اور عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں (دستور المتضی ص ۱۵۱) صلوٰۃ الرسول ص ۱۹۰) پھر کس منہ سے کہتے ہو کہ عمار دین حدیث والا ہے۔

(۷) موطا امام مالک ص ۷۷ اور ص ۱۳۹ سے ظاہر ہے کہ جو شخص نماز یا جماعت کے رکوع میں شامل ہو تو اس کی وہ رکعت شمار ہوتی ہے مگر غیر مقلدین کہتے ہیں کہ وہ رکعت شمار نہیں ہوتی۔ (عرف الجاری ص ۳۶) نزل الابرار ج ۱ ص ۱۱۳)

(۸) موطا ص ۱۱۱ سے ظاہر ہے کہ امام جبری جماعت کر رہا ہو تو آنے والا پہلے

و تہ پڑھ سکتا ہے مگر غیر مقلدین اہل حدیث کے اس مسئلہ کو لگاتے ہیں۔ (اصولۃ الرسول ص ۱۳۵)

(۹) امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عجیر عجیر کے بعد نماز میں رخصہ یدین کرنا ضعیف ہے اور فرمایا کہ میں کسی رخصہ یدین کرنے والے کو پہچانتا تک نہیں (الدونۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۱۷۱) لیکن غیر مقلدین نے تعزیر و تحریر اور بھیج بازوؤں سے اس مسئلہ پر لکھا اور وہ دم کار لکھا ہے۔

(۱۰) ابن القاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک جنازہ کی پہلی عجیر کے بعد کسی عجیر کے ساتھ رخصہ یدین جائز نہیں۔ (الدونۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۱۷۱) مگر آپ کے شیخ الاسلام مولوی شاہ اللہ صاحب فرماتے ہیں "جنازہ میں ہر عجیر کے ساتھ ہاتھ الٹا مستحب ہے۔" (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۱۵۰)

(۱۱) امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں قراءت (قرآن پڑھنا) عار ہے (شرعاً حدیثاً) میں اس پر عمل نہیں۔ نماز جنازہ صرف دعا ہے۔ میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پلٹا ہے۔ (الدونۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۱۷۱) مگر غیر مقلدین کا کہنا ہے اگر امام یا مقتدی نے نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو نماز باطل ہے۔ (فتاویٰ طائے حدیث ج ۱ ص ۱۸۵)

(۱۲) نماز جنازہ آہستہ آواز سے پڑھی جائے۔ اس میں طائے اسلام میں کوئی اختلاف نہیں۔ (نودی شرح مسلم ص ۳۱) "مفتی زکریا قادیانی ج ۱ ص ۳۸۶" لیکن چوہی امت کے خلاف غیر مقلدین کے نزدیک نماز جنازہ بلند آواز سے پڑھنا مستحب ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۱۵۶)

(۱۳) امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں جنازہ کے مسجد میں دنگے جانے کو کھڑو بکھڑا ہوں (الدونۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۱۷۱) مگر غیر مقلد کہتے ہیں کہ مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھنا مستحب ہے اور اس سے انکار کرنا سنت کی مخالفت کرنا ہے۔

(بلاغ العین) میں ۵۵۳ بحوالہ فتاویٰ ستاری ج ۱ ص ۱۳۱

(۱۳) امام مالک رحمہ اللہ ایک رکعت وتر کے ذکر کے بعد فرماتے ہیں ہمارے ہاں اس پر بالکل عمل نہیں ہے کم از کم وتر تین رکعت ہیں (موطا ص ۱۱۰) جبکہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ تین وتر پڑھنے جائز ہیں۔ (عرف الجہادی ص ۳۳)

(۱۵) امام مالک رحمہ اللہ قرآن کی آیت سے ثابت کرتے ہیں کہ گھوڑا حلال نہیں (موطا ص ۳۹۴) مگر غیر مقلدین ہر سال کسی نہ کسی جگہ گھوڑے کی قربانی کا کھڑا کر رہا ہوتے ہیں۔

(۱۶) امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک قربانی کے تین دن ہیں (موطا ص ۳۹۷) مگر غیر مقلدین پوچھتے ہیں کہ وہ بھی قربانی کرتے ہیں۔

(۱۷) امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رمضان کے بعد شوال میں چھ روزے میں سے کسی ایک بھی اہل علم و فقیہ کو رکھتے نہیں دیکھا اور اسلاف سے کسی کا یہ روزے رکھنا مجھے نہیں پہنچا ہے بلکہ اہل علم ان کو بخیرہ سمجھتے ہیں اور ان کے بدعت ہونے کا خوف کرتے ہیں کہ اہل جمالت و جاهلین ان کو رمضان کے ساتھ نہ لائیں۔ (موطا ص ۲۵۲) غیر مقلدین امام کے ارشاد پر بہت واہلہ بچاتے ہیں۔

(۱۸) امام مالک رحمہ اللہ خیار مجلس کی حدیث میں لکھ کر فرماتے ہیں: ولیس لہذا عندنا حد معروض لا امر معمول بہ فیہ (موطا ص ۱۶۵) کہ نہ خیار مجلس کی ہمارے ہاں کوئی حد معروف ہے اور نہ ہی ہمارے ہاں اس پر عمل ہے جبکہ غیر مقلدین اس پر بہت شور و غوغا مچاتے ہیں۔

(۱۹) موطا امام مالک ص ۵۱۰ تا ۵۲۱ میں روایات سے ظاہر ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ ایک کلمہ سے بھی تین طلاق واقع ہونے کے قائل ہیں جبکہ غیر مقلدین بالکل نہیں مانتے۔

(۲۰) رکعات تراویح میں ۲۰ رکعت کے تراویحوں میں ۱۹ نوافل کے بھی امام مالک رحمہ اللہ قائل ہیں جبکہ غیر مقلدین اس کو بالکل نہیں مانتے۔

میں نے کمالی مینہ سے نہ آپ کا وضو نہ 'نہ نسیم' نہ نماز نہ جنازہ' حلال و حرام اور نکاح و طلاق میں ان سے اختلاف کرتے ہو ہر عوام کو مبالغہ و بیعت ہو کہ ہمارا دین یہ والا ہے۔ کیا اس بشارت سے موت پونے پر آپ کو بھی خیال نہیں آتا کہ ہم نے ایک انہ کے ہاں ایک ایک بات کا مناسب دینا ہے اور جہاں نہ زور ملے گا نہ زور۔ ابھی قریب کار و داؤد نکلا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت گناہوں کو آواز نہیں دیتی ہے کہ آواز پ کر لو۔

کتاب و حدیث :

مکمل دین پر آپ کی ایک بھی کتاب نہ مکمل کی گئی اور نہ حدیث میں اور کوفہ میں دین اسلام ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذریعہ آتا کہ حدیث سے آئے تھے۔ علامہ طاہر الدین رحمہ اللہ نے حدیث منورہ میں روضہ پاک پر بیڑہ کر ایک جامع اور مکمل کتاب "در مختار" تحریر فرمائی۔ اس میں لکھتے ہیں: الماحصل قرآن پاک کے بعد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا مجموعہ ہیں اور اس کی بھی دلیل کافی ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ آپ کا بیڑہ چلایا اور دوسری دلیل یہ ہے کہ امام نے کوئی قول ایسا نہ فرمایا ہو سکی نہ کسی امام کا نہ سب سے بڑا (یعنی سب اللہ آپ ہی کے خوش چین ہیں) اور تیسری دلیل یہ ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ کے زمانے سے آج تک سلطنت اور فتنا کے عہدے ان کے مقلدین کے پاس رہے ہیں۔ علامہ شاہ رحمہ اللہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ خلافت عباسیہ بنی کی مدت حکومت تقریباً پانچ سو سال ہے۔ اس میں اکثر قاضی اور مشائخ (یعنی شیخ الاسلام) اہل حق تھے، بیاد کہ کتب تاریخ اس کی شاہد ہیں۔ ان کے بعد سلاطین ستمگ اور فاجر بنی سب کے سب حق تھے اور خلافت عباسیہ بھی

حنفی حنفی اور ان کے قاضی بھی حنفی یعنی شافعی کے زمانہ تک نہ سو سال کے سلاطین اسلام حنفی گزرتے ہیں۔ حضرت شاد ولی اللہ بھی فرماتے ہیں۔ درمبع بلدان و جمیع اقالیم بادشاہان حنفی اند و قضاۃ و اکثر مدرساں و اکثر عوام محلی اکھبات حنفیات میں ہے یعنی تمام ملکوں اور شہروں میں بادشاہ حنفی ہیں اور اکثر قاضی، اکثر مدرسین اور اکثر عوام حنفی ہیں۔ انھیں دوسری صدی سے چودھویں صدی کے وسط تک تقریباً ہر سو سال حرمین شریفین کے غلام حنفی رہے اس کے بعد آج تک حنفی ہیں۔ "اہل قرآن" اور "اہل حدیث" کو کبھی اللہ تعالیٰ نے حکومت و طاقت کے نعمت حرمین شریفین کا موقع نہیں دیا۔ ان کی حکومت تو کچھ ان کا وقت و تہذیب و تمدن شہروں میں نہیں تھا۔

مولانا شفاء اللہ کا اعتراف حق :

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام نے ۲۰ اکتوبر ۱۱۳۳ھ کو ایک اعلان اپنے فرقہ وارانہ اخبار اہل حدیث امر قہر میں شائع کیا۔ فرماتے ہیں ایرادوران اسلام! جماعت (غیر مقلدین) کے اکثر افراد جانتے ہیں کہ مولانا احمد صاحب دہلوی سات آٹھ سال سے مدینہ طیبہ میں مقیم ہیں۔ جب آپ وہاں پہنچے تو اس مقدس شہر کے ساکنین میں سے کسی کو اہل حدیث نہ پایا۔ نہ اس جماعت کا کوئی مدرسہ ہے نہ رہائش و دیگر کسی خدمت کے ادارہ اس جماعت کے وہاں موجود ہیں نہ اس جماعت کا وہاں تذکرہ ہے نہ نام و نشان۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صدیوں سے اس جماعت کے اعمال ثابتہ دینہ الرسول ﷺ کی خدمت سے خالی ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر دل پر سخت چوٹ لگی اور یہ حد افسوس ہوا کہ یہ مرکز اسلام! یہ دربار نبی ﷺ کا مسکن جہاں دنیا بھر کے مسلمان جمع ہوتے ہیں وہاں کوئی اہل حدیث کا نام لیا اور نہ اہل حدیث کا مبلغ نہ ہو؟ سختی شرم کی بات ہے کہ دعویٰ قہر سنت کا اور پھر صاحب سنت مضرہ کے گمراہ بنہ طیبہ میں اس احمقیدار قوم کا کوئی حصہ بھی

نہ ہو! افسوس انا اللہ۔

اسی طرح کہ حرمین میں ان کا پہلا مدرسہ دارالحدیث محمدیہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ کو شروع ہوا۔ اس کا بانی عبدالحق نوٹاری (احمد پور شریف) تھا۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی کہ جیسے مرزائیت پر نہایت حرب ممالک و خطروں میں پاک و ہند کی اسی طرقت غیر مقلدیت بھی پاک و ہند سے گئی، اسی طرح قادیانیوں اور اہل قرآن کا یہ دعویٰ باطل ہے کہ ان کا دین قازمی ہے اسی طرح غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ ہمارا دین کے دین ہے آیا ہے ایلہ ذہر است نہ تعجب غلط بیانی ہے۔ میں نے کہا آپ کو تو کہ حدیث سے اتنی بھی نسبت نہیں جتنی توں کو کہ حدیث سے ہے کہ اگر وہاں کے شیعہ تو وہاں سے نکالے ہوئے تو ہیں۔ میں نے کہا کیا آپ اسلام کی پہلی سڑک سے تیرے صدیوں میں کسی ایک عظیم اسلام، کسی ایک قاضی، کسی ایک امام مسجد حرام یا امام مسجد نبوی ﷺ حرمین شریفین کے کسی ایک خاکروب کو بھی کسی مصنفہ کا عقلی شہادت سے مقلد ثابت کر سکتے ہیں کہ نہ اس میں اختلافی اہلیت تھی اور نہ وہ تنہا کہ نامائیکہ غیر مقلد تھا۔ اختلاف کا کارائش اور مجتہد کی تقلید کو شرک کہتا تھا۔ دیدہ پادشہ۔ مزاراں کو شید۔

سلاطین اسلام :

اس نے کہا آپ نے بڑے لغز سے کہا ہے کہ تمام سلاطین اسلام حنفی رہے ہیں۔ یہ درست ہے اور بجا ہے۔ آخر سلاطین حنفی کیوں نہ ہوتے جبکہ حنفی فقہ نے شراب اور زنا کی بھی ممانعت دے رکھی ہے۔ امام ابو یوسف، ہارون رشید کو خوار شراب بنا کر پلاستے تھے۔ اس شراب کا نام ہی ابوجہنم تھا۔ میں نے کہا بہت بڑی جرات ہے کہ تمام سلاطین اسلام کو زانی اور شرابی کہا جائے اتنا کھل کر تو شاید کسی کھلے کافر نے بھی آج تک نہ کہا ہو گا اور اس سے بڑی جرات یہ ہے کہ تمام فقہائے اسلام کو شراب اور زنا کا جائز قرار دینے والا کہا جائے۔ نبی اقدس ﷺ

نقد کو خیر اور فساد کو خیار فرمائیں اور آپ لوگ نقد کو شر اور فساد کو اشرار قرار دیں:

قیامِ حشر کیوں نہ ہو کہ ایک پلچڑی جیجی
کرتے ہے حضورِ بلبلِ بستانِ نواسجی

آنحضرت ﷺ نے بالکل بجا فرمایا تھا کہ اس امت کے آخر میں ایسے لوگ آئیں گے جو اس امت کے اسلاف کو لجنِ طعن کیا کریں گے۔ اس فرمانِ رسول ﷺ کی صداقت کا غیر مقلدین نے آنکھوں سے مشاہدہ کر دیا۔ اس نے کہا عالمگیری میں شراب کو جائز کہا گیا ہے جو بادشاہ کے لئے لکھی گئی ہے اور شراب ابابو سنی کا ذکر بھی اسی میں ہے۔ میں نے عالمگیری کا اردو ترجمہ اس کے سامنے رکھ دیا۔ وہاں لکھا تھا: خمر کے لئے پتہ حکم ہیں: (۱) اول یہ کہ خمر کا تصور ایسا اور بہت چھپا ہوا ہے اور اس سے دوا کے طور پر بھی انفعالی حرام ہے۔ (۲) دوم یہ کہ اس کی حرمت کا منکر کافر ہے۔ (۳) سوم یہ کہ جس طور سے لوگ متاعِ فائدہ حاصل کرتے ہیں مثلاً بیج و ہدہ وغیرہ کے طور پر خمر کا مالک ہونا یا دوسرے کو مالک کرنا حرام ہے۔ (۴) چارم یہ کہ خمر کا تقوم باطل ہو گیا حتیٰ کہ خمر کا تکف کرنے والا مسلمان نہ ہو گا یعنی کسی نے کسی کی شراب انڈیل کر ضائع کر دی تو اس کو شراب کی قیمت نہیں دینی پڑے گی۔ (۵) پنجم یہ کہ خمر حلال شراب اور خون کے نجاستِ غلیظ ہے۔ (۶) ششم یہ کہ اس کے خورد و یا مت پیچے سے حد شرعی واجب ہوتی ہے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۳)

نہ اکا خوفِ گردِ کیا اسی کا نام شراب کی کھلی جھٹی ہے۔

تو اسے ہاں نہ خیر شراب کی طرح ٹپاک اور آپ کے ہاں خرابی ہے انزل
الابرار ج ۱ ص ۱۴۹ اس نے کہا پھر شراب ابابو سنی کا کیا قصہ ہے؟ میں نے کہا
ابابو سنی عمر نہیں ہے اس کا نام یسحج یا شیش "عالمگیری" نے بیان کیا ہے۔ میں

نے کہا قاضی ابوبکر رحمہ اللہ کا وصال ۸۲ھ میں ہے۔ آپ نے عالمگیری سے حوالہ دیا ہے ۱۱۸۸ھ کی کتاب ہے: باب کہ سنائی ۳۰۴ھ جو کہ صحاح ستہ میں شامل ہے اس میں ہے: "عن ابراہیمہ لا باس بنبذ البصنح" "نبذ یعنی تیرہ کے پینے میں کچھ قنات نہیں تو اگر قاضی صاحب نے ہارون رشید کو اس شیرہ کے پینے کی اجازت دی تو یہ کس حدیث کے خلاف ہے؟ آپ کوئی آیت یا حدیث پڑھیں جس میں یسحج کو حرام قرار دیا گیا ہو اور بخاری (۳۵۶ھ) میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جراحِ بکر اور حجاز میں نبیل مریض نے غلام شیش کا پتہ دار ست رکھا ہے۔ بخاری ترجمہ ج ۱ ص ۳۸۰) کیا ان حضرات کو بھی قاضی ابوبکر رحمہ اللہ قوی دے؟ نہ ہے؟ آپ صرف اور صرف آیتِ حوالہ دیں کہ نقد کئی میں خمر کے ایک ٹکڑے کو بھی حلال یا پاک کہا گیا ہو اور اس جھوٹ سے تو یہ کہیں۔

اس نے کہا بچنے میں خمر کا لفظ دکھا تا ہوں درمیان میں صاف ہے کہ خمر میں مکدم کو جوش دیا جائے تو وہ کئی بار جوش دے کر نکلتا ہے نہ پاک ہو جاتی ہے۔ میں نے درمیان دکھائی اس میں ہے کہ جو گیسوں شراب میں پھانسی جائے وہ بھی پاک نہ ہوگی اسی پر توفیقی ہے (ص ۱۷۷) آپ نے یا تو خیانت کی ہے یا اجازت سے ایسا کیا ہے۔ پھر میں نے نزلِ ابرار اور دکھائی کہ آپ کے ہاں تو خمری پاک ہے۔ خمر میں پاک یا ہو اکیسوں پاک ہے بلکہ خمر میں آکا کو نہ کر دینی پائی جائے تو اس کا کھانا بھی حلال ہے۔ اس نے کہا آپ کی چادریں میں لکھا ہے کہ شراب کا سرکہ بنا جاتا ہے۔

میں نے دکھایا کہ انہوں نے ساتھ حدیث بھی دی ہے: حبر حلیکم حلل
عصرکم بحزن سرکہ وہاں شراب سے بنا جائے اور آپ کے ہاں بھی یہی ہے۔ اما الحمر اذا صار خلا فبصبر حلالاً۔ شراب جب سرکہ بن جائے تو بیجا حلال ہے۔ (انزلِ ابرار ج ۱ ص ۲۸۵) بچنے بخاری میں بھی ہے کہ حضرت

انہ کے وصل کے بعد ولی کامل احمدت اعظم ابدال وقت کے خواب میں انہیں دیکھا اور پوچھا محمد کیا کری؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تجھے علم کا خزائن عطا تھا اس لئے کوئی مذہب نہیں جاہلت میں چلا جاؤں اس علم اثنیٰ عمل میں ہوں۔ میں نے پوچھا قاضی ابویوسف رحمہ اللہ کہاں ہیں؟ فرمایا وہ مجھ سے بھی بلند مقامات پر ہیں۔ پھر میں نے پوچھا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہاں ہیں؟ فرمایا وہ تو کئی درجہ ہم سے بلند ہیں۔ (بخاری ج ۱۲ ص ۱۸۸)

میں نے کہا جو لوگ صدیوں سے جنت نہیں ہیں۔ آپ اب بھی ان کو معاف نہیں کرتے۔ وہ کہتے تھاکہ قاضی صاحب نے ایک جلد بتایا کہ آدمی لونڈی کی بیع کر دیا آدمی رب کر دیا اور یہ واقعہ جو خطیب جلد اسی نے شد سے لکھا ہے۔ میں نے کہا یہ خطیب نے جلد ۱۳ میں لکھا ہے جبکہ جلد سوم میں اس کی شد کے راوی محمد بن ابی الازھر کے بارہ میں خود لکھ آئے ہیں کہ: کتاب کذابا قبیح المذہب صاھر قد یعنی وہ مسلم کذاب ترین بھوت بیان کرتا تھا۔ پھر اس شد میں حماد بن اسحاق موسلی ہیں یہ دونوں باپ بیٹا زمانہ کے مشہور گوہر تھے ایسے جھوٹوں اور گویوں کی روایت سے ان علیل واقعہ و تکرار پر حقیقت لگائی جاتی ہیں۔ اس نے کہا شاید بعض شوافع نے اس قسم کے واقعات اس لئے ذکر کئے ہوں کہ امام شافعی جب عراق میں گئے اور ملیف بارون رشیدی مجلس میں پہنچے۔ خلیفہ کے سامنے قاضی ابویوسف نے امام شافعی کو بہت کرانا چاہا۔ آخر بارون رشید نے ان دونوں کا مناظرہ کر دیا جس میں قاضی ابویوسف کو بری طرح شکست ہوئی یہ سختی بری بات ہے کہ قاضی صاحب نے محض حسد سے ان کو کرانے کی کوشش کی حالانکہ انہیں تو عالم کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے تھی اور یہ واقعہ شد کے ساتھ مذکور ہے۔ میں نے کہا کہ اس کی سند میں عبد اللہ بن محمد البلیوی ہے جس کے بارہ میں امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ وہ جھوٹی حدیثیں گھڑا کرتا تھا میزان الاعتدال ج ۱ ص ۱۲۸) جب دور رسول پاک سوچتے ہو۔ بھوت بولا تھا تو قاضی صاحب پر کیوں

نے پوچھا؟ اس شد کا راوی راوی احمد بن حنبل ہے جس کو میزان میں ذہبی نے بیان و حلیٰ کہا ہے۔ ابن ابی اصیٰص ۱۱۵۹ ایسے جھوٹوں کی روایات سے آپ امر کیا کہ پر حقیقت لگاتے ہیں اور اس واقعہ کے جھوٹا ہونے کی سب سے بڑی حرجی شہادت یہ بھی ہے کہ حضرت امام شافعی ۸۳ھ میں عراق تشریف لائے جبکہ اس سے دو سال قبل حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ وصال پا چکے تھے کیا وہ دو سال بعد قبر سے اٹھ کر امام شافعی رحمہ اللہ سے مناظرہ کرنے آئے تھے؟ آپ لوگوں کا جب معاملہ ہے کہ آپ آؤ تو بخاری کی حدیث "قرب تو اقل" اور مسلم کی حدیث اذ اقر افاقہ تصنعہ الا انکار کر دو اور بڑھانے پر آؤ تو ایسے جھوٹے قصوں کو وہی آسانی سے بڑا درجہ دے دے۔ اس نے کہا کہ بنی سلاطین اسلام پر آپ غر کرتے ہیں یہ وحی تو ہیں کہ حرم کد میں ساز سے پانچ سو سال ان کی حکومت میں چار مصلے رہے۔ اللہ بھلا کرے۔ سعودی حکومت کا اب ایک ہی مصلیٰ ہے۔ میں نے کہا کہ جب چار مصلے تھے شمار اس وقت بھی نہیں تھا اور اب ایک ہے تو شمار اب بھی نہیں ہے۔ بلکہ اس سے آدھا تو چھوٹا کہ ابشت کے مذہب چار ہی ہیں۔ آپ کا ابشت میں کبھی بھی شمار نہیں ہوا۔

فرضی مناظرہ :

وہ کہنے لگا بارون رشید نے کہ محمد بن امام شافعی اور امام ابو یوسف کا مناظرہ کر دیا جس میں ثالث امام الگ تھے۔ اس میں اذان مصلح اور وقت کے مسائل زیر بحث آئے جس میں بارون رشید کے سامنے ابویوسف کو شکست فاش ہوئی اور آپ نے امام ابو حنیفہ کے ان تین مسائل کو چھوڑنے کا اعلان کر دیا۔

اس کام کو سننے ہی امام میں ایک کھلمی سی چٹکائی اڑ اڑا زیں اُسے لگیں آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ تخلیق کو تو کہتے ہیں اور امام صاحب رحمہ اللہ کے مذہب سے منہ موڑتے ہیں۔ اگر عربی تھی تو ۸۸ھ میں ابن الجوزی نے بے حد فاش کر دیا کہ یہ ہے اور

لکھا کہ یہ مناظرہ ۱۸۸۷ء میں ہوا۔ اب ارکان مناظرہ، خود فرمائیں۔ ہارون رشید
 منظرہ میں ضابطہ بنا اور ۱۸۸۷ء میں ولایت پٹی اور امام مالک ورمائے جو اس مناظرہ کے
 جانتے تھے جاتے ہیں وہ منظرہ میں مناظرہ سے پانچ سال پہلے وصال فرما گئے تھے اور پہلے
 مناظرہ قاضی ابوعبید اللہ رحمہ اللہ اس مناظرہ سے دو سال قبل ۱۸۸۵ء میں وصال فرما گئے
 اور امام شافعی رحمہ اللہ محدث میں تو امام محمد رحمہ اللہ سے عرصہ پہلے ہی تھے۔ وہ
 طالب علم تھے ابھی بحیثیت معلم ان کا تعارف ہی نہ تھا انہوں نے ۱۸۵۵ء میں ابتدا کا
 آغاز کیا۔ چھ سال تقریباً وہ سبق قدیم فرمایا پھر مصر تشریف لے گئے اور وہاں مذہب جدید
 کی تدوین شروع فرمائی۔ وہ محدث میں وصال فرمایا۔ پھر اس مناظرہ میں یہ ہے کہ حضرت
 ابوسعید مدنی بجز مودن و مول تھے جس کا کوئی ثبوت کسی حدیث کی کتاب میں نہیں۔
 اس مناظرہ میں یہ کہ مال مجاز کے پوتوں نے کہا کہ مال مجاز کی اذان میں ترمذی تھی۔
 نہ ہی کسی تاریخ میں مال مجاز کے پوتوں کا ثبوت نہ ہی ان کی حدیث میں نہ کوئی ثبوت
 ہے اور پھر یہ بات حدیث مسند احمد کے خلاف ہے کہ کتب احادیث میں حضرت مال مجاز
 سے عدم ترمذی والی اذان ہی متواتر ہے (مطالعہ) یہ سب باتیں اس فرضی مناظرہ کے
 ہونے ہونے کے دلائل ہیں۔ پھر جو تجویز کر گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ دوسری
 صدی میں حرمین شریفین میں امام صاحب رحمہ اللہ کی تقلید ان قدر مضبوط تھی کہ عالمی
 تو کیا قاضی القضاۃ کو بھی وہ امام کی تقلید سے نفرت نہ دیکھ سکتے تھے اور اس پر بھی شور اور
 کھلبلی مچ پاتی تھی۔ اس کھلبلی پر نہ ہی ہارون رشید نے حکم کیا کہ امام مالک نے نہ ہی
 امام شافعی اور امام ابوعبید اللہ سے نہ ہی اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت تقلید مصلح کے
 واجب پر سب کا اجماع تھا۔ جو لوگ یہ بیوقوف اور بیگانہ کرتے ہیں کہ جو قاضی مدنی تک
 تقلید مصلح کا واجب نہ تھا اور وہ بھی نہ تھیں کہ اس بیعت سے وہ بے گناہی پائیں۔ اب وہ
 مذہب فرماتے تھے الحمد للہ میری امت سے خلا نہیں ملے گا اور انہیں یہ۔ میں ہر قسم کی

دلائل و دلائل کو نظر میں رکھ کر

پیر جہنڈا سے تقلید، قرآنہ خلف الامام اور آئین پر مناظرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن سے تقریباً دو سال پہلے پہلی دفعہ منظرہ میں یہ مناظرہ ہوا۔ ماقبل ضلع یہ ہیں
 میں منظرہ قرآنہ تعلق الامام پر دوسری دفعہ ہوا۔ ماقبل منظرہ میں میں مصلحتی
 گئی تھی کہ اس فرقہ کی عجیب اذیت ہیں کہ خود کو ماری دنیا کو بے گناہ مانتا ہوا حق
 کہتے ہیں لیکن قرآن طائی کو اپنی صفاتی پیش کرنے کا بھی حق نہیں دیتے۔ میں نے
 جب دوسری میں واضح کیا کہ منظرہ قرآنہ تعلق الامام میں اہلسنت و اجماعت حق
 کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ پر عامل ہیں ان کے بارہ میں یہ دیکھنا کہ
 وہ قرآن اور حدیث کے خلاف امام ابوعبید اللہ رحمہ اللہ سے قیاس کر لیں
 یہ بالکل لٹا اور بھوت ہے۔ یہ ایک بہت بڑی ہمارت بھی ہے۔ اس میں ایک
 طرف تو سیدنا امام اعظم امام ابوعبید اللہ رحمہ اللہ کے متعلق اختلاف یہ گمانی ہے کہ وہ
 معاذ اللہ قرآن و حدیث کے مخالف قوت دیتے تھے اور دوسری بیوقوف اور اہل اسلام
 کے بارہ میں یہ گمانی ہے کہ صدیق سے بیوقوف اور اہل اسلام قرآن و حدیث کو چھوڑ
 کر امام صاحب کے فتوے پر عامل ہیں حالانکہ جس طرح نماز یا امانت میں مقتدی
 امام کی رہنمائی اور تابعدار رہی ہے اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کرتا ہے بالکل اسی طرح

جسے کل محمدؐ واک سعادہ ہے۔ مناظرہ کا من کران پر لکھی طاری ہو جاتی ہے۔ اس کے دو سال بعد لاڑکانہ میں رونق پین پر مناظرہ ہوا۔ سب غیر مقلدین علماء نے منت سہابت کی کہ یہ صاحب مناظرہ کے لئے پہلی محرومیتوں نے سلفہ انکار کر دیا تو یہ بلع الدین کے بڑے بھائی جرحب اللہ شاہ صاحب آئے تھراں میں بھی مناظرہ کی ہمت نہ ہوئی وہ بھی مسودہ فریق کے اندر جتنی کو مناظرہ کے لئے ساتھ لائے جو خود سب اہل مدثرین کو غیر مسلم اور فرقہ پرست کہتا تھا۔ بیروان سے ایک سی مطالبہ تھا کہ آپ لوگوں کا عمل سب کے سامنے ہے کہ آپ لوگ چار رکعت میں انوار جگہ پر رونق پین نہیں کرتے اور اس جگہ کرتے ہیں۔ یہ آپ کا پیش کا عمل ہے اور آپ کہتے ہیں کہ جو اس طرح نماز نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ آپ صرف ایک، صرف ایک اور صرف ایک صحیح حدیث پیش کر دیں جس میں یہ چاروں باتیں سراستہ ہو رہوں۔ انوار جگہ پر رونق پین کی نقل اس ہندو اپت "پیش کا قافہ اور جو اسی طرح رونق پین نہ کرتے اس کی نماز باطل" میں یاد دہاں ہو اس وقت پھر نقل رونق پین سے پڑھوں گا اور پیش کے لئے زندہ گی پھر اس مسئلہ پر نقل کروں گا اور اس کی تصحیح بھی کروں گا محروم کوئی ایسی حدیث پیش نہ کر سکے اور انھوں نے مناظرہ کا اثر اہل حق کے فتن میں ہی رہا۔ اس مناظرہ کے بعد جرحب اللہ شاہ نے بھی مناظرہ سے انکی تہ کی کہ موت تک پھر مناظرہ کا نام نہ لیا۔

اب کئی سالوں کے بعد غیر مقلدین کی ہاں کڑھی میں پھر ایال تھا۔ لاڑکانہ میں ڈاکٹر غلام محمود سروسر صاحب اور مشتاق احمد جونی صاحب سے مناظرہ طے کر لیا اور ۱۲ اکتوبر ۹۵ء کی تاریخ مقرر ہوئی۔ غیر مقلدین نے مناظرہ تو مقرر کر لیا لیکن جرحب اللہ نے مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ بچاؤ سے ہمت دوڑا۔ بھاتے مگر کسی نے حامی نہ بھری۔ آخر انھوں نے سلسلہ سے مایوس ہو کر ہتاجاب

روغ کیا اور طالب زیدی کو مناظرہ کے لئے روانہ نہ کیا۔ طالب زیدی اور جرحب اللہ دین دونوں ایک دوسرے کو اہل حدیث کہتے ہیں لیکن ان کی نہ نماز انہیں میں ملتی ہے نہ حرام حلال کے مسائل میں ملتی ہیں۔ جرحب صاحب روغ سے تھک کر قوم میں بھی جتنے پر ہاتھ باندھتے ہیں جبکہ طالب زیدی قوم میں ہاتھ باندھنے کو غلام کہتا ہے۔ جرحب صاحب خود لکھتے کہ شرک اور اس پر اجرت لینے کو حرام کہتے ہیں۔ اس پر ان کا مستقل رسالہ ہے جبکہ طالب زیدی نے خود کے جواب پر رسالہ لکھا ہے۔ طالب زیدی سے پہلے ہارون آباد میں مناظرہ ہوا۔ اس نے کہا تھا کہ اہل حدیث جو نماز پڑھتے ہیں ان کے عمل انکار اور تہیہ امانیت صحیحہ صرف غیر معارف سے ثابت کروں گا محرومیں نتیجہ علم ربکہ اہلسنت و الجماعت نے مناظرہ ہارون آباد کے نام سے محل مناظرہ شائع کر دیا۔ مناظرہ میں یہ اپنی نماز کے بارہ میں سوالات کا جواب دے دیتے تھے۔ دس سالہ کتاب چھپنے کے بعد کئی جگہ پر اہل باب نے اس کو کتاب کبھی کہ تم نے اپنی نماز کا ثبوت نہ دے کر سب اہل مدثرین کی جو خاک کھائی ہے آپ ہی اسی کا جواب لکھ کر شائع کریں تاکہ اس عالمگیر رسوائی سے ہم کچھ نیک محروم تباہ نہ اس کا جواب شائع نہ کر سکے۔ اس مناظرہ سے یہ اتنا غافل ہوا کہ اہل بدعت کی شاکر و بی اعتباری اور ان لوگوں نے جو اعتراضات اہلسنت پر کئے تھے ان سب کو قطع کر کے کسی سے اس کا کوئی ترمیم نہ کروا دیا اور عرب میں اس کو شائع کروا دیا اس کا نام "الذیہ بدعتیہ" رکھا۔ وہیں سلسلے کھانے والوں نے اس کتاب کو خوب تعظیم کرایا۔ انصار اہل السنہ اور سلسلے اس کی اشاعت میں پیش پیش تھے مگر سعودی عرب کے ذمہ دار علماء نے ان کے خلاف ایک سینیار کا اجرام کیا۔ چنانچہ روزنامہ اردو نے دو جلد ۱۹، جلد ۲۰ میں اس سینیار کی کاروائی شائع ہوئی۔ دانش الہیہ (ایک سعودی عرب کے ممتاز علماء و دین نے انصار اہل سلسلے کی سرگرمیوں سے توجہ دے لیا کیونکہ یہ امت

مسند۔ مکتبہ فکر و عمل پر لفظ اثرات ڈال دی ہیں۔ حقایق فری روزنامہ کے مطابق ریاضی کی معروف جامع مسجد میں ہونے والے ایک مذہبی سیمینار کے شرکاء نے تلمیذ کی بظاہر اسلامی نام رکھنے والی ان جماعتوں سے امت کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ شیخ عبداللہ بن عبدالرحمن الجبرین شیخ صالح بن عبدالعزیز آل شیخ اور شیخ عبدالعزیز عبداللہ آل شیخ نے زور دے کر کہا کہ قرآن و احکام اسلام اپنے عقائد اور اپنی جماعت کے پابند ہیں کہ اسی میں ان کی صلاح و بہبود مضمر ہے۔ شیخ جبرین نے مذکورہ جماعتوں کے قائدین سے کہا کہ وہ اس قسم کے نام رکھنے سے گریز کریں کیونکہ اس سے بلاوجہ یہ لفظ ناثر پیدا ہوتا ہے کہ بس وہی قرآن و سنت اور توحید و وحدت کے علمبردار ہیں۔

یہ جدو کے اردو اخبار کی عبارت ہے جس میں سعودی علماء نے سلفی اور انصار السنہ علماء کو سخت چیلنج فرمایا ہے۔ طالبِ نبی کا علم ہے کہ اس نے انقلاب الحقیق فی مسئلہ دفع البدین نامی ہے اس میں قرآن کی آیت لکھتا ہے، فَوَمَوَالِہُ کَثِیْرَیْنِ مِّنْ ۚہُمْ اَصْلَ لَفْظ "فَنَاقِیْنِ" ہے۔ ایک جگہ لکھتا ہے بدالبت قومسی یَعْقِلُوْنَ (اجائے عقلوں کے) اس ۱۵۵ ابن الہمام کو ابن مام ۳۱ ابوبکر بن البصاص کو ابوبکر النحاس ۳۳ امام سفیان کو امام سلیمان ۱۸۱ قسری خلیفہ کو امام بن حماد ۳۳ دوسری جگہ امام کو دہرہ ۳۳ دفع الضعیفین کے مصنف کا نام علامہ عدلی لکھتا ہے ۳۳۳ ایسے مناظر کے مناظر کو کیا خاک کرنا چاہیے۔

شمرانک :

جب ہم نے تحریری طور پر لکھ بھیجا کہ آپ کے ہاں دلیل صرف قرآن و حدیث ہے۔ آپ پر لازم ہو گا کہ اپنے دعویٰ کی پابندی کریں کہ قرآن و حدیث کے علاوہ کوئی بات نہ کریں۔ جس وقت بھی آپ نے کسی ایسی بات کا قول کیا آپ کو مناظرہ سے روک

دیا جائے گا کیونکہ آپ اہل حدیث نہیں ہیں بلکہ اہل اراء بن جائیں گے۔ چونکہ اہل اور رسول مکتبہ نے کسی ایک حدیث کو بھی صحیح یا ضعیف نہیں فرمایا اس لئے آپ کو نہ کسی حدیث کو صحیح کہنے کا حق ہو گا اور نہ ضعیف کہنے کا اگر آپ اپنی رائے سے یا کسی ایسی ہی رائے سے کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف کہیں گے تو آپ اہل اراء بن ہوں گے۔ اس پر طالبِ نبی ایسا بولنا چاہتا ہے کہ خیر لکھ بھیجا کہ یہ کبواس ہے۔ اب فوراً قرآنی قرآن و حدیث کی پابندی کو اس نے کبواس کہہ کر قرآن و حدیث کی تکمیل تو بین کی اور اس مطالبہ کو کہ حدیث کو صحیح یا ضعیف اپنی مسند و دلیل سے ثابت کرنا اس کو کبواس کہہ کر دیکھ لیے آخرت اور مناظرہ سے فرار کر کیسے اختیار کرے گا۔ افسوس کہ اس نے اس کے خلاف کیا ہے۔ اگرچہ اہل اور رسول مکتبہ نے کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف نہیں فرمایا لیکن اگر ائمہ اربعہ و صحیحہ اہل نے کسی حدیث کو قبول کر لیا تو وہ دلیل اجماع ہمارے نزدیک صحیح ہو گی جیسے دوسرے میں لکھے والے کی روایت ہو جاتی ہے اس مسئلہ کو چاروں ائمہوں نے قبول فرمایا اور اگر کسی حدیث کو چاروں ائمہوں نے باہتلاف چھوڑ دیا تو یہ ائمہ اس حدیث کے حروک و معلول ہونے کی دلیل ہے۔ جیسے ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرات سے فرات پر آپ ﷺ نے فرمایا جب میں بحر فرات سے کروں تو میرے پیچھے چھوڑ دیا۔ پڑھنا مگر واقعہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اب چاروں ائمہ نے باہتلاف اس حدیث کو چھوڑ دیا کیونکہ کسی ایک ائمہ نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ جو شخص جری نماز میں ائمہ کے پیچھے قراوت نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اسی طرح در کتبوں سے ائمہ کر تیسری روایت کے شروع میں شیخ یحییٰ بن کرنا اس حدیث کو چاروں ائمہوں نے باہتلاف چھوڑ دیا۔ اسی طرح ترمذی شریف اور نووی شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے پڑھنا چھوڑنے کی حدیث کو چاروں ائمہوں میں سے کسی نے بھی قبول نہیں کیا۔ ایسی اعلیٰ حدیث ہمارے ہاں ائمہ اسروہ ہیں۔ ہاں جس حدیث میں ائمہ اربعہ میں اختلاف ہو گیا تو جس حدیث کے موافق ہمارا ملتی ہے قول ہو گا ہم اس کو صحیح کہیں گے کیونکہ

ہمارے نزدیک جھنڈ کا استدلال صحت حدیث کی دلیل ہے۔ الغرض طالبِ نبوی اپنے دعویٰ کو ہی چھوڑ گیا اور ہم اپنے دعویٰ پر الحمد للہ قائم رہے۔

انتخاب موضوع :

ان دلائل سے لوگ گمراہ کرتے ہیں کہ فتویٰ کی ساری نماز لفظ ہے اور ساری نماز حدیث سے ثابت ہے تو ان کا فرض تھا کہ اپنی مکمل نماز کو حدیث سے ثابت کریں مگر یہ ان کے بس کی بات نہیں۔ آپ حضرات خود غور فرمائیں کہ اگر نماز میں صرف تین مسائل وہ حدیث سے ثابت بھی کر دیں تو نماز کے بیسیوں مسائل جو ہرگز ہرگز حدیث سے ثابت نہیں تو ایسی نماز کو کن حدیث الٰہی کہ سکتا ہے۔ پھر یہ بھی کسی حدیث میں نہیں کہ اگر یہ تین مسائل حدیث سے ثابت ہو جائیں تو ساری نماز حدیث والی ملتی جائے گی۔ ان تین کا انتخاب بھی محض رائے سے کیا گیا۔ گویا اہل حدیث تو وہ کہیں تھے ہی نہیں۔

ان کا عمل :

ان سے کہا کہ آپ ہر مسئلہ میں اپنا مکمل عمل لکھ دیں کیونکہ دین بھی مکمل ہے اور اللہ کے پس بھی مکمل مکمل کا حساب رہتا ہے تو ثبوت بھی مکمل عمل کا ہونا چاہیے لیکن طالبِ نبوی زہر کا پالہ پی کر خود کشتی کی موت تو مر سکتا تھا مگر اپنا مکمل عمل لکھ دے اور پھر اسے حدیث سے ثابت کر دے یہ اس کے بس کی بات نہیں تھی۔ آخر ہم نے مکمل عمل لکھ بھیجا۔

قرأت خلف الامام :

غیر مقلدین اجری نمازوں میں امام کے پیچھے سورہ تیس یا اکل نہیں پڑھتے۔ من کو منع اور حرام کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ساری جماعت کے لئے ایک اذان، ایک اقامت، ایک سورہ کافی ہے۔ اسی طرح ایک سورہ سب کی طرف سے کافی ہے مگر سورہ

فاتحہ امام کی پڑھی ہوئی مقتدی کے لئے کافی نہیں خود ہر مقتدی کو پڑھنا فرض ہے ورنہ مقتدی کی نماز باطل اور بے کار ہوگی اور اسری نمازوں میں مقتدی پر فاتحہ فرض اور سورہ پڑھنا مستحب ہے۔ اس مسئلہ کو غیر مقلد مناظر ملے قرآن پاک سے ثابت کر کے اگر نہ کر سکا تو لکھ دے گا کہ اس مسئلہ میں قرآن پاک ہمارے سر پر ہاتھ رکھنے کو تیار نہیں۔ دوسرے نمبر پر بھی مکمل مسئلہ حدیث کی اس کتاب سے ثابت کر کے گاہی کا بیج کرنے والا نہ جھنڈ ہونے مسئلہ کو غیر مقلد ہو اور اس حدیث کا بیج ہونا دلیل سے ثابت کر کے گا اور یاد رکھے گا کہ اس کے نزدیک وہیں صرف اللہ اور رسول ﷺ کا فرمان ہے۔ کسی امتی کا قول پیش کرے تو اسے مناظر کو روک دیا جائے گا۔ اس پر طالبِ نبوی نے یہ تو تقریریں طویل طویل کر لیا کہ ہم اپنا یہ مسئلہ قرآن سے ثابت نہیں کر سکتے اور حدیث کی دلیل سے صحیح ثابت کر لے اور غیر مقلد کی کتاب سے ہونے کو نکوس قرار دے دیا۔ گویا یہ اعتراف کر لیا کہ وہ اپنے اصول پر اس حدیث کو نہ صحیح ثابت کرے گا نہ وہ حدیث کسی غیر مقلد کی کتاب سے دیکھائے گا پابند ہو گا۔ پھر ہم نے لکھ کر بھیجا کہ آپ نے تو یقین لیا کہ ہم ہر مسئلہ قرآن سے ثابت نہیں کر سکتے لیکن ہم الحمد للہ اپنا مکمل مسئلہ قرآن پاک سے ثابت کریں گے اور اس آیت کی تفسیر رسول پاک ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم رحمہم اللہ اور اجماع امت سے ثابت کریں گے۔ مگر اس نے زبانی طور پر تو ہمارے قرآنی دلائل سننے سے انکار کر دیا اور اپنے حوام کو دھوکا دینے کے لئے یہ لکھ بھیجا کہ غیر فاتحہ کے کسی کی نماز نہیں ہوتی۔ امام کی نہ مفزوی کی نہ مقتدی کی نہ مٹانک بحث اس میں ہے کہ امام کی قراءت (فاتحہ و سورہ) سب کی طرف سے ہو جاتی ہے۔ جب امام کی سورہ سب کی طرف سے کافی ہے تو فاتحہ بھی کافی ہے۔ اس کو یہ لکھنا چاہئے تھا کہ امام کی سورہ تو سب کی طرف سے ہو جاتی ہے مگر فاتحہ سب کی طرف سے نہیں ہوتی۔ پھر ہم نے یہ پوچھا کہ اس میں یہ بھی اہم ہے۔ غم کی نماز میں مثلاً ایک ہی فاتحہ ساری نماز کے لئے کافی ہے یا ہر رکعت میں فاتحہ فرض ہے۔ غیر مقلد کہنے

دکھائیں گے۔ اہل یہ احادیث ان کتابوں سے دکھائیں گے جن کا ہمعہ ہونہ مقلد بلکہ غیر مقلد ہو اور ہر ہر حدیث کا صحیح ہونا دلیل سے ثابت کریں گے اور یہ نہیں کہیں گے کہ ان کے ہل دلیل صرف اور صرف اللہ اور رسول ﷺ کا فرمان ہے۔ جس وقت وہ کسی احادیث کی دلائل اپنی دلائل بیان کریں گے ان کو مناظرہ سے روک دیا جائے گا کیونکہ وہ اہل حدیث نہیں رہے۔

طالبِ نہدی نے اس پر بھی دخل کر کے سے انکار کر دیا۔ ان کی اپنی پارٹی کے لوگ بھی پریشان تھے کہ یہ مناظرہ اپنے عمل پر بھی دخل نہیں کر سکتا وہ بلا شک و شبہ اپنا عمل بھی قرآن و حدیث سے ثابت نہ کر سکے بلکہ اس فرقے کے ہمعہ اہل حدیث ہونے میں کوئی شک نہیں رہا۔ یہ بات کہ جتنی جلد دلائل پر مقلدین کرتے ہیں یہ نبیاء و انبیاء اللہ "جی" "جی" "جی" اور مقلد بھی باطل شیعہ ہے نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔ ثابت ہے کہ ان تاجین نے نہ حق چھینا ہے نہ انکار کر دیا ہے۔ ان کے جو لوگ اس لفظ "جی" میں ہیں کہ غیر مقلدین دلائل دینی مشرور مشرور "اور عقائد و عقائد" کرتے تھے یہ باطل ہے ثبوت ثابت ہے۔ کبھی لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں کہ یہ سند اور ملامت اتر ہے۔ یہ بھی باطل لفظ ہے یہ سند اور ملامتوں میں ملتا ہے۔

الغرض لازمات اور گروہ و فوج کے سب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ جو فرقہ اپنے عمل عمل لکھ کر بھی نہیں دے سکتا اور وہ اسی کے نہیں لکھ رہا کہ اس کے پاس ثبوت نہیں۔ اب بھی کسی غیر مقلد میں وہ علم ہو تو وہ اپنی عمل لکھ کر ترویج اور احکام پر اصرار پاتا صرف قرآن و حدیث سے ثابت کر دے۔ یہ قیامت کی گنج تک بھی نہ کر سکیں گے۔

دیہ دیہ۔

نہ خیر اٹھے گا نہ تھوڑا ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

کیا فقہ کے منکر کو حضور ﷺ نے اہل حدیث فرمایا؟

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○

چند ماہ پہلے ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اس نے اپنا تعارف کرایا کہ میں اہل حدیث ہوں اور آپ کے بارہ میں سنا ہے کہ آپ اہل حدیث کے بہت خلاف ہیں۔ میں نے کہا میں تو اس دور کے اہل قرآن کے بھی سخت خلاف ہوں۔ اس نے کہا کہ جی اہل قرآن کے تو میں بھی بہت خلاف ہوں۔ پھر مجھے کئے لگا کہ حدیث کوئی بڑی چیز ہے کہ آپ اہل حدیث کے خلاف ہیں؟ میں نے کہا کہ قرآن کوئی بڑی چیز ہے کہ آپ اہل قرآن کے خلاف ہیں؟ اس نے کہا کہ اہل حدیث تو اسی دن سے ہیں جب سے حدیث ہے۔ میں نے کہا اہل قرآن بھی یہی کہتے ہیں کہ اہل قرآن اسی دن سے ہیں جب سے قرآن ہے۔ اور ان کا کہنا ہے کہ قرآن تو قدیم ہے تو اہل قرآن قدیم ہیں یہ نہایت اہل حدیث کے۔ اس نے کہا کہ وہ تو دور برطانیہ کی پیداوار ہیں۔ میں نے پوچھا اس کی دلیل کیا ہے؟ اس نے کہا یہ تو دوسرے سورج کی طرح واضح ہے کہ انگریز سے پہلے ان اہل قرآن کا نہ کہیں ترجمہ قرآن نہ قرآن کا حاشیہ نہ تفسیر نہ پورے ملک میں کوئی مسجد اہل قرآن۔ میں نے کہا کہ اسی دلیل سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ موجودہ فرقہ اہل حدیث بھی

دور برطانیہ کی یادگار ہے۔ کیونکہ انگریز کے دور سے پہلے کائنات آپ کا ترجمہ قرآن نہ ترجمہ حدیث نہ کوئی تفسیر نہ تھامی نہ پڑے ملک میں کوئی مسجد اہل حدیث..... اہل سنت و جماعت کا قاری ترجمہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا اردو ترجمہ شاہ عبد القادر محدث دہلوی رحمہ اللہ اور شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے عام طور پر دستیاب ہیں۔ محکومہ کا ترجمہ اردو مظاہر حق ترجمہ قاری اشعۃ اللمعات عربی شرح لغات التفسیر موجود ہے۔ آپ بھی انگریز کے دور سے پہلے کا اپنا ترجمہ قرآن ترجمہ حدیث دکھائیں۔ شاہی مسجد لاہور شاہی مسجد بیہون شاہی مسجد دہلی شاہی مسجد دہلی شاہی مسجد لاہور شاہی مسجد لاہور دور برطانیہ سے پہلے کی مساجد ہیں اور مسلمہ تاریخی حقیقت ہے کہ یہ مساجد اہل سنت و جماعت احناف کی ہیں۔ نام نہاد اہل حدیث کی کوئی مسجد ان کی مدرسہ یا مقبرہ بھی دور برطانیہ سے پہلے کا مسودہ نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ صحاح ستہ ہماری کتابیں ہیں میں نے کہا اس کی دلیل کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ حدیث کی کتابیں ہیں اور ہم اہل حدیث ہیں۔ اس لئے یہ ہماری کتابیں ہو گئیں۔ میں نے کہا کہ آپ قرآن کیوں نہیں مانتے؟ اس نے کہا ہم مانتے ہیں۔ میں نے کہا آپ کی دلیل کے مطابق تو قرآن اہل قرآن کا ہے نہ کہ آپ کا۔ دو دیکھنے لگا وہ دم کا دیتے ہیں۔ صرف اہل قرآن نام رکھ کر وہ قرآن پڑھ کر عیبانہ جھڑکتے ہیں؟ میں نے کہا: پھر آپ "اہل حدیث" نام رکھ کر حدیث پڑھ کر عیبانہ جھڑکنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ سب محدثین صرف قرآن و حدیث کو مانتے تھے وہ تو اس کو کار شیطان اور تقلید کو شرک کہتے تھے۔ میں نے کہا یہ بات بالکل بھٹ ہے اس کا الہ جیٹ کریں!۔ پہلے بات سمجھ لیں کہ تقلید کا فعل اجتہاد مسامح سے ہے۔ اجتہاد مسامح میں خود اجتہاد کی اہلیت و صلاح ہو اس کو "جتہ" کہتے ہیں۔ اور جو خود اجتہاد نہ کر سکے اور اجتہاد مسامح میں جو مسئلہ جھٹلے کتاب و

سنت سے اجتہاد کیا ہے۔ ہر شخص اس پر عمل کرے اس کو مقلد کہتے ہیں اور جو شخص نہ خود اجتہاد کر سکے نہ تقلید کرے اسے غیر مقلد کہتے ہیں۔ ہم اس تاریخی حقیقت کو مانتے ہیں کہ کتب حدیث کے جامعین و جتہ تھے جو آپ کے عقیدہ میں صلہ اللہ کا شیعان کرنے تھے یا مقلد تھے جو آپ کے نزدیک مشرک تھے۔ حضرات محدثین کے حالات میں جو کتابیں محدثین یا مورخین نے لکھی ہیں ان کے نام ہی اس قسم کے ہیں۔ طبقات خیر طبقات مالکہ طبقات شافعیہ طبقات حنابلہ اس کے برعکس طبقات غیر مقلد نامی کوئی کتاب آج تک کسی مسئلہ حدیث یا مسودہ کی لکھی ہوئی نہیں ملتی۔ آپ کسی کتاب سے ان محدثین صحاح ستہ کے بارہ میں نہیں دکھاتے کہ کس نے یا بحتہد و لا بقتلہ کہ اس میں نہ اجتہاد کی اہلیت تھی نہ تقلید کرتا تھا بلکہ غیر مقلد تھا۔ حضرت ائمہ مولانا خیر محمد صاحب ہالندھری برادرہ مصلحہ خیر الامول میں فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ جتہ ہیں (تابع کبیر کشف المحجوب) یا شافعی (طبقات شافعیہ ص 3/ ج 3) الحقلہ ص 134 امام مسلم شافعی ہیں (الایضاح الجلی ص 39) امام ابو داؤد متنبی ہیں (الحقلہ ص 145) یا شافعی (طبقات شافعیہ ص 38/ ج 1) امام نسائی شافعی ہیں (الحقلہ ص 14) امام ترمذی اور ابن ماجہ بھی شافعی ہیں (عرف الشذی الخیر الامول ص 8)۔

اس نے کہا کہ ہم ان کتابوں کو نہیں مانتے۔ ہم صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں۔ میں نے کہا جہنم مارو شیخ ولی شاہد ہم اللہ کریں اور قرآن و حدیث سے ہی دکھادیں کہ اصحاب صحاح ستہ نہ اجتہاد کی اہلیت رکھتے تھے اور نہ ہی تقلید کرتے تھے بلکہ اجتہاد کا لارہائیں اور تقلید کو شرک کہتے تھے اس لئے جو غیر مقلد تھے۔ میں نے مزید کہا کہ قرآن و حدیث سے تو یہ بھی ثابت نہیں ہو گا کہ وہ دنیا میں پیدا ہوئے تھے یا نہیں؟ وہ مسلمان بھی تھے یا نہیں؟ اس نے کہا مسودہ نہیں

اور محمدؐ میں نے ان کو مقلدین میں شمار کر دیا ہے۔ یہ بے دلیل ہے ان کا اپنا اقرار دکھاؤ کہ انہوں نے کہا ہو کہ ہم مقلد ہیں۔ میں نے کہا کہ کسی چیز کا ثبوت جس طرح اقرار سے ہوتا ہے شادت سے بھی ہوتا ہے۔ یہ محمدؐ میں اور مورخین کی متواتر شادتوں سے ثابت ہے۔ جب ان کا ذکر طبقات مقلدین میں اہل حقؑ نے کر دیا اور دوسرے محمدؐ میں اور مورخین نے اس پر انکار نہیں کیا تو یہ اتفاقی شادت ہوئی۔ کیا قرآن و حدیث میں یہ اصول نہیں کہ شادت سے بھی ثبوت ہو جاتا ہے؟ اس نے کہا کہ شادت سے ثبوت ہوتا جاتا ہے لیکن میرا دل مطمئن نہیں ہوتا۔ آپ کا اقرار دکھائیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کا دل اس بات پر مطمئن ہے کہ صحاح ستہ والے مسلمان تھے؟ اس نے کہا بالکل۔ میں نے کہا ان کا اقرار ملا کہ میں مسلم ہوں؟ یا شادت؟ اس نے کہا اقرار تو نہیں ملا لیکن جتنی متواتر شادت ہے۔ میں نے کہا آپ کا دل اس پر مطمئن ہے کہ صحاح ستہ والے عالم تھے اور محدث تھے؟ نمازی تھے؟ عالمی تھے؟ صاحب صوم تھے؟ اس نے کہا بالکل۔ میں نے کہا ان کا اقرار ہے کہ ہم عالم ہیں؟ ہم نمازی ہیں؟ ہم عالمی ہیں؟ ہم روزہ دار ہیں؟ یا شادت سے؟ میں نے کہا آپ کا دل بھی عجیب ہے کہ ان کے وجود ان کے عالم؟ نمازی؟ عالمی؟ محدث؟ روزہ دار ہونے پر تو تاریخی شادت سے مطمئن ہے مگر ان کے مقلد ہونے پر مطمئن نہیں۔ اگر انکار کرتا ہے تو ان کے ایمان اور اسلام کا بھی انکار کر دو کیونکہ یہ تاریخی شادتیں قابل اطمینان نہیں اور اگر ان کو مسلمان مومن؟ عالمی؟ نمازی؟ محدث مانتے ہو تو مقلد بھی مان لو۔ مزید میں نے پوچھا کہ آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کون مانتے ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ میں نے کہا صرف اس کو صحابی مانتے ہو جس نے کہا ہونا صحابی یا جن کا صحابی ہونا اقرار سے نہیں صرف تاریخی شادت سے ثابت ہو؟ اس کو بھی صحابی مانتے ہو؟ کہنے لگا کہ سب کو مانتا ہوں۔ میں نے کہا کہ آپ صرف ان راوی کو ضعیف کہتے ہیں

جس نے خود کہا ہو میں ضعیف ہوں؟ میں کذاب ہوں؟ میں دجال ہوں؟ میں شیطان ہوں؟ میں مجنون ہوں وغیرہ۔ کہنے لگا کہ تاریخی شادتوں کے علاوہ کوئی طرہ ہی ہے۔ میں نے کہا جس اصول کو آپ ہر جگہ مانتے ہیں، اسی اصول پر ان صاحب صحاح ستہ کا مقلد ہونا ثابت ہے۔ ان کے غیر مقلد ہونے پر تو ان کا آپ اقرار پیش کر سکتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا ہو کہ میں نے محمدؐ ہوں نہ مقلد ہوں بلکہ غیر مقلد ہوں اور نہ ہی کوئی تاریخی شادت۔ اس نے کہا کہ اگر میں انگریز کے دور سے پہلے کی کتاب میں نہ اہل بیتؑ کا تذکرہ تو چہ تو کہہ مان لیں گے کہ اہل حدیث شروع سے آ رہے ہیں۔؟ اس نے کہا کہ میں آپ کو حدیث میں اہل قرآن کا لفظ دکھا دوں کہ آپ صحیحین نے فرمایا: "اہل قرآن! تو پرہیزگار" (ابن ماجہ) اور فرمایا: "اہل قرآن ہی ختم صلی اہل اللہ ہیں" (ابن ماجہ) تو کیا آپ مان لیں گے کہ یہ حکمران حدیث جو اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے ہیں وہ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ سے ہیں؟ کہنے لگا بالکل نہیں۔ میں نے کہا میں اگر قرآن و حدیث سے مسلمین اور جماعت مسلمین کا لفظ دکھا دوں تو آپ مان جائیں گے کہ مسعودی فرقہ جو اہل حدیثوں کو بھی غیر مسلم کہتا ہے حضور ﷺ کے زمانہ سے چلا آیا ہے؟ کہنے لگا بالکل نہیں۔ میں نے کہا اگر قرآن پاک سے ربوہ کا لفظ دکھا دوں تو آپ مان لیں گے کہ قادیانیوں کا ربوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا بنا ہوا ہے؟ کہنے لگا بالکل نہیں۔ میں نے کہا اگر قرآن پاک اور حدیث شریف سے احمد کا لفظ دکھا دوں تو آپ مان لیں گے کہ قادیانی جو احمدی کہلاتے ہیں یہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے آ رہے ہیں؟ کہنے لگا نہیں لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ حدیث کا لفظ ۲۸ جگہ آتا ہے۔ میں نے کہا قرآن کا لفظ قرآن میں ۶۸ جگہ آتا ہے اور کتاب کا لفظ ۳۳۲ جگہ آتا ہے؟ اہل کتاب ۲۸ جگہ۔ اہل النبی ایک جگہ۔ اہل حدیث ایک جگہ۔ اہل دین تین جگہ۔ اور اہل حدیث ایک جگہ بھی نہیں۔ اس نے

کہا کہ کتابوں میں جو فقہ اہل حدیث آتا ہے ان سے کون لوگ مراد ہیں؟ میں نے کہا احادیث اور کتابوں میں جو فقہ اہل قرآن آتا ہے اس سے کون لوگ مراد ہیں؟ کئے گا حفاظ القرآن مراد ہیں نہ کہ مکررین حدیث۔ میں نے کہا کہ قرآن اور حدیث میں اہل حدیث کا فقہ آتا ہی نہیں۔ عام کتابوں میں اہل حدیث یا اصحاب الحدیث تھمیں اور حفاظ حدیث کو کہتے ہیں نہ کہ مکررین فقہ اور غیر مقلدین کو۔ اس نے کہا کہ خلیفہ بغدادی نے پوری کتاب لکھی ہے "شرف اصحاب الحدیث" میں نے کہا کہ وہ حدیث اور تھمیں کے فضاخ میں ہے جیسے تفریباً ہر حدیث کی کتاب میں باب فضاخ قرآن ہوتا ہے یا حفاظ قرآن کے فضاخ میں حدیث ہوتی ہے۔ ان احادیث کا اہل قرآن بمعنی مکررین حدیث سے کیا تعلق؟ اسی طرح حدیث اور تھمیں کے فضاخ ہر حق مراد اس سے غیر مقلدین کا کیا تعلق؟ اس نے کہا ہم حدیث کو مانتے ہیں اس لئے اہل حدیث ہیں۔ میں نے کہا کہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی حدیث کو مانتے ہیں اور احادیث کی سب کتابیں ان ہی کی جمع کردہ ہیں کسی غیر مقلد نے حدیث کا کبھی جماعت کا قاعدہ بھی سند کے ساتھ روایت نہیں کیا بلکہ دیباچہ کی کتابوں میں ایک حدیث بھی ایسی نہیں جس کی سند کے راویوں کا غیر مقلد ہو ان کے اقرا یا تاریخی شادات سے ثابت ہو۔ ہر جب بات ہے کہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کو اہل حدیث نہ مانا جائے اور جن کا نہ جمع احادیث میں حصہ نہ تھم حدیث میں اور نہ اشاعت حدیث میں ان کو اہل حدیث مانا جائے۔ اس نے کہا کہ ہم فقہ رائے اور قیاس کے پاسنے دانوں کو شیطان سمجھتے ہیں اس لئے ہم اہل حدیث ہیں۔ میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اشد علی الشیطان من الف عابد کہ ایک قیر شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے۔ اس سے تو چہ چلن ہے کہ قیر شیطان نہیں ہوتا بلکہ قیر کا مخالف شیطان ہوتا ہے۔ آپ بھی کوئی حدیث سنائیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ فقہ کے مکرر کو اہل حدیث کہتا؟ اس نے کہا حق شافعی قرآن و حدیث کے بعد قیاس اور اہل حدیث کو بھی مانتے ہیں۔ اس لئے وہ ہر مکرر اہل حدیث نہیں۔ وہ اہل الرائے ہیں۔ ہم صرف اور صرف خدا اور رسول کی بات مانتے ہیں۔ کسی احمق کی بات ماننے کو شرک سمجھتے ہیں اس لئے اہل حدیث ہیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ سچے اہل حدیث ہیں یا جوئے؟ اس نے کہا کیا مطلب؟ میں نے کہا کہ اگر آپ ہر سوال کا جواب صرف قرآن و حدیث سے دیں گے تو آپ سچے اہل حدیث ہوں گے اور اگر آپ بھی احمق کے اقوال سے جواب دیں گے تو جوئے اہل حدیث ہوں گے۔ اس نے کہا میں سچا اہل حدیث ہوں ہر سوال کا جواب صرف قرآن و حدیث سے دوں گا میں نے پوچھا اور احادیث کی تعریف بیان کریں؟ اس نے کہا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ تعریف کسی قرآن کی آیت میں ہے؟ کئے گا ہاں اِذَا سَأَلَ النَّبِيَّ إِلَى تَعْضُدِ أَرْوَاجِهِ حَتَّى يَنْقُذَ۔ میں نے کہا کیا آپ نے قول و فعل اور تقریر میں چھپائے تھے؟ کئے گا نہیں۔ پھر میں نے کہا کہ یہ تعریف کسی حدیث میں ہے؟ کئے گا نہیں یہ تعریف قواعدیوں نے بیان کی ہے۔ میں نے کہا اسی لئے تو میں نے کہا تھا کہ تو جوئے اہل حدیث ہے ہم حدیث کا پلٹا ہے اور باتیں امتیوں کی مانتا ہے اور امتیوں کی بات بھی پوری نہیں مانتا۔ اصل میں نہ تو نبی کو مانتا ہے نہ امتیوں کو صرف اپنی حدیث نص کو مانتا ہے۔ کئے گا حدیث کی تعریف میں ہم نے کیا غلطی کی ہے؟ میں نے کہا کہ حضرت اقدس محدث العصر مولانا محمد رفیع خان دہلوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں :

"حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کے قول و فعل و تقریر کو حدیث کہتے ہیں اور بھی اس کو اثر اور اثر بھی کہتے ہیں۔" اخیر الامول ص ۱۱۳ اس نے کیا یہ تعریف میں نے پہلی مرتبہ سنی ہے۔ اس تعریف

کے مطابق تو ہم ۱۲ اہل حدیث رو جائیں گے کیا حضرت سے پہلے بھی کسی نے یہ تہریف لکھی ہے؟ میں نے کہا مقدمہ مشکوٰۃ میں بھی محمد میں سے یہی تہریف منقول ہے۔ مقدمہ ترمذی میں بھی یہی تہریف ہے اور نو اب صدیق حسن صاحب نے بھی الصلحہ فی ذکر الصحاح ص ۵۶ پر جوہر محمد میں سے نقل کی ہے لیکن یہ محمد میں آخر احمیٰ ہی تو ہیں ان کی بات نہ قرآن ہے اور نہ حدیث۔

اس نے کہا کیا کسی اہل حدیث نے بھی یہ تہریف لکھی ہے؟ میں نے کہا کہ آپ کو نو اب صدیق حسن کے اہل حدیث ہونے میں شک ہے؟ نیز معبد الشریعہ والصلحہ کو تاد و والوں نے اصول حدیث پر الشیخ سیف الرحمن احمد استاذ دارالحدیث بالمدینۃ المنورہ نے اپنی کتاب "السهل المہمل فی مصطلح الحدیث" کے ص ۱۰ پر بھی یہی تہریف لکھی ہے اور محمد میں حدیث کی یہی تین قسمیں بیان کرتے ہیں سرفرع، موقوف، مقطوع۔

قرآن اور حدیث :

پھر میں نے پوچھا کہ آپ کو جو دعویٰ ہے کہ ہم صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں تو دونوں کو ماننے کا طریقہ ایک ہی ہے یا الگ الگ؟ اس نے پوچھا کیا مطلب؟ میں نے کہا کہ آپ قرآن پاک کی کسی آیت کی سند تلاش نہیں کرتے اور ہر حدیث کی سند تلاش کرتے ہیں۔ یہ فرق قرآن پاک نے بتایا ہے یا حدیث رسول نے؟ وہ گہرا کر کہنے لگا کہ یہ فرق نہ قرآن نے بتایا ہے نہ حدیث نے، یہ تو ملائے اصول نے بتایا ہے اور وہ احمیٰ ہیں۔ میں نے کہا آپ کے اہل حدیث ہونے کا دعویٰ پھر بھڑکا ہو گیا۔

اقسام حدیث :

میں نے پوچھا کہ جس طرح آپ قرآن پاک کی ہر آیت کو صحیح حواتر مانتے

ہیں کیا تمام احادیث بھی اسی درجہ میں متواتر ہیں یا بعض صحیح اور بعض ضعیف ہیں؟ اس نے کہا نہیں حدیث کی تو بہت اقسام ہیں۔ متواتر مشہور، عزیز، غریب، مرفوع، موقوف، مقطوع، صحیح لفظ، صحیح لفظ، حسن لفظ، حسن لفظ، ضعیف، موقوف، متروک، شاذ، مخلوط، منکر، معروف، معلل، مقطب، مقلوب، معنی، مدون، فصل، سند، منقطع، معلق، مفصل، مرسل، دلس، معنعن، مسلل وغیرہ۔ میں نے پوچھا یہ ساری قسمیں قرآن پاک میں خدا تعالیٰ نے بتائی ہیں؟ کہنے لگائیں۔ میں نے کہا حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے بتائی ہیں؟ کہنے لگائیں۔ میں نے کہا کہ آپ کسی حدیث کو صحیح، کسی کو ضعیف، کسی کو موضوع وغیرہ کہتے ہیں تو یہ آپ کو خدا تعالیٰ بتاتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ؟ کہنے لگے کہ خدا تعالیٰ نہ رسول پاک ﷺ نے تو امتیوں کی تحقیقات ہیں۔ میں نے کہا پھر تو آپ اہل حدیث نہ ہوئے بلکہ اپنے قول کے مطابق مشرک ہوئے۔ اب وہ بہت پریشان قد کہنے لگے کہ آپ مجھے دوام کی مسلت دیں میں دوبارہ تحقیق کر کے آؤں گا۔ میں نے کہا آپ کی مرضی۔

دوبارہ آمد، حدیث سے ثبوت :

تقریباً چار ماہ کے بعد وہ صاحب پھر آئے اور کہا کہ آپ کہتے تھے کہ کسی حدیث میں اہل حدیث کا ذکر نہیں ہے۔ میں وہ حدیث دھونڈ کر لایا ہوں۔ میں نے کہا کہ آپ کو شاید میری بات یاد نہیں رہی میں نے آپ سے ایسی حدیث مانگی تھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہو کہ فقہ کے منکر کو اہل حدیث کہتا۔ اس نے کہا کہ یہ حکیم محمد صادق سیالکوٹی کی کتاب سمیل الرسول ہے اس میں حدیث ہے عن انس رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ جاء اصحاب الحدیث ما بین یدی اللہ و معہم الصحابہ یتقبلون

اللہ الشہ اصحاب الحدیث کنتم تصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ادخلوا الجنة حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن محمد بن عبد پاک کے سامنے حاضر ہوں گے اپنی رداؤں سمیت۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم محدث تھے اور نبی پاک ﷺ پر درود پڑھتے تھے جہنم میں داخل ہو جاؤ۔ (ابوہریرہ الاصول تاریخ خلیفہ از محدث خلیفہ بغدادی)

میں نے پوچھا کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ اس کی صحت اللہ یا رسول ﷺ سے ثابت کرو۔ تو میں جس اہل حدیث مان لوں گا اور اگر نہ ثابت کر سکے تو کسی امتی سے ثابت کرو اور اعلان کرو کہ میں جمعہ اہل حدیث خباب ظاہر امتی کا منقلد ہوں۔ اس نے کہا خلیفہ نے اس کو صحیح کہا ہے اور میں بھی اس محدث کی تخلیق میں اس کو صحیح کہتا ہوں۔ میں نے کہا یہ حوالہ کداز کہ خلیفہ نے اسے صحیح کہا ہے؟ کہنے کا حوالہ تو مجھے معلوم نہیں۔ میں نے تو حکیم محمد صادق پر اعتماد کیا ہے۔ میں نے کہا خلیفہ نے تو کہا ہے هذا حلیہ موضوع (کارہی خلیفہ ص ۱۳۰/ج ۳) یہ حدیث بخاری ومن گزشت ہے اور اللہ کے نبی پر جھوٹ بولنا پتا لھکا دوزخ میں بنانا ہے۔ اس نے بڑے غور سے حوالہ پڑھا اور بہت پریشان ہوا۔ میں نے کہا علامہ سبکی شافعی رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں کہ اس کا راوی محمد بن یوسف ہے جس کو خلیفہ نے کذاب کہا ہے اور ہمارے استاد امام ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ جھوٹی حدیثیں بنانا تھا۔ اس نے خبرانی کے ذمہ ایک جھوٹی حدیث لکائی ہے۔ میں کہتا ہوں شاید وہی حدیث ہے (طبقات الشافعیہ ص ۹۳/ج ۱) عجیب بات ہے کہ چار ماہ میں آپ نے ایک جھوٹی حدیث ہی تلاش کی اس میں بھی یہ نہیں کہ وہ محمد بن لکھ کے منکر تھے۔ اس سے تو معلوم ہوا کہ لکھ کے منکر کو اہل حدیث کتنا کسی جھوٹی حدیث سے بھی ثابت نہ ہو سکا۔ اسی کو حسمہ الدلدلیا

والاحرار کہتے ہیں۔ کیا پاک ﷺ پر جھوٹ بول کر دین بھی بڑا کر لیا اور دین میں بھی ذلت افشائی۔ میں نے کہا افسوس! آپ نام مکہ و مدینہ کا پلٹتے ہیں کتاب سیکورٹ کی پیش کر دیتے ہیں جس کا مصنف قابل اعتماد نہیں۔ اس نے اسی کتاب سیکل الرسول کے صفحہ ۲۴ پر ایک حدیث نقل کی ہے کہ افضل عمل نماز کو اول وقت میں پڑھنا ہے اور اس پر حوالہ بخاری کا دیا ہے۔ علامہ بخاری میں صرف اتنا ہے کہ افضل عمل نماز کو وقت پڑھنا ہے۔ حکیم صادق صاحب نے پانچویں جہت کرنے کے لئے اول کا لفظ پڑھا دیا۔ بخاری میں اس کا نشان تک نہیں۔ اس نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا آپ بخاری سے دیکھا۔

دوسری حدیث :

وہ کہنے لگا چلو صادق صاحب نے یہ جھوٹی حدیث لکھ دی مگر صفحہ ۳۲۰ پر حدیث لکھی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے دعا میں فرمایا کہ اے اللہ میرے خلیفوں پر رحم فرما۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا حضور آپ کے خلیفے کون ہیں؟ فرمایا جو میرے بعد آئیں گے اور میری حدیثیں روایت کریں گے اور انہیں لوگوں کو سکھائیں گے ابوالشرف اصحاب اللہ یہ اس نے کہا کہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ نصب الراعیہ ص ۳۴۸/ج ۱ پر اور علامہ ذہبی رحمہ اللہ میزان الاعتدال ص ۱۲۷/ج ۱ پر فرماتے ہیں: هذا باطل۔ یہ جھوٹی ہے اس کے راوی کے بارہ میں امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کذاب (میزان ص ۱۲۷/ج ۱) کیا صادق صاحب نے آپ کے لئے جھوٹی حدیث ہی انھیں کر کے ہم سیکل الرسول رکھ دیا ہے۔ وہ اس پر بھی پڑ پڑا ہے میں نے کہا اس میں بھی یہ کیسی نہیں کہ وہ لکھ کے منکر ہوں گے۔

تیسری حدیث :

اس نے کہا کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ اہل سنت والجماعت کون ہیں۔ فرمایا ما انا علیہ الیوم واصحابی ان سئل الرسول ص ۱۳۰ بحوالہ مل و لعل اس نے کہا اس میں تو اہل سنت والجماعت کا ذکر ہے اور مل و لعل میں اس کی کوئی سند ہی نہ گذر نہیں۔ ابن الجوزی نے اس کو موضوعات میں درج کر کے "من کمرزت قرار دیا ہے۔ اس نے کہا کیا صادق صاحب یحوی ہی احادیث اٹھائی کر گئے ہیں؟

قول صحابی :

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگردوں کو فرمایا فانکم حللو فضا و اهل الحديث بعدنا ثم ہمارے خلیفے ہو اور ہمارے بعد حفاظ ہو گے۔ میں نے کہا کہ اولاً تو اس کی سند کے راوی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارہ میں لکھا ہے انکذب من فرعون امیران الاعتدال ص ۱۵۳ ج ۳ کہ یہ فرعون سے بھی زیادہ جھوٹا تھا۔ پھر اس میں یہ کہاں ہے کہ وہ حد کے منکر تھے بلکہ ترقی کی حدیث میں تو صاف ہے کہ حد سننے والے شاگردوں سے تو معلوم ہوا کہ خدا یا رسول ﷺ سے نہ کسی صحابی سے بھی یہ بات ثابت نہ ہوئی کہ حد کے منکر کو اہل حدیث کہتے۔

ایک خواب :

جناب حکیم صادق صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر بن ابی داؤد سجستانی محدث رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں سبستان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیثیں جمع کر رہا تھا کہ مجھے ان کی خواب میں زیارت ہوئی۔ میں نے کہا مجھے آپ سے بڑی محبت ہے۔ آپ نے فرمایا میں دنیا میں اہل حدیث تھا سبیل

ارسل ص ۱۳۱ میں نے کہا کہ خواب کے بارہ میں تو صادق صاحب نے حدیث پر لکھ دیا ہے کہ یہ خواب ہم نے بطور تائید بیان کیا ہے نہ کہ شخصانہ کہنے دیکھیں یہ خواب کس کا ہے؟

خواب کس کا ہے ؟

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کے بیٹے کا یہ خواب ہے اس میں قلم نہیں کہ اس کا حافظہ بت اچھا تھا حدیثیں خواب یاد تھیں کمراس کے ساتھ ساتھ وہ بہت بڑا جھوٹا بھی تھا۔ خود اس کے باپ امام ابن داؤد رحمہ اللہ اور محدث ابوالکیم اسماعیل رحمہ اللہ نے اسے گذاب کہا ہے امیران الاعتدال ص ۲۴۳ ج ۲ اور شیخ کوثری فرماتے ہیں ابو ناصب محسن حبیب (کاتب الخطیب ص ۱۸) یعنی وہ نامی تھا مجسم فرقہ آوری تھا اور غیبت تھا۔

خواب کیا تھا ؟

یہ خواب "الاصابہ" ص ۲۰۳ ج ۳ تاریخ ص ۳۶۷ ج ۹ اور تذکرۃ الحفاظ ص ۱۴۹ ج ۲ پر عربی الفاظ میں ہیں۔ اما اول اصحاب الحديث مکان فی الدنيا۔ اس کا ترجمہ قیمر مقتدر نے تذکرۃ الحفاظ میں یوں کیا ہے "میں دنیا میں پہلا شخص ہوں جس نے احادیث کا کتبہ بڑا ذخیرہ محفوظ کیا ہے۔" دیکھئے صادق صاحب کو جب ضرورت پڑی تو حدیث میں اول کا لفظ اپنی طرف سے بڑھا لیا اور یہاں اول کا لفظ موجود تھا وہ اپنے خلاف نکل آیا تو اسے اڑا دیا اور مستند پھر بھی پورا نہیں ہوا۔ احادیث کے جمع کرنے والے کو محدث یا صاحب حدیث یا اہل حدیث کہنا درست ہے۔ مگر کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں پہلا حد کا منکر تھا اس لئے اہل حدیث تھا؟ حضرات یہ لوگ اہل حدیث کہلا کر کیسے کیسے کرتے تھے۔

آخری بات :

آخر وہ شخص کہنے لگا کہ امتیوں کو مانے بغیر ہمارا کار نہیں۔ اس لئے ہم اہل حدیث بھی چار دلائل دیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ تم خوب دیکھو! آپ پر اجماع نہیں۔ آپ میرے چھ سوالات کا جواب تحریری طور پر دیں اور اس پر اپنے دس زمرہ دار آدمیوں کے دستخط کروا کر چھ ادا دیں۔

سوال نمبر ۱: آپ کسی دلیل شرعی سے 'ایضاح' قیاس اور فقہ کو حجت ماننے لگے ہیں؟ دو دلائل باکھلی تحریر فرمادیں؟

سوال نمبر ۲: اہل سنت والجماعت مفتی، مائیک، شافعی، حنبلی یا مہدیب ان چار دلائل کو مانے ہیں۔ قرآن، سنت، 'ایضاح' قیاس تو ان کو آپ اہل حدیث نہیں کہتے بلکہ اہل الرائے اور اہل قیاس کہتے ہو، اب تم بھی یہ اعلان شائع کر دو کہ ہم کچے اہل الرائے اور اہل قیاس ہیں اور آج تک جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے رہے یہ بالکل جھوٹ تھا۔

سوال نمبر ۳: یہ اعلان بھی کر دو کہ جہاں احناف، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قیاس کو مانے ہیں۔ ہم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مقابلہ میں خود قیاس کرتے ہیں یا اپنی مسجد کے امام کے قیاس کو مانے ہیں۔ آج تک ہم جھوٹ بولتے رہے کہ جہاں مفتی امام صاحب کا اجتہاد مانے ہیں ہم وہاں حدیث رسول مانے ہیں اب اس جھوٹ سے ہٹتے تو پتہ کرتے ہیں۔

سوال نمبر ۴: آپ جب قیاس کرتے ہیں تو اہل سنت والجماعت کی طرح آپ کا کوئی اصول فقہ ہے یا مرزائی قادیانی کی طرح ہے اصولے قیاس کرتے ہو۔ ہم لوگ پتہ نہ کہہ پا اصول ہیں۔ ہمارے پاس اصول شافعی (۱۳۳۵ھ) اصول کرنی (۱۳۳۰ھ) الفصول فی الاصول ابو بکر رازی (۱۳۷۰ھ) اصول بزدوی

(۱۳۸۳ھ) اصول سرخسی (۱۳۸۳ھ) الحاشی (۱۳۲۲ھ) والمفتی فی الاصول (۱۳۶۵ھ) انوار (۱۳۱۰ھ) التفتیح (۱۳۷۷ھ) تحریر الاصول (۱۳۶۱ھ) مسلم الثبوت (۱۱۱۹ھ) استدلال کتابیں ہیں۔ آپ بھی اپنے اصول کی کتابوں کی من و وار فهرست دیں۔

سوال نمبر ۵: اہل سنت والجماعت خلیفوں، مائیکوں، شافعیوں اور حنبلیوں کی فقہ کی کتابیں متداول اور داخل نصاب ہیں۔ قادیانیوں کی اپنی کوئی کتاب نہیں، وہ فقہی مسائل ادھر ادھر سے چوری کر کے گزارا کرتے ہیں۔ آپ کی جماعت کی فقہ کی مستند کتابیں کون کون سی ہیں جو آپ کے ہمارے میں داخل نصاب ہوں؟ من و دار ان کی فہرست دیں یا اقرا و شائع کریں کہ ہمارا گزرا ہوا بھی ادھر ادھر سے مسائل چوری کرنے پر ہی ہے۔

سوال نمبر ۶: آپ اپنے دس انتہائی مسائل اور دس قیاسی مسائل کچھ دیں جو کتب اہل سنت سے مستند تھے ہوں۔

دو کہنے کا ہم ایک سمیٹ سے نکلنے کے لئے ہمارے دلائل کا نام لینے لگے تھے مگر آپ کے چھ سوالات نے ہمیں دوہری سمیٹ میں ڈال دیا ہے۔



عظمت قرآن اور غیر مقلدین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہم جنوں میں دور نبوت سے دور ہو جا رہا ہے۔ لوگوں میں ذہنی آوارگی اور
دین سے بے اداری پرمشغول ہو رہی ہے۔ خود دانشمندی کے شوق میں خیر و شر کے فرق
تے بہکات اور گمراہیوں کی سب سے بڑی خدمت اور وقت کا بے فائدہ
پارہ گریا جا رہا ہے۔ موقع موقع عقیدہ کو چھین دینا پیش بن گیا ہے۔ آئیے دین ایک
صاحب آئے نہ سلام نہ دعا نہ شکر اٹھائی نہ لیا نہ۔ فوراً کھینے لگے یہ عقیدہ۔ یہ لے دیا
اختلاف اٹھایا ہے اور دونوں کو قرآن و حدیث سے ہٹا دیا ہے۔ انکی جو بڑی قسمی حدیث کی
بدعت ہے۔ میں نے مجبوراً بات کائناتوں کے لئے کہ جب نبوت ہو گئے میں کچھ وقت لیا
لیا کر۔ آدھے سالوں میں جن نبوت بول دینا یہ بنایا دیکھا رہے جس کی مثال پہلے
شاید بالکل نہ مل سکے۔ وہ صاحب کہنے لگے کہ آپ میں ان خبر حسین محدث دہلوی کی
کتاب معیار الحق پڑھیں۔ کس طرح عقیدہ کی وجہیں اٹھائی ہیں۔ میں نے کہا آپ نے
قرابت آسانی کر دی۔ آئیے میں صاحب سے ہی سن لیں کہ عقیدہ کس لئے کی جاتی
ہے۔ وہ عقیدہ کا بیان یوں نقل کرتے ہیں: "حدیث و قرآن ایک دوسرا ہے بنیاد انکار۔ اس
کو سمجھنا اور اس پر براہ راست عمل کرنا جیسے مطلق کا ہی کام ہے اور بھاری شکر نہیں
کہ حدیث و قرآن کو (اس طرح) سمجھیں کہ ہر مسئلہ کا استنباط کر سکیں اور اگر کچھ
ظاہری فرقہ سمجھتے بھی ہیں تو ہر ہم کو یہ معلوم نہیں ہو گا کہ خلافت حدیث منسوخ ہے یا

میں یا معنی ظاہر پر محمول ہے یا کوئی اور حدیث اس کے معارض ہے یا نہیں اس لئے
میں عقیدہ کی ضرورت ہے مجتہد کی رہنمائی میں کتاب و سنت پر صحیح صحیح عمل کر کے اللہ
رو رسول کو حق تعالیٰ کی جناب میں سرخرو ہو سکیں۔

فہم :

میں صاحب ہی شاہ ولی اللہ سے واجب عقیدہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ
تیار ولایت کے روایت کا اتباع کرنا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ جو شخص قرآن و حدیث
پر عالم نہیں رکھتا اور خود مسائل کے استنباط کی طاقت نہیں رکھتا سو اس کا بھی
عقیدہ ہے کہ کسی قبیح سے بچنے کے لئے کہ آنحضرت کو پیچھے نہ لگائے لگائے مسئلہ میں کیا حکم
ہوگا۔ یہ فقہ چاہے تو اس کی پیروی کرے۔ برابر ہے کہ صحیح شخص سے لیا دیا ہو
اس نے استنباط لیا ہو یا منسوخ پر قیاس کیا ہو۔ یہ سب صورتیں حضرت محمد مصطفیٰ کی
وایت کی طرف رجوع کرتی ہیں۔ اگرچہ یہاں سے ہی دوس اور ایسی عقیدہ کی
حدت پر تمام امت کا ہر طبقہ میں اتفاق ہے جلد اور امتیں بھی اپنی اپنی کتابوں میں ایسی
صورت پر متفق ہیں (معیار الحق ص ۱۱۳) اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ "عقیدہ مجتہد"
ظاہر رسول ہے اور فقہ پر ہر عمل میں کتاب و سنت پر عمل ہے اور ایسی عقیدہ کے
واجب ہونے پر نہ صرف اس امت کا ہر طبقہ اصحاب تابعین تابعین ائمہ اربعہ متفق
ہے بلکہ پہلی تمام امتوں میں بھی اس عقیدہ کے واجب ہونے پر اتفاق رہا ہے۔ دیکھئے
میں صاحب اور شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے بھی ایک ہی سائنس میں آپ کے شیروں
حدیثوں کی نقلی محمول دہی ہے۔

تقریر عمل :

وہ صاحب کہنے لگے کہ آپ فقہ کے ہر ہر مسئلے پر عمل کرتے ہیں؟ میں نے پوچھا
کیا آپ ہر ہر حدیث پر عمل کرتے ہیں؟ کہنے لگا کہ ہم تو صرف صحیح حدیث پر عمل کرتے

ہیں۔ ضعیف شیعہ اور مرفوع احادیث پر عمل نہیں کرتے۔ چنانچہ میں صاحب لکھتے ہیں کہ عند صحیح متصل مسلسل ہی عقل احمد ہے (امیدوار الخ) ص ۱۸۸ اور ہمارے علماء اپنے اپنے اشتہارات میں لکھتے ہیں کہ حدیث صحیح مرفوع غیر بخروج نہیں گئے۔ اس لئے ہم ہر ہر حدیث پر عمل نہیں کرتے۔ میں نے کہا کہ آپ کے ہاں دلیل شرعی تو صرف اللہ و رسول ﷺ کا قرآن ہے اور اللہ و رسول ﷺ نے کسی ایک بھی حدیث کو صحیح فرمایا نہ ضعیف۔ اس لئے آپ کو تو یہ حق ہی نہیں اچھا کہ کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف کہیں۔ کہنے لگا کہ یہ بات تو درست ہے مگر ہم یہاں حدیث کی تقلید پر مجبور ہیں۔ میں نے کہا کہ پھر تو آپ اہل حدیث نہ رہتے۔ میں نے کہا آپ بھی عجیب ہیں کہ فقہاء کی طرف رجوع اور تقلید کا قرآن و حدیث میں صرف علم فقہان کی تقلید تو آپ نے نہ کی اور محمد ﷺ کی تقلید بھی نہیں کرتے۔ صرف اور صرف اپنے عصب کی تقلید کرتے ہیں۔ کیونکہ جس طرح قرآن و حدیث میں یہ کہیں نہیں کہ دلیل شرعی صرف اور صرف سند صحیح متصل اور مسلسل میں یا صرف اور صرف حدیث صحیح مرفوع غیر بخروج میں ہی مختصر ہے۔ اسی طرح محمد ﷺ میں یہ بھی یہ فرما نہیں لکھی کہ دلیل شرعی صرف اور صرف سند صحیح متصل اور مسلسل یا صرف حدیث صحیح مرفوع غیر بخروج میں ہی مختصر ہے۔ آپ کی قید صحیح سے تمام من احادیث کا بھی انکار ہو گیا جبکہ من حدیث کے تحت ہونے پر محمد ﷺ کا اتفاق ہے۔ ایسی ضعیف حدیث جس کو تلقی بقبول کا شرف حاصل ہو اس کے تحت ہونے پر بھی محمد ﷺ کا اتفاق ہے۔ اسی طرح متصل کی قید سے تمام مرآتیل کا انکار ہو گیا مگر مرآتیل مستفادہ (جن کی دوسری سند یا متصل سے ثابت ہو جائے) یا جماع است جنت ہیں اور مرآتیل مجرودہ (جن کی دوسری سند سے ثابت نہ ہو) انھیں حضرت امام اعظم حضرت امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک جنت ہیں۔ موطا کی بنا کا بھی مردود ہو نہیں اور بخاری کی تہذیبات بھی اور میاں صاحب نے مسلسل قید لگا کر تو ۹۹ فیصد احادیث کو ناقض احمد قرار دے دیا

کیونکہ مسلسل ایسی احادیث کو کہتے ہیں کہ مثلاً آخرت سے شروع ہوئی تو پوری سند میں آخری ہی آئے۔ حدیث سے شروع ہوئی تو پوری سند میں حدیث ہی ہو تو یہ۔ اور ایسی احادیث مست کم ہیں۔

میرے خیال میں ایسی احادیث کا انکار وہ بھی اس وجہ سے ہے کہ شاید کچھ مفسرین حدیث نے بھی نہیں کیا ہو۔ جبکہ آپ لوگ من احادیث کی ان اقسام کا بھی انکار کر رہے ہیں کہ جنت ہونے پر فقہاء اور محدثین کا اجماع ہے تو بھی آپ کے اہل حدیث ہونے میں فرق نہ آئے۔ اور ہم فقہ کے کسی ایسے مسئلے پر عمل نہ کریں جس پر فقہاء فتویٰ نہ دیں اور اختلاف میں علماء و باطل حشوک ہو تو آپ شور مچا دیں کہ فقہ کا انکار کر دیا۔ جس طرح متواتر قرآن کے مقابلہ میں مثلاً حشوک قرآن میں نہ قرآن کمالا میں ہیں نہ کوئی ان کی تلاوت کرتا ہے اور متواتر سنت کے مقابلہ میں شیوہ متروک روایات نہ سنت کلامی ہیں نہ ہی ان پر کسی حدیث کا عمل ہوتا ہے۔ اسی طرح فقہ کے وہ مسائل جو مفتی ہما ہوں اور ہر جگہ ان پر عمل جاری ہو وہ مذہب حنفی کہلاتے ہیں۔ اس کے خلاف مثلاً متروک روایات نہ ہی مذہب حنفی ہیں اور نہ ہی ان پر عمل درست ہے۔ وہ حشاک سے بولا مذہب حنفی میں خون سے لکھ چوشاب ہے بھی قرآن پاک کا لکھنا جائز ہے۔ کیا میں مذہب حنفی ہے جس پر آپ کو بلانا ہے۔

قرآن اور مذہب حنفی :

میں نے کہا کہ یہ مذہب حنفی پر اس سے بھی بڑا بھوت ہے کہ کوئی یوں کہہ دے قرآن میں مردود و مخزون اور خیر کے کوشٹ کو باطل محال کہتا ہے۔ جس طرح یہ قرآن پر بھوت ہے وہ بات مذہب حنفی پر اس سے بھی بڑا بھوت ہے۔ دنیا کی کتابت میں کسی جگہ سے بڑے کافر نے بھی اس سے نقل ایسا جملہ نہیں بولا۔

اس بار میں ہمارا مذہب جس پر ہر جگہ اختلاف کا عمل ہے وہ یہ ہے کہ قرآن پاک

ایک پاکیزہ ترین کتاب ہے۔ اس کو چاک آدمی نہیں چھو سکتا چنانچہ لکھا ہے کہ بے وضو آدمی کو "قرآن مجید اور پاروں کے پر سے لاندہ کو چھو مکروہ لغوی ہے نہ اور اس موقع کو چھوئے جس میں آیت لکھی ہے یا اس موقع کو جو مذہب ہے۔" اور اگر کوئی "سودہ" یعنی گوہر میں کتاب کہ غیر مقلدین کے نسخہ اسلام وہاں آٹھ اللہ احسنی و اتقویٰ یہ ہے کہ بے وضو آدمی قرآن مجید کو ہاتھ لگا سکتا ہے (فقہی ثانیہ جلد ۱ ص ۵۹) جس مرد یا عورت پر غسل فرض ہو وہ ذیلی بھی قرآن پاک کی تلاوت نہیں کر سکتے۔ اسی پر اختلاف کا ہر جگہ فتویٰ اور عمل ہے جبکہ غیر مقلدین کے یہی انتہی اور مبالغہ بھی قرآن پاک کی تلاوت کر سکتے ہیں (فقہی ثانیہ جلد ۱ ص ۵۵) قرآن مجید اور سوار سے جب ایسے بوسیدہ ہو جائیں کہ انہیں پڑھنا نہ جاسکے یا اس قدر زیادہ لٹکے ہوئے ہوں کہ ان کا صحیح کرنا مشکل ہو تو ان کو ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر ایسی جگہ دفن کر دے جو چوں سے نہ آئے اور اس طرح دفن کرے کہ اس کے اوپر مٹی نہ پڑے یعنی یا تو جلی قبر کی طرح گود کر بنل میں دفن کر دے یا اس پر کوئی تختہ دیوہ روک کر مٹی ڈال دے (مفتی زادہ جلد ۱ ص ۱۵۸) یہ ہے مذہب مفتی جس پر سب کا عمل ہے اور جسے مذہب مفتی میں نجاست سے قرآن پاک کے لٹکنے کا تصور بھی ممکن نہیں جب کہ اس مذہب میں قرآن پاک کو کونہی جگہ پر رکھ دینا اختلاف ہے اور یہ ایسا تحریر ہے جیسے بت کو سجود کرنا یا معذرت گسیختی کو شہید کرنا یہ ایسے کفر ہیں کہ ان کے ساتھ افراد ایمان کا کوئی تعلق نہیں جیسا کہ شہابی باب المذہب جلد ۳ صفحہ ۲۸۸ پر مرقوم ہے۔ تو جسے قرآن پاک نے مردار، خون اور خنزیر کے گوشت اور خمر کو حرام قرار دیا ہے اور ان کی حرمت ایسی قطعی ہے کہ ان کی حلت کا قائل کافر ہے۔ ایسے ہی قرآن پاک کو بغیر جگہ پر رکھ دینا قطعی حرام ہے اور اس کا یہ اختلاف قطعی کفر ہے۔ میں نے اس سے کہا میں نے اپنا مذہب بیان کر دیا آپ بھی اپنے مذہب کی کسی مسئلہ کتاب سے دیکھائیں کہ قرآن پاک کے "میدان و اوراق" کو کیا کیا جانتے اور قرآن پاک کے اختلاف کرنے والے کو آپ کس کسے

ہیں یا کافر۔ اس نے صاف اعتراف کر لیا کہ آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارے یہ مسائل کی کوئی عمل تفسیر نہیں۔ اس لئے ان مسائل میں ہم بھی فقہاء کرام کی ہی سہا جیل کوئی تسلیم کرتے ہیں۔

حالت اضطرار کا بیان :

میں نے اس سے پوچھا کہ قرآن پاک میں مردار، خون اور خنزیر کے گوشت کو حرام فرمایا ہے اس کے بعد یہ فقہان اضطرار غیر نافع ولا غایہ فلا یشی علیہ۔ ان اللہ عفو ورحیمہ (۱۵۷۳) مروجہ کوئی بے اختیار ہو جائے تو تاقرانی کرے اور نہ زیادتی تو اس پر کچھ کتب نہیں ہے شک اللہ یذاہقہ والا تعلیمت صوبان ہے۔ علامہ حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "یعنی شیشے مذکورہ حرام ہیں لیکن جب کوئی بھوک سے مرے گئے گھوڑے کو لا پھاری کی حالت میں کھا لے گی اجازت ہے بشرطیکہ تاقرانی اور زیادتی نہ کرے۔ تاقرانی یہ کہ مثلاً نوبت اضطرار کی نہ پہنچے اور کھانے لگے اور زیادتی یہ کہ قدر ضرورت سے زائد خوب بھر کر کھا لے۔ پس اتنا ہی کھا لے جس سے مرے نہیں۔"

اب اگر کوئی شخص بھوک سے مر رہا ہے اور سوائے مردار کے جو قطعی حرام ہے جس کو حلال جانا کفر ہے اور کچھ بھی بیان بچانے کے لئے نہیں ہے تو کیا وہ بوقت ضرورت بقدر ضرورت مردار کھا کر جان بچا لے تو اس کی اجازت ہے یا نہیں؟ وہ کہنے لگا ہاں ہے۔ میں نے کہا کہ کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ قرآن نے مردار کو حلال قرار دے دیا ہے کیا کھانے کا کہ سب مسلمان مردار کو حلال مانتے ہیں؟ کہنے لگا کہ یہ تو بالکل جھوٹ ہے۔ میں نے کہا کہ ایک آدمی یا سامرا مر رہا ہے اور شراب کے علاوہ کوئی چیز نہیں جس کو لی کر وہ جان بچا سکے تو کیا اسے اجازت ہے کہ وہ بوقت ضرورت بقدر ضرورت شراب پی کر جان بچا لے۔ اس نے کہا کہ بالکل اجازت ہے۔ میں نے کہا کہ اس اچار کے اس فعل سے کھانے کا کہ قرآن نے شراب پینے کی مکمل چھٹی دے دی ہے یا سب مسلمان

شراب کو حلال جانتے ہیں؟ اس نے کہا یہ تو بالکل بیعت ہے۔ میں نے کہا اب یہ بیعت بولنے والا شک نہ ہو نہ ہر وقت مردار ہنستا کہتا ہے 'شراب چیتا ہے اور ہاضما کے مسئلہ پر شور مچا دے کہ قرآن میں مردار فحش اور شراب کو حلال لکھا ہے تو کیا یہ اس کی انتہائی بے شرمی ہے غیرتی نہیں کہ خود تو ان سب کو حالتِ اضیاء میں بھی حلال کہتا ہے اور قرآن پاک پر بیعت ہاتھ دبا ہے۔ یہاں بھی یہ بات بھی یاد رہے کہ جو جانور بندہ دق سے مر جائے وہ ہمارے ہاں مردار حرام ہے اور غیر مقلد کے ہاں حلال ہے۔ ابوہریرہؓ اہلہ ص ۳۳۵ 'فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱ ص ۱۱۵۰' اس طرح کافر غیر کتبلی یعنی ہندو، سکھ، مرزائی کا ذبح کیا ہو یا جانور ہمارے ہاں مردار اور حرام ہے جب کہ غیر مقلدین کے ہاں حلال ہے۔ عرفِ اہلوی ص ۱۱۰ اس طرح کچھ اگوا کر اور کوہان کے ہاں حلال ہے۔ 'فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱ ص ۱۲ ص ۵۰' جلد ۱ ص ۱۰۹ عرفِ اہلوی ص ۱۳۶ اب یہ لوگ تو بلا اضیاء پر کھاتے پیتے ہیں اور اگر کوئی حنفی حالتِ اضیاء میں جان چھانے کے لئے بوقتِ ضرورت بقتہ ضرورت کھائے تو یہ جہم ناشر مچا دیں کہ وہ حلال کہتے ہیں۔

دوا اور اضطرار :

اور اضطرار کی دو مثالیں گزریں جو خدا سے متعلق نہیں کہ جان چھانے کے لئے مردار اور شراب کی اسی مجبور کو بوقتِ ضرورت بقتہ ضرورت اجازت ہے مگر یہ کہنا کہ قرآن تو مردار اور شراب کو حلال کہتا ہے بیعت ہے۔ اب یہ ظاہر ہے کہ بیعت کے بیعت میں اگر کوئی خدا پہلی جانتے تو مومن اس کی جان بچ جاتی ہے 'بیعت سے کوئی شراب مل جائے تو یقین ہے کہ یہاں بچھ جائے گی خرد کو کے ساتھ صحتِ اخی جی نہیں بیتابی پینے سے یہاں کا بچھ جانا بلکہ دوا سے شفاء کا ملنا ہو گا۔ اب کوئی مریض ایسا ہو کہ کوئی حلال دوا اس کو فائدہ نہیں دے دی اور کوئی تجربہ کار دوا دے دے کہ وہ کہتا ہے کہ قحطِ حرام دوا سے اس کو شفاء ہونے کا غالب ممکن ہے تو اس کو جان چھانے کے لئے بوقتِ ضرورت بقتہ ضرورت حرام دوا کا استعمال جائز ہے یا نہیں۔ صاحبِ در مختار

فرماتے ہیں کہ ہمارا نظام مذہب یہی ہے کہ حرام دوا کا استعمال حالتِ اضطرار میں بھی منع ہے جب کہ غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ ہر حال جانور ان کے ہاں گھوڑا اور ایک قول میں ہاتھی بھی حلال ہے۔ کنز العمالؒ کا پافان اور پیشاب پاک ہے جس کی پزیت میں لگا ہو اس میں نماز پڑھنی درست ہے نیز بطور ادویات کے استعمال کرنا درست ہے۔ 'فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱ ص ۱۵۳' اہلوی القندی میں اس کے جواز پر فتویٰ ہے کہ کیا فتویٰ تو یہی ہے کہ حرام دوا استعمال نہ کرے مگر اضطرار میں فتویٰ میں محتاجش ہے تاکہ یقین اور ممکن کا فرق واضح رہے مگر یہ کہنا کہ ان کے مذہب میں حرام دوا حلال ہو گئی ہے یہ اس سے بھی بڑا بیعت ہے کہ قرآن نے مردار کو حلال کہا ہے تو نہ کہ مضطر کے لئے مردار کھالینا تو حقیق جائز ہے لیکن مضطر کے لئے حرام دوا کے استعمال میں اختلاف ہے۔

دم اور عملیات :

پانی پینے کے بعد یہاں کا بچھ جانا اور کھانے کے بعد ہموک کا صحت جانا عوامی جی ہوتا ہے لیکن دوا کے بعد شفاء مقلدوں ہے اور دم تعویذ اور عملیات کے بعد شفاء مومن ہوتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مومن کو مقلدوں پر قیاس کیا جائے گا یا نہیں۔ اس بارہ میں امام جماعت فرمایا اہل حدیث کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔

سوال : شرکِ لفظ سے سناپ و کتے و بھوکے کے کالے ہونے پر دم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب : بھوت تو نہیں 'ہاں اگر کسی مسلمان کی غیر خدائی کے لئے بوقتِ ضرورت و مجبوری کہ بھی دے تو کوئی مضائقہ نہیں (صحیفہ اہل حدیث رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ) اس پر ابو محمد عبدالستار کے دستخط ہیں۔ پھر ان کے والد صاحب مولانا عبدوہاب دہلوی فرماتے ہیں 'صاحب' چھوٹے و قیود ذریعہ جانوروں کے کالے ہونے پر شرکِ لفظ سے غیر مسلم یا مسلم دم مجاز کر دے تو کوئی مضائقہ نہیں (صحیفہ اہل حدیث جمادی الثانی ۱۴۳۶ھ بحوالہ محل محمدی عرف امامت محمدی محمد جو ناگزیر)۔ اب صورتِ سوال

ملاحظہ ہو۔

سوال : کسی انسان کی ناک سے خون جاری ہے اور کسی جائز دوا سے رک نہیں رہا۔ اب وہ بالکل موت کے دروازے پر ہے اگر کسی کے علم میں ہو کہ اسی خون سے اس کی جان بچ جائے تو اس کی جان بچ جائے گی تو کیا اس اضطرار میں یہ جائز ہے؟

جواب : متجانب غیر مقلد : غیر مقلدین کے ہاں خون بھی پاک ہے ہر حلال جانور کا پیشاب پاخانہ بھی پاک ہے، منی بھی پاک ہے اور پاک چیز سے قرآن لکھنا کسی آیت یا حدیث میں منع نہیں۔ اس لئے اضطرار ہو یا اختیار ہر ہر حالت میں جائز ہے۔ جب بخاری شریف میں اونٹوں کا پیشاب پینے کا حکم ہے تو قرآن پاک کا لکھنا کیسے ناجائز ہو سکا ہے اور بہت سے غیر مقلدین تو فاتحہ کو قرآن ہی نہیں مانتے تو اس پر کیا اعتراض۔

جواب متجانب حنفی : خون، منی اور پیشاب نجس ہیں۔ اور نجس جگہ پر قرآن پاک رکھنا مردار، خنزیر، خمر کی طرح حرام قطعی کفر ہے اور اس سے شفاء نہ ملتی ہے اور نہ مظنون ہے بلکہ موہوم ہے۔ اس لئے موہوم کو مظنون اور متیقن پر قیاس کر کے ایسی حالت اضطرار میں بھی اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی جس حالت اضطرار میں شریعت ارتکاب حرام یا ارتکاب کفر تک کی اجازت دیتی ہے اور ظاہر مذہب حنفی یہی ہے۔ البتہ بعض نے اس موہوم کو مظنون اور متیقن پر قیاس کر کے ایسے اضطرار میں ارتکاب حرام کی اجازت دی ہے تو وہ ظاہر مذہب کے خلاف ہے۔ البتہ غیر مقلدین کے ہاں بلا اضطرار حالت اختیار میں بھی خون اور حلال جانوروں کے پیشاب پاخانے سے قرآن پاک لکھنا ہرگز ہرگز منع نہیں۔ اس لئے غیر مقلدوں کا احناف کے خلاف شور مچانا اس سے بھی بدتر جھوٹ ہے کہ کوئی سکھ جس کے ہاں حالت اختیار میں بھی خنزیر کھانا حلال ہے مسلمانوں پر اعتراض کرے کہ تمہارا مذہب غلط ہے تمہارے قرآن میں خنزیر کھانا حلال لکھا

ہے۔ ہر حال جس طرح ہم مردار، خون، خنزیر اور خمر کو حرام قطعی کہتے ہیں۔ قرآن پاک تو نجس جگہ پر یا اختیار رکھنے کو بھی حرام بلکہ ایسا کفر جاننے میں جیسے بت کو سجدہ کرنا یا خان کعبہ شریف کو اِہانتہ کرنا یا کسی نبی کو شہید کرنا۔ اس کے خلاف جو اہل سنت پرستان طرازی کر رہے ہیں اور خود اپنے مذہب نامذہب کو چماتے ہیں کہ ان کے ہاں خون بھی پاک ہے، مردار بھی پاک ہے، ہر حلال اور حرام جانور کا پیشاب بھی پاک ہے، منی بھی پاک ہے اور بار بار مطالبہ کرنے پر وہ ایک بھی آیت یا حدیث پیش نہیں کر سکتے کہ پاک چیزوں سے قرآن پاک کا لکھنا حرام یا کفر ہے اور ہمارے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام ابو یوسف، حضرت امام محمد اور حضرت امام زفر رحمہم اللہ سے تاقیام قیامت بھی کوئی ماں کامل حالت اضطرار میں بھی اس حرام و کفر کے ارتکاب کا جواز ثابت نہیں کر سکا۔ فہل من مبارز بیمار زنی

نہ خنزیر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

چنانچہ وہ شخص وعدہ کر کے گیا کہ میں دونوں باتوں کا ثبوت لاؤں گا کہ جب ہمارے ہاں خون، منی، خمر، خنزیر، مردار اور ہر حلال جانور کا پیشاب پاک ہے تو کس آیت یا حدیث میں ہے کہ پاک چیزوں سے قرآن کا لکھنا حرام اور کفر ہے اور دوسرے یہ کہ میں آپ کے پانچوں اماموں سے بندہ صحیح یہ ثابت کروں گا کہ انہوں نے حالت اضطرار میں اس حرام اور کفر کے ارتکاب کی اجازت دی ہے لیکن وہ آج تک ان دو باتوں کا ثبوت نہ لاسکا۔ غیر مقلدین سے آخر میں یہی درخواست ہے کہ آپ نے پہلے ہی لوگوں میں دین بیزاری اور اسلاف سے بغاوت بہت پیدا کر لی ہے اب ایسے بہتان بدعتدارین کی بھی کوئی خدمت نہیں۔ اس وقت نہ مسلم قوم اس بغاوت کی متحمل ہے اور نہ ہمارا ملک۔ اللہ تعالیٰ سب کو جھوٹ سے توبہ کی توفیق دیں۔ (آمین)

مصالح کا بیان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تمہید :

یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام دنیا میں محبت و آشتی کا پیغام لے کر آیا اور دنیا میں اسی پیغام کو بچایا۔ رسول اللہ ﷺ کا یکایک پیارا ارشاد ہے کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویذرہ (اللہ تعالیٰ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان مامون رہیں۔ قرآن پاک نے مسلمانوں کو غیر امت کا لقب دیا کہ یہ معروف کو بچاتے اور منکر سے روکتے ہیں اور منافقین کی پہچان بتاتی کہ معروف سے روکتے اور منکر کا حکم دیتے ہیں اور اخلاص و مہذبیت نے بھی ارشاد فرمایا میں راہی منکھ منکر اقلیغیر دہیدہ اللہ یشہ اور حقیقت یہی ہے کہ امت کو افتراق اور شقاق سے بچانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ کتاب و سنت کے چالکی بی حکم کے مطابق ان کو معروف کی ہی دعوت دی جائے اور معروف کو مٹا کر کوئی دین کی خدمت نہیں بلکہ دین حق مٹتا ڈالتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مثال :

قرآن پاک خداوند قدوس کی آخری اور سچی کتاب ہے مگر اس میں بھی اختلاف قرات موجود ہے۔ سات متواتر قراتیں ہیں جن میں باہمی اختلاف ہے مگر

ہمارے ہاں چونکہ ثلاثہ صرف قاری عاصم کوئی رحمہ اللہ کی قرات اور قاری حفص رحمہ اللہ کوئی کی روایت ہی معروف اور متواتر ہے۔ سب لوگ اسی قرات پر قرآن پاک کی تلاوت کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے غیر مقلد دوست بھی اسی قرات پر تلاوت کرتے ہیں اور شاہد فہدیٰ کی طرف سے جو قرآن پاک حجاج کرام کو تحفہ دیا جاتا ہے اس کے آخر میں باقاعدہ قاری عاصم کوئی رحمہ اللہ اور قاری حفص کوئی رحمہ اللہ کے اسماء نروای کی صراحت ہے۔ اس قرات پر سب کے احادیث کرنے سے مسلمانوں میں قرآن پاک کے بارہ میں اتفاق و اتحاد ہے جس اگر کوئی شخص اب دین کے نام سے اٹھے اور امت کو یوں دعوت دے کہ یہ کوئی قرآن ہے یہ کئی مدنی قرآن نہیں یہ عاصمی قرآن ہے پھر ہی قرآن نہیں۔ اس قرآن کے پڑھنے والوں کا نہ مکہ سے تعلق ہے نہ مدینہ سے اور نہ ہی محمد رسول اللہ ﷺ سے اس قرآن کی تلاوت بند کرو۔ کئی مدنی اور محمدی قرآن پڑھو۔ تو ہر دو در دل رکھنے والا مسلمان یہی کہے گا کہ یہ دین کی خدمت نہیں امت میں فتنہ ہے۔

ایک دن دو نین دوست مجھے کہنے لگے کہ ہم بہت پریشان ہیں۔ چاروں اہلوس میں اختلاف ہے بلکہ حرمائیں؟ میں نے کہا قرآن پاک میں سات قاریوں کا اختلاف قرات ہے تو چار کا اختلاف زیادہ ہے یا سات کا۔ آپ نے کس آیت یا حدیث کے علم سے سات قراتوں میں سے صرف قاری عاصم کوئی رحمہ اللہ کی قرات کو اختیار کیا ہے اور باقی چھ قراتوں کو پھر راجع ہے؟ اور کس آیت یا حدیث میں یہ صراحت ہے کہ اگرچہ سات قاریوں میں کئی قاری بھی ہوں مدنی بھی لیکن تم نہ کئی قاری کی قرات پر تلاوت کرنا نہ مدنی قاری کی قرات پر بلکہ ساری ہر صرف ایک قاری عاصم کوئی رحمہ اللہ کی قرات پر تلاوت کرنا اور یہ فرق کس آیت یا حدیث میں ہے کہ اہل کوفہ کے ذریعہ جو قرآن حمصی قرات کے ساتھ پہنچے

اس کو قبول کر لینا چاہیے اہل کوفہ کے واسطے سے نبی اکرم ﷺ کی نماز میں یہ قسمیں تو اتنے سے پہلے اس کو کوئی نماز کہ کچھ دینا اور اپنی پوری زندگی نبی اکرم ﷺ کی اس متواتر نماز کو ملانے کے لئے وقف کر دینا۔ انصاف کا تقاضا تو یہی ہے کہ اگر یہ ہے تو اس قرآن اور نماز دونوں کو قبول کر لو اور اگر چھوڑنا ہے تو اس قرآن اور نماز دونوں کو چھوڑ دو افغونہ منوں بہ بعض الکتاب و تکفروا بہ بعض والہ معاملہ اور نیچے دروں نیچے بروں والی پالیسی چھوڑ دو یا اس فرق کے بارے میں مندرجہ بالا سوالات کا جواب قرآن پاک کی صریح آیت یا صحیح سرخا حدیث سے دو۔ اول سنت والجماعت کا ایک ہی پیمانہ ہے کہ اختلاف قرات کے وقت اسی قرات پر خلافت کرو جس پر یہاں خلافت معروف اور حواتر ہے۔ اختلافی اداویت میں بھی یہاں چونکہ صرف فقہ حنفی ہی ملا متواتر اور معروف ہے اس لئے اسی پر عمل کرو۔ جب تک مسلمان کتاب و سنت کے سببی اصول پر عامل رہے مسلمان سنت اور فقہ پر عمل کرنے میں بھی اسی طرح اتفاق اور اتحاد رہے جس طرح اب تک خلافت قرآن کے سلسلہ میں اس اتحاد و اتفاق ہے۔ جب تک مسلمانوں کا سیاسی قلب و دہائی اتفاق قائم رہا۔ جب انگریز کے ٹکوس قدم اس ملک میں آئے تو دین پڑامی اور ذہنی آوارگی کو بھی ساتھ لائے جس نے مسلمانوں کے اتفاق کو شقاق اور افتراق سے بدل ڈالا۔ مولانا محمد حسین صاحب بنامی وکیل اہل حدیث بندہ کو بھی اس کا مصروف ہے۔

وہ تحریر فرماتے ہیں اسے حضرات یہ مذہب سے آزادی اور خود سری اور خود اجتہادی کی تیز ہوا پر سے ملی اور بندہ مستان کے برسر و ہمتی و کوچہ و گلی میں بچکل مٹی ہے جس نے غالباً بندہ کوں کو بندہ اور مسلمانوں کو مسلمان نہیں رہنے دیا۔ حنفی اور شافعی مذہب کا تو کیا پختہ (اشخاص السنہ ص ۴۵۵ ج ۱۱) حضرات! اسی خود اجتہادی کا نتیجہ تھا کہ ملک میں نئے نئے فرقے پیدا ہو گئے۔ کسی

نے اہل قرآن نام دکھ لیا کسی نے اہل حدیث اور قرآن و حدیث کے نام پر امت کو لڑا شروع کر دیا۔ نماز، ہجرت، عید، ہجرت، دین میں بھی مسلمانوں میں لڑائی نہیں ہوئی تھی ان عبادات کو بھی لڑائی کا ذریعہ بنالیا گیا۔
فالی اللہ المستشکی۔

ایک ہاتھ سے مصافحہ کی ابتداء :

جب دو مسلمان ملتے، ایک دہک دوسرے کو سلام کرتے جو بذات خود محبت، اتفاق، امن اور آشتی کا پیمانہ تھا اور سلام کے ساتھ مصافحہ بھی کرتے اور اہل اسلام میں دونوں ہاتھوں سے مصافحہ متواتر تھا۔ انگریز کے دور سے پہلے کسی اسلامی کتاب میں دو ہاتھ سے مصافحہ کرنے کو بدعت اور خلاف سنت نہیں لکھا گیا۔ اس دور میں یہ عجب واقعہ ہوا کہ مسلمان جب آپس میں ملتے تو دو ہاتھ سے مصافحہ کرتے تھے لیکن انگریز جب ایک دوسرے سے ملتے تو ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتے تھے ان کی اس سنت کو پہلے نیچریوں نے اپنایا اور کالجوں و دیگرہ میں ایک ہاتھ کے مصافحہ کا رواج شروع ہو گیا۔ البتہ دو لوگ اس کو عالم قوم کا طریقہ ہی سمجھتے تھے۔ پھر نیچری حضرات کی تقلید میں اہل حدیث حضرات میں بھی صرف ایک دائیں ہاتھ سے مصافحہ کا رواج مل لگا۔ البتہ فرقہ ہی ہو گیا کہ ان دوستوں نے مسلمانوں میں متواتر دو ہاتھ سے مصافحہ کو بدعت اور خلاف سنت قرار دے دیا اور انگریز بھادر اور نیچریوں کے طریق مصافحہ کو سنت نبوی قرار دے دیا گیا۔ اس طریقہ کو ذمہ کرنے پر سوشلہ شوپ کے وعدے سناتے گئے اور اہل اسلام کو بھی مصافحہ کے مخالف، نبی پاک ﷺ کی سنتوں کو ملانے والے قرار دے دیا گیا اور معروف اسلامی طریقہ کو ملانے کا نام احیاء سنت رکھا گیا۔ اس طرح سلام اور مصافحہ جو آج تک مسلمانوں میں محبت اور سفارت کا ذریعہ تھا وہ بھی اختلاف، شقاق اور لڑائی کا ذریعہ بن گیا۔ اب کوئی اسلامی حکومت تو یہاں موجود نہیں تھی جو ان

معزات کو مسلمانوں میں سر پھول کرانے سے روکی بلکہ انگریز حکومت کی تو پالیسی یہ تھی کہ لڑاء اور حکومت کرو۔ اس لئے وہ حکومت ور ہے 'قدے' بنے ہر طرح ان کی پشت پناہی ہوئی تھی۔

ایک ہاتھ سے مصافحہ کے دلائل :

اہل سنت والجماعت نے ان سے پوچھا کہ آپ لوگ جو صرف دائیں ہاتھ سے مصافحہ کو سنت اور دوسرا ہاتھ لگانے کو بدعت اور گمراہی قرار دیتے ہیں تو کیا آپ کے پاس کوئی قوی حدیث موجود ہے کہ جس طرح آنحضرت ﷺ نے حکم دیا تھا کہ دائیں ہاتھ سے لکھا لکھاؤ۔ ایسے ہی حکم دیا ہو کہ دائیں ہاتھ سے مصافحہ کرو اور جس طرح استہجاب میں دائیں ہاتھ سے استہجاب کرنے سے منع فرمایا تھا اسی طرح آپ ﷺ نے مصافحہ میں بایں ہاتھ لگانے سے منع فرمادیا ہو۔ ایسی کوئی حدیث بخاری و مسلم سے پیش فرمائیں۔ ان میں نہ ہو تو سنن اربعہ سے پیش فرمائیں۔ ان سے بھی نہ ملے تو دیگر کتب سے۔ اگر ایسا حکم حدیث صحیح سے نہ ملے تو یہ اقرار کرنے کے بعد کہ دائیں ہاتھ کے لئے صحیح صریح حدیث ہمارے پاس نہیں تو حسن درجہ کی حدیث ہی پیش فرمادیں اور اگر حسن حدیث بھی نہ ملے تو یہ حکم کسی ضعیف میں ہی دکھادیں لیکن نام فساد اہل حدیث ایسی قوی حدیث پیش کرنے سے اس دن سے آج تک عاجز ہیں اور انشاء اللہ عاجز رہیں گے۔ جب وہ حکم رسول ﷺ پیش نہ کر سکے تو اہل سنت والجماعت نے مطالبہ کیا کہ کوئی فعلی مرفوع حدیث کہ آنحضرت ﷺ صرف دائیں ہاتھ سے مصافحہ کرتے تھے بایں ہاتھ بالکل الگ دیکھتے تھے اگر صحیح ہو تو صحیح 'اگر صحیح نہ ہو تو حسن' اگر حسن بھی نہ ملے تو ضعیف ہی پیش کر دیں لیکن وہ اس سے بھی عاجز ہیں اور عاجز رہیں گے۔ آخر یہ مطالبہ کیا گیا کہ آپ کوئی تقریری حدیث ہی پیش کر دیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے سامنے صرف دائیں ہاتھ سے مصافحہ کرتے تھے اور آپ

ﷺ اس پر سکوت فرماتے 'اس کی کوئی بھی تصحیح یا حسن نہ ہو تو ضعیف سند ہی پیش فرمادیں لیکن وہ اس سے بھی عاجز رہے' عاجز ہیں اور انشاء اللہ عاجز رہیں گے۔ اہل سنت والجماعت نے کہا کہ جب صرف دائیں ہاتھ کے مصافحہ کے لئے کوئی حدیث ہی نہیں تو اس کو سنت کیسے کہا جا رہا ہے کیونکہ بعض اوقات ایک بات حدیث سے ثابت ہوتی ہے مگر سنت میں ہوتی جیسے ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جو تے پٹن کر نماز پڑھنا یعنی کو اٹھا کر نماز پڑھنا شقی علیہ اعادیت سے ثابت ہیں مگر سنت میں کیونکہ سنت کے ثبوت کے لئے سوا اجماع شرط ہے وہ یہاں نہیں پائی گئی تو صرف دائیں ہاتھ کے مصافحہ کے لئے تو حدیث بھی نہیں سوا اجماع کہا اور اس کو سنت کہنا محض جھوٹ ہوا۔

دلیل مل گئی :

آخر جب اہل سنت کی طرف سے بار بار مطالبے ہوئے کہ مسلمانوں کے متواتر عمل کو بدعت اور انگریز اور نیچروں کے فعل کو سنت نبوی ﷺ کا نام کیوں دیا جا رہا ہے تو فی حقیقت سے باہر آگئی 'کہنے لگے کہ بعض احادیث سلام میں اَحْذِ بِالْيَدِ الْاُخْرَىٰ بِيَدِهِ وَفِيهِمَا الْخَفَافَتَيْنِ اور یہ واحد ہے جس سے معلوم ہوا کہ ایک ہاتھ سے سلام کرنا چاہیے۔ اہل سنت والجماعت یہ سن کر ان کی حدیث دانی پر غصہ حیران ہوئے کیونکہ انسان کے جسم میں جو ایک سے زائد اعضاء ہیں ان کے لئے بھی بطور نمس ہر زبان میں واحد کا مینہ بولا جاتا ہے جیسے کوئی کتا ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے تجھے وہاں گھڑے دیکھا تھا تو کیا اس فقرہ سے کوئی بے حصل یہ کہجے گا کہ یہ آدمی کا بے اس لئے واحد کا مینہ بول رہا ہے۔ دوسرا کتا ہے کہ میں نے اپنے کان سے تیری بات سنی تھی تو کیا کھانا بولے گا کہ دوسرا کان بات سنتے وقت اس نے بند کر لیا تھا۔ ایک آدمی دوسرے کو کہتا ہے کہ میں اپنا پاؤں بھی نہیں دیکھوں گا کیا کھانا بولے گا کہ چشم کا ایک ہی پاؤں ہے۔ اللہ تعالیٰ

قرآن پاک میں فرماتے ہیں وَلَا تَحْمِلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ۔ کیا یہاں ایک ی اور دو بھی دیاں ہاتھ ی مراد ہے۔ آنحضرت ﷺ خود بھی دعا مانگتے اور امت کو بھی تعلیم فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا (اللہ ہیٹ) تو کیا یہاں بھی "بصر" اور "سم" واحد کے صیغے ہیں تو ایک آنگھ اور ایک کان اور دو بھی صرف دیاں ہی مراد ہے؟ السَّلاَمُ مِنْ سَلَمِ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ لِسَانِهِ وَ يَدِهِ (اللہ ہیٹ) میں راہی منکم منکرا قلیغیرہ ببیدہ (اللہ ہیٹ) ان دونوں حدیثوں میں بھی یہ واحد ہے تو کیا یہاں بھی دو مراد ہاتھ لگانا خلاف سنت ہو گا۔ اگر بغرض کمال یہاں حدیث سلام میں یہ سے جس مراد نہیں ایک ہاتھ ی مراد نہیں تو عربی میں یہ کا لفظ اٹھیں سے لے کر کدھوں تک بولا جاتا ہے تو اگر دو آدمی بوقت سلام دونوں ہاتھیں گھنٹیاں یا دونوں ہاتھیں کدھ سے ٹالیں تو اس حدیث پر عمل ہو جائے گا یا نہیں؟ کیونکہ ہاں ہاتھ بھی تو یہی ہے پاؤں تو نہیں۔ اگر یہ مان لی لیں کہ یہاں سے ایک ہی ہاتھ مراد ہے تو بھی امت کے متواتر عمل کو بدعت اور خلاف حدیث کیسے کہا جائے گا۔ دیکھتے آنحضرت ﷺ کا ایک کپڑے میں لٹاؤ اور کرنا عبادت متواترہ سے ثابت ہے لیکن امت کا متواتر عمل تین کپڑوں میں تیار ہونے کا ہے۔ امت کے اس متواتر عمل میں ایک کپڑے والی عبادت پر بھی عمل ہو جاتا ہے اور دوسری حدیثوں پر بھی۔ آج تک کسی نے امت کے اس متواتر عمل کو خلاف سنت نہیں کہا۔ اسی طرح امت میں جو متواتر عمل دو ہاتھ سے مصافحہ کا پلا آرہا ہے تو اس میں ایک ہاتھ والی حدیث پر بھی عمل کیا گیا اور دو ہاتھ والی پر بھی تو اہل سنت والجماعت کو کسی حدیث کی مخالفت کا فخر نہ رہا جیسے عبادت میں ایک ایک وفد اعضاء وضو کے دھونے کا بھی ذکر ہے، دو دو وفد دھونے کا بھی ذکر ہے اور تین تین وفد دھونے کا بھی۔ اب جس نے تین تین وفد اعضاء وضو کو دھو لیا اس

نے تینوں حدیثوں پر عمل کر لیا لیکن جس نے ایک ایک وفد اعضاء وضو کو دھو لیا اس نے بیضا و حدیثوں پر عمل نہیں کیا اور اگر وہ یہ بھی کہنے لگے کہ ایک ایک وفد اعضاء وضو کا دھونا ہی سنت ہے، تین تین وفد دھونا بدعت اور خلاف سنت ہے تو اس قسم پر جس قدر نام کیا جائے کم ہے۔

الطرح نام نہاد اہل حدیث نے پوری امت کے خلاف محض اپنی رائے سے یہ کہ ایک ہاتھ مراد لیا جبکہ پوری امت یہ سے جس مراد لے کر دونوں ہاتھ مراد لیتی ہے۔ پھر محض اپنی رائے سے یہ سے یحییٰ کو یحییٰ کر لیا اور محض اپنی رائے سے دو ہاتھ والی حلق طبع حدیث پر عمل کرنے سے نہ صرف انکار کیا بلکہ اس کو خلاف سنت بھی قرار دیا۔ جب صرف دائیں ہاتھ سے مصافحہ کرنا نہ کسی حدیث قوی، نہ عقلی، نہ تحریری سے، نہ حسن سے، نہ صحیح سے، نہ ضعیف سے ثابت کرتے تو لغت کی طرف دوڑے، حدیث سے دستبردار ہو گئے کہ لغت میں مصافحہ کا ہاتھ کی پہلی خانے کو کہتے ہیں مالا لہ یہاں بھی ہاتھ جس کے طور پر استعمال ہوا ہے پھر اگر دونوں آدمی ہاتھیں پہنٹی سے مصافحہ کریں تو اسے لغتاً مصافحہ کہیں گے۔ لیکن آپ اس پر ہرگز غافل نہیں ہیں۔ انہوں نے کہ حدیث نے ہمارے سر پر ہاتھ رکھنا نہ لغت نے ہمارا ساتھ دیا اہلیت تہ پاکفادہ جو حدیث سے منور ہے وہ آپ کو حاصل ہو گیا۔

نظر اپنی اپنی پہلہ اپنی اپنی
دو ہاتھ سے مصافحہ :

اب دیکھیں کہ امت کا متواتر عمل دو ہاتھ سے مصافحہ کرنے کا جس کو یہ حضرات بدعت اور خلاف سنت کہتے ہیں کیا واقعی ہے؟ ثبوت ہے تو ہرگز نہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ص ۴۶/۴۷ باب المصافحہ کا عنوان بنا دیا ہے جس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی عنہ سے نقل کیا یہ روایت لائے

ہیں: علمنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الشہید و کفی بین کفلیہ۔ یعنی آنحضرت ﷺ نے مجھے تشہد کی تعلیم دی ایسی حالت میں کہ میرا ہاتھ آپ ﷺ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا۔ بعد ازاں امام بخاری رحمہ اللہ نے باب الاخذ بالیدین ہاتھ ہا ہے اور اس میں حضرت عمار بن زید رحمہ اللہ اور حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے مصنف کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے دونوں ہاتھوں سے مصنف کیا۔ اس کے بعد دوبارہ سے مصنف کی دلیل میں پھر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مندرجہ بالا حدیث پوری سند سے لائے ہیں کہ میرا ہاتھ آپ ﷺ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا۔ (صحیح بخاری ص ۲۶۶ ج ۲، صحیح مسلم ص ۱۷۳ ج ۱، نسائی ص ۵۷۱ ج ۱)

اہل علم بتی جانتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس باب سے یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ بھی دو ہاتھوں سے مصنف فرماتے تھے اور بعد میں بھی اسی پر عمل جاری رہا۔ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں: حدثنی اصحابنا یحییٰ وغیرہ عن اسماعیل بن ابراہیم قال رأیت حماد بن زید وجاءہ ابن المبارک بمکة فصافحہ بکلتا یدیه (حاشیہ بخاری ص ۲۶۶ ج ۲)

(ترجمہ: "اسماعیل بن ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حماد بن زید رحمہ اللہ کو دیکھا کہ ان کے پاس عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کہ منکر میں تعریف لائے تو آپ نے دونوں ہاتھوں سے مصنف کیا۔" یاد رہے یہ دونوں بزرگ اپنے زمانے میں امام المحدث تھے۔ امام عبدالرحمن بن مہدی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: الاثمة اربعة: مالک و سفیان الثوری و حماد بن زید و ابن المبارک یعنی امام چار ہیں۔ مالک، سفیان ثوری، حماد بن زید اور ابن المبارک رحمہم اللہ (مذکرہ الحفاظ) دیگر محدث بھی دو ہاتھ سے مصنف کا

ذکر کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک عورت سے فرمایا: قد باعناک۔ میں نے تجھے بیعت کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کلاماً صرف کلام سے بیعت فرمایا ہاتھ پکڑ کر بیعت نہ فرمایا۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری اور علامہ بخاری رحمہ اللہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں اس کی شرح میں فرماتے ہیں ای لا بالید کما کان یباع النحر حالہ بالمصافحة بالیدین یعنی ہاتھ سے بیعت نہ فرمایا جس طرح مردوں کو بیعت کرتے وقت دونوں ہاتھ سے مصنف فرمایا کرتے تھے۔ اس کی تائید شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی حدیث ردیاء سے بھی ہوتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں فرماتے ہوئے میری طرف اپنے دونوں ہاتھ بڑھائے "میں قریب ہوا فاحذ صلی اللہ علیہ وسلم یدی میں ید یدہ فصافح تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ اپنے دونوں مبارک ہاتھوں کے درمیان پکڑا اور مصنف فرمایا (الدر الثمین) اور شاہ صاحب رحمہ اللہ "القول البیہل" میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب سے بھی آنحضرت ﷺ نے خواب میں دونوں ہاتھوں سے مصنف فرمایا۔ محدثین کے علاوہ فقہاء کرام جن کی تہجد کا حکم کتاب و سنت میں دیا گیا ہے وہ بھی دونوں ہاتھ سے مصنف کرنے کو سنت فرماتے ہیں۔ چنانچہ "محاسن الابرار" میں ہے والسة فیما ان تكون بکلتا یدیه۔ سنت یہ ہے کہ دو ہاتھ سے ہو۔ اسی طرح شاہی میں اور اشعة اللعنا میں بھی ہے اور جبکہ حدیث میں آتا ہے کہ مسلمان جب مصنف کرتے ہیں تو ان کے گناہ مجزاتے ہیں (امام قزویؒ ائمن ما) اور ظاہر ہے کہ انسان دونوں ہاتھوں سے گناہ کرتا ہے تو دونوں کے گناہ مجزاتے جائیں گھر ہمارے دوستوں نے ایک ہاتھ شاید اسی سے جہنم کے سنگِ ریزہ (Reserve) کروا لیا ہے کہ اس کے گناہ مجزاتہ نہیں جاتے۔ ایک دفعہ حبیب لیڈ "با" میں نے ایک غیر مقلد دوست کو بخاری شریف

تے دو ہاتھ کے صحابی والی حدیث کھائی تو تھوڑی دم خاموش رہنے کے بعد بولا:
 اگرچہ آنحضرت ﷺ کے صحابی میں دو ہاتھ تھے لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود
 رضی اللہ عنہ کا تو ایک ہی ہاتھ تھا میں نبی تو نہیں کہ دو ہاتھ سے صحابی کروں میں یہاں
 نبی کی بجائے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اتباع کروں گا۔ میں نے کہا: جس
 طرح تم نبی نہیں، تم ان مسود رضی اللہ عنہ کی طرح صحابی بھی نہیں ہو کہ ایک ہاتھ سے
 صحابی کرو، اس لئے صرف اٹھوٹے سے انگوٹھا کر صحابی کر لیا کرو تاکہ نہ
 تمہارے نبی ہونے کا شبہ ہو نہ صحابی ہونے کا۔ میں نے کہا: کسی حدیث میں حضرت
 عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دوسرے ہاتھ کی نفی نہیں ہے اور یہ کس کا دل مانتا ہے
 کہ آنحضرت ﷺ نے دونوں ہاتھ ہاتھ بڑھا لئے ہوں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ
 صرف ایک۔

اصل بات یہ ہے کہ جب آدمی دونوں ہاتھ سے صحابی کرتا ہے تو ایک
 ہاتھ کے دونوں طرف دوسرے کی پٹیلیاں لگتی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود
 رضی اللہ عنہ ایک ہاتھ کی یہ خوبیاں بیان فرما رہے کہ میرے اس ہاتھ کے دونوں طرف
 حضرت پاک ﷺ کی پٹیلیاں مہارگ لگی تھیں، اپنے دوسرے ہاتھ کی نفی نہیں
 فرما رہے، اللہ تعالیٰ صحیح کلمہ عطا فرمائیں اور ملت پر عمل کرنے کی توفیق عطا
 فرمائیں۔ آمین۔



شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اور غیر مقلدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ایک ناقابل انکار تاریخی حقیقت ہے کہ غیر مقلدین کی دونوں قسمیں اہل
 قرآن اور اہل حدیث ہمیشہ فرق پہلے کسی حکومت میں نہیں پائی گئیں بلکہ یہ بعض
 قریب کی پیداوار ہیں۔ اسی لئے اہل حدیث کے ساتھ ان کا کوئی سلسلہ ختم نہیں ملتا تاہم
 جیسا کہ راجسی جس صحابی کو چاہیں راجسی کہہ دیتے ہیں مثلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ
 حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا وغیرہم، مگر یہ سب کے سب بچے اور
 بچے اہل سنت تھے۔ اسی طرح بے شمار غیر مقلدین بھی تو تھے میں تو غیر مقلد کہتے ہیں
 جبکہ محدثین کے حالات و طبقات کی کتابوں میں ہماری طبقات میں ملتے ہیں، طبقات حنفیہ،
 طبقات مذہبیہ، طبقات شافعیہ اور طبقات حنبلیہ۔ طبقات غیر مقلدین ہی کوئی کتاب کسی
 محدث یا مورخ کی نگین ہوئی دنیا میں موجود نہیں ہے اور کسی ایک بھی مسئلہ محدث
 کے بارے میں یہ شہادت کسی مورخ یا محدث کی کتاب میں نہیں ملتی کہ کسان لا
 یحتملہ ولا یفیلد کہ نہ اس میں اہل سنت کی اہمیت تھی نہ تنقید کرتا تھا بلکہ غیر مقلد قلم
 بعض لوگ کہتے ہیں کہ جسے جو صاحب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ جن کی

حضرت کی دنیا بھر میں دھوم مچی ہوئی ہے اور غیر منقطع تھے ملائکہ یہ بات اٹھل لٹھل ہے کسی ایک بھی مسئلہ تاریخ میں یہ بات نہیں ملتی کہ وہ نہ تو اجتہاد کی اہلیت رکھتے تھے نہ منقطع تھے بلکہ حضرت رحمہ اللہ کا ذکر مبارک حقیقتات متحلیہ میں موجود ہے جو سائنس سے بھی زیادہ واضح حقیقت ہے کہ آپ متحلی تھے۔ مشہور غیر منقطع جناب فیض عالم صدیقی نے موفی الدین ابن قدامہ رحمہ اللہ صحت کتب الملتی، تلخیص فہمہ القادر بیہیانی رحمہ اللہ صحت فیہ الغلیلین، تلخیص ابن تہیمہ رحمہ اللہ اور تلخیص ابن حجر رحمہ اللہ کو متحلیہ میں شمار کیا ہے (انتقال امت کا ایام ص ۲۹) نیز لکھتے ہیں :

غنیۃ الطالبین پر تبصرہ :

امام ابن حجر طبرہا سے پہلے سید عہد اقتدار بیہیانی رحمہ اللہ متحلی نے اپنی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین میں فیضوں کا ذکر کیا۔ غنیۃ الطالبین متحلی قدس سرہ کی ایک انسانیکوینڈا ہے مگر اس کتاب میں بھی بارہا من طریقت نے تصوف کے باب کے مذہب سے انکیجو نہ لکھی کی ہے جس کا جواب نہیں "ایک معمولی سی دینی سوجہ پر جو دیکھنے والا اور معمولی سی علمی سماعت رکھنے والا آدمی ایک طلاس بات کا اندازہ نہ لگا سکتا ہے کہ اصل غنیۃ الطالبین کا مصنف کوئی پرہیزگار متبع سنت، ذلیلہ طور عالم فہمیں ہے اور اس تصوف کے باب کا مصنف کوئی کون طبع "خواس ہانت" کوئی آدمی کا مریض اور اس علم آدمی ہے۔ فقیروں کی بدوش، انقلاب کی نفست اور مضموم کی ہوا جی میں چین فرق کے منقطع غمیں مضمون میں بزاروں فرسنگ کا فرق۔ کھل کتاب و سنت کی حسیم آئینہ منظر اور قدرت ہارہ شہبازوں کی منک اور کلہاڑی کے منڈاؤں کے منڈاؤں سے اٹھنے والے بڑے کے پیچھے۔ (انتقال امت کا ایام ص ۳۳)

دیکھئے اس ترجمہ کی غیر منقطع نے ایک سی سائنس میں حضرت شیخ قدس سرہ کا کتاب و سنت سے بزاروں فرسنگ اور "کون طبع" کو اس ہانت اور "خواسی" کواری کا مریض اور غنیۃ الطالبین کو پرانندہ ذاتی کے منڈاؤں سے اٹھنے والے ہر کے پیچھے قرار دے دیا۔

ہیں "عوام کو یہ دھوکہ دینے کی کوشش کی کہ گویا غنیۃ الطالبین کے فہمیں سائنس کا نصف دور ہے اور تصوف کے باب کا دور کوئی فرضی فہمیں "یہ بیانی کارنامہ ہے جیسا کہ مرزا گھڑائی بیہیانی علیہ السلام کو خوب لکھیں بکنا بعد جس میں دینے کا وہ بیہیانی دور ہے اور یہ دور ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ غیر متقلین کے زبان و قلم ہے لکام ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ یہی جناب فیض عالم صاحب صدیقی تحریر کرتے ہیں :

بخاری شریف پر تبصرہ :

"حق محمد میں" ان شہدائین حدیث "حق سیرت نویس اور مشرین کی تھیدی وایت پر قائم کرنے کوئی چاہتا ہے جو اپنی بات کا تجزیہ اور تحقیق کرنے سے بھی ماری تھے کہ یہ واقعہ سرے سے ہی لٹا ہے لیکن اس دینی و تحقیقی جرات کے تھدہا نے بزاروں ایسے پیدا کئے اور ہوتے رہیں کہ ہمارے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح بخاری میں ہر ایک دوری قرار دیا اور صحیح اور لا رہا ہے تو وہ اس سے اللہ کی الوہیت "انبیاء کرام کی صحت اور ازادان طہارت کی طہارت کی قطعاً بیضا میں و جمیل نھرئی جلی جائیں۔ (اصولیت کائنات ص ۱۱۱) فیض عالم صدیقی "ایک یہ نام بخاری کی اسی طرح تقلید جلد نہیں جس طرح متقلین انہ اور بدی کی تقلید کرتے ہیں۔"

دیکھئے تمام حدیث میں تمام شہدائین حدیث "انہ سیرت نویسوں اور تمام مشرین کو تحقیق سے ماری اور دینی جرات سے کورسے قرار دے کر صحیح بخاری کے بارہا میں قودا تبصرہ لکھا کہ بخاری بخاری "بذلت شہدائین اور سوائی "بذلت بھی اس سے شہدائین ہیں۔

شیخ بیہیانی رحمہ اللہ اور مسئلہ وحدۃ الوجود :

آج کل غیر متقلین نے وحدۃ الوجود کا کلام مطلب کے کر (اور احتمالاً اور طویل ہے) صوفیاء و کرام و حسیب اللہ پر حمزہ پادری کا پادہ گرم کر دیا ہے جبکہ صوفیاء و کرام و حسیب اللہ احتمالاً و طویل کو اللہ "ذوق" اور گروہی قرار دیتے ہیں (مقتلات سوائی ص ۳۷) (۱۱)

برابر کر چکو تو ایک آدمی اس کی قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر کہے اے قلاں بن قلاں... اس آواز کو مردہ سنتا ہے مگر جواب نہیں دیتا پھر دوبارہ پکارے اے قلاں بن قلاں... تو مردہ یہ آواز سن کر قبر میں اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے پھر تیسری مرتبہ آواز دے تو مردہ کہتا ہے تو نے مجھے سیدھی راہ دکھائی اللہ تجھ پر رحمت کرے مگر اے لوگو میرا یہ کہنا تمہیں سنائی نہیں دیتا۔ (غنیۃ الطالبین مصری ص ۱۳۱ ج ۲)

حضرت شیخ رحمہ اللہ اور حیات النبی ﷺ :

حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب روضہ اطہر ماضی کی سعادت نصیب ہو تو قبلہ کی طرف پشت کر کے روضہ پاک کی طرف منہ کر کے پہلے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ اے اللہ آپ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا کہ اگر لوگ اپنی جانوں پر ظلم (گناہ) کر کے اللہ سے بخشش مانگیں اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس گناہ کے لئے بخشش مانگیں تو اللہ تعالیٰ بخشے والے مہربان ہیں۔ اے اللہ میں بھی اسی طرح تیرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دعائے بخشش کرانے آیا ہوں، جیسے حیات ظاہری میں لوگ آتے تھے پھر کے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگ رہا ہوں (غنیۃ الطالبین ص ۱۱۱ ج ۱) غیر مقلدین حضرات مردہ کے سننے اور پہچاننے کو آج کل شرکیہ عقیدہ کہتے ہیں اور عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شرک کہتے ہیں۔ جب حضرت شیخ رحمہ اللہ ان کے عقائد کی وجہ سے غیر مقلدین کے نزدیک مشرک ہیں پھر عوام کو دھوکا کیوں دیتے ہیں کہ شیخ جیلانی رحمہ اللہ غیر مقلد تھے معاذ اللہ۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ کی نماز :

حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں نماز میں ۱۵-۱۶ رکعت ۹ واجبات ۱۳ سنتیں اور ۲۵ ہیئات (آداب) ہیں۔ رکن کے نہ رہنے سے نماز باطل، ترک واجب سے مجہدہ سہو لازم اور سنت اور ہیئت کے ترک سے نماز نہ باطل ہوتی ہے اور نہ مجہدہ سہو لازم آتا

ہے (غنیۃ الطالبین ص ۵/۱۱ ج ۱) اور فرماتے ہیں نماز کی نیت زبان سے کرنا افضل ہے (ص ۱۱۲/۱۱ ج ۱) اور مقتدی کے لئے امام کی تابعداری کی نیت ضروری ہے (ص ۱۰۳/۱۰۲ ج ۲) اور فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام اکبر کے تم اللہ اکبر کو، امام قرات (فاتحہ) پڑھے تم خاموش رہو اور جب امام غیر المنصوب علیہم والصلالین کے تو آمین کو (ص ۱۰۵/۱۰۴ ج ۲)

حضرت شیخ رحمہ اللہ یہ دعائیں کرتے تھے "اللہ تعالیٰ مجھے اصول اور فروغ میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مذہب پر موت دے اور امام احمد رحمہ اللہ کے مقلدین میں میرا حشر فرمائے (غنیۃ الطالبین ص ۱۰۵/۱۰۴ ج ۲) حضرت شیخ نے نماز کی جو ۲۵ ہیئات بیان فرمائی ہیں وہی مسائل ہیں جن میں شیخ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی تقلید کرتے تھے تو گویا غیر مقلدین کے عقیدہ کے مطابق حضرت شیخ کی نماز میں ۲۵ تقلیدی شرک ہیں۔ اس پر بدعات مزید ہیں اور امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کی وجہ سے ان کی نماز بھی باطل ہے۔

تین طلاق :

حضرت شیخ رحمہ اللہ نے کئی امور میں روافض کی یہود سے مشابہت بیان فرمائی ہے، جس میں ایک یہ بات بھی تحریر فرمائی ہے کہ یہود تین طلاق کو کچھ نہیں سمجھتے یہی حال روافض کا ہے، میں کہتا ہوں غیر مقلدین بھی تین طلاق کے بعد رجوع کرا دیتے ہیں۔

ذریعہ البلیس :

حضرت شیخ رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں کہ لوگوں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر پسینہ موتیوں کی طرح تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار لعنت فرمائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: حضرت! میرے ماں باپ آپ پر قریاں ہوں آپ کس کو پھنکار رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اللہ کے دشمن اہل بیت علیہ السلام نے اپنی دہائی دہائیں داخل کی اور سات ائمہ سے دیکھ کر ان سے صلہ بنے پیدا ہوئے جو اولادِ آدم کو گمراہ کرنے پر متحمل نہ ہو سکے۔ ان میں سے شیطاں کا جو پتہ دوسرے ائمہ سے پیدا ہوا اس کا ہم "حدیث" ہے اور وہ نمازیوں پر مسلط کیا گیا (غنیۃ الطالبین ص ۸۸/۱۲) حضرات و کون آپ کو دکھایا کیا آپ اس نے کو تلاش کریں جس کی زندگی کا ایک ہی قصد ہے کہ نماز کے دنوں میں دوسرے اہل بیت نمازیوں کو پریشان کرے کہ تیری نماز غلط ہے "تیری نماز نہیں ہوتی وغیرہ وغیرہ" وہ پیچھے اسی "حدیث" سے تعلق رکھتا ہے بلکہ "حدیث" کا ہی اہل بیت ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل بیت کے دوسروں سے بچائیں۔ الغرض غیر مقلدین کے نزدیک جب حضرت علیؓ اور ان کے اصحاب اللہؓ شریک اور بدعتی ہیں۔ اور مشرک اور بدعتی کی کوئی مہلت قبول نہیں تو غیر مقلدین لوگوں کو دھوکہ کیوں دیتے ہیں۔ ہم نے اپنے رسالہ "غیر مقلدین کی غیر مسلمہ نماز" میں ثابت کر دیا ہے کہ غیر مقلدین کی نماز نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے لیکن اس کا جواب آج تک نہیں لکھ سکے۔ کیا آپ حضرات کے نزدیک دفع بدعتی ہی ایک ایسا اہم مسئلہ ہے جو محض صاف طور پر دفع بدعتی کے مسئلہ سے الگ کر کے صرف اپنے اہل بیت کی عقیدہ میں دفع بدعتی کے اس کے ساتھ شریک و بدعت کا نہ صرف عامل بلکہ زیور و داعی بھی ہو تو وہ صرف دفع بدعتی کی عقیدہ کرنے سے اہل بیت بن جاتا ہے تو پھر شیعوں نے کیا قصور کیا؟ تو دفع بدعتی آپ سے بھی زیادہ کرتے ہیں۔ کیا آپ ان کو اپنے سے بڑے اہل حدیث مانتے ہیں؟ اور کیا وہ اہل شیعہ رحمہ اللہ اور اہل احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی عقیدہ محض کرنے والے آپ کے نزدیک آپ کی طرف اہل حدیث ہیں؟ پھر اہل سنت والجماعت اہل بیت کو عقیدہ کی وجہ سے مشرک اور بدعتی کیوں کہتا ہے؟



امام اعظم رحمہ اللہ

خیروں کی نظر میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا داؤد خزونی فرماتے ہیں ایک عجیب بات ہے کہ اہل حدیث عموماً نہایت متشدد ہوتے ہیں۔ خود ہی سی بات پر سخت سے سخت لکھ جھگڑنے کے شکر ہوتے ہیں۔ (داؤد خزونی ص ۱۸) یہی وہ نفسیات ہے جس پر قرآن پاک نے وَبَلَّغْ لِّكُنْ حَقُّهُ خُذْهُ لِحُزْنَةٍ فَرَايَا ہے اور وَلا تَتَّبِعْ كُفْلًا حُلُوفَ (الانبیاء)

(۱) مولانا داؤد خزونی فرماتے ہیں "ائمہ دین نے جو دین کی خدمت کی ہے امت قیامت تک ان کے اصحاب سے عہدہ نہ لے سکیں یہ کتنی ہمارے نزدیک ائمہ دین کے لئے جو محض سوہ علمین رہ سکتے ہیں یا زبان سے ان کی شان میں بے ادبی اور کشتی کے الفاظ استعمال کرے یہ اس کی عقائد قلبی کی علامت ہے اور میرے نزدیک اس کے سوہ خاں کا خوف ہے ہمارے نزدیک ائمہ دین کی بدعت اور رایت پر امت کا اجماع ہے۔" (داؤد خزونی ص ۴۳/۳)

(۲) ائمہ کرام کا ان (مولانا داؤد خزونی) کے دل میں انتہائی احترام تھا حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اسم گرامی بے حد عزت سے لیتے۔ ایک دن میں مولانا محمد باقیؒ ان کی خدمت میں حاضر تھا۔ جماعت اہل حدیث کی تحقیر کے

محقق گفتگو شروع ہوئی۔ بڑے دردناک لہجہ میں فرمایا مولوی اسحاق! امامت اہل حدیث کو حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی روحانی بدعا سے کرینے کی ہے ہر شخص ابو حنیفہؒ ابو حنیفہ کہہ رہا ہے کوئی بت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابو حنیفہ کہہ دیتا ہے۔ پھر ان کے بارہ میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے یا زیادہ سے زیادہ گیارہ۔ اگر کوئی بت بڑا احسان کرے تو وہ انہیں سترہ حدیثوں کا عالم گرد دیتا ہے۔ جو لوگ اسے جلیل القدر امام کے بارہ میں یہ نظر نظر رکھتے ہوں ان میں اتحاد دیکھتی کہ تحریب ابو حنیفہؒ ہے۔ یا غریبہ العلم السامعہ لکھو بنی و حزنی الی اللہ (دواؤ غزنوی ص ۱۳۷)

(۱۳)..... حضرت مفتی محمد حسن نے ایک بار مولانا عبد الجبار غزنوی کی ولایت کا ایک واقعہ سنایا۔ وہ واقعہ یوں تھا کہ امرتسر میں ایک محلہ نیلیان تھا جس میں اہل حدیث حضرات کی اکثریت تھی۔ وہاں عبد اعلیٰ نامی ایک مولوی امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ وہ مدرسہ غزنویہ میں مولانا عبد الجبار غزنوی سے پڑھا کرتے تھے۔ ایک بار مولوی عبد اعلیٰ نے کہا کہ ابو حنیفہؒ سے تو میں اچھا ہوں اور بڑا ہوں کہ تک انہیں صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں یاد تھیں اور مجھے ان سے کہیں زیادہ یاد ہیں۔ اس بات کی اطلاع مولانا عبد الجبار کو پہنچی وہ بزرگوں کا نصیحت ادب و احترام کیا کرتے تھے انہوں نے یہ بات سنی تو ان کا چہرہ سادک فیسے سے سرخ ہو گیا انہوں نے حکم دیا کہ اس بلا نقی (عبد اعلیٰ) کو مدرسہ سے نکال دو وہ طالب علم جب مدرسہ سے نکالا گیا تو مولانا عبد الجبار غزنوی نے فرمایا مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ شخص عتق رب مرتد ہو جائے گا۔ مفتی محمد حسن راوی ہیں کہ ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ وہ شخص مرتد ہو گیا اور لوگوں نے اسے ذلیل کر کے مسجد سے نکال دیا۔ اس واقعہ کے بعد کسی نے مولانا عبد الجبار غزنوی سے سوال کیا حضرت! آپ کو یہ کیسے علم ہو گیا تھا کہ وہ مرتد ہو جائے گا۔ فرماتے تھے کہ جس وقت مجھے اس کی

حمتی کی اطلاع ملی اس وقت بخاری شریف کی یہ حدیث میرے سامنے آگئی کہ مَنْ عَادَى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتَهُ بِأَنْفُسِهِمْ (حدیث قدسی) جس شخص نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی تو میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں۔ میری تحریروں میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ولی اللہ تھے۔ جب اللہ کی طرف سے اعلان جنگ ہو گیا تو جنگ میں ہر فرقہ دوسرے کی اعلیٰ چیز کو بھینکتا ہے اس لئے ایسے شخص کے پاس ایمان کیسے روکتا تھا۔ (دواؤ غزنوی ص ۱۳۷)

(۱۴)..... نوٹ: اسی طرح امرتسر میں سب سے پہلے محل باحدیث شروع کرنے والے مالک محمد بہت صاحب اپنی گفتگو بشیر مرزا غلام احمد قادیانی کے موبہ دماغی بین مجھے (اشاعۃ السنۃ ص ۱۳۷) دیا

(۱۵)..... مولانا محبوب اور صاحب امرتسری لکھتے ہیں: ”جہاں تک مجھے علم ہے وہ یہ ہے کہ امرتسر و گردوارہ میں جس قدر سرتہ سیالی ہیں یہ پہلے غیر مستند ہی تھے۔“ (الکتاب المجدد ص ۸)

(۱۶)..... مولانا محمد ویراظم صاحب سیالکوٹی نے دل میں بھی امام اعظم رحمہ اللہ کے بارہ میں ایک واقعہ یاد کیا تھا ’’مولا لکھتے ہیں (امیں نے) حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کے متعلق تحقیقات شروع کیں تو علقہ حبیب کی ورق گردانی سے میرے دل پر کچھ غبار آگیا جس کا اثر جلد ہی فوراً یہ ہوا کہ دن دوپہر کے وقت جب سورج پوری عزت و حق قائم ایک میرے سامنے گھم اذ میرا بیٹا نکلا۔ کہوا ضلعات بعضہا فوق بعض کا نظارہ ہو گیا۔ حاضہ اعلیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ حضرت امام صاحب رحمہ اللہ سے جو علقہ کا نتیجہ ہے اس سے استفادہ کرو میں نے کلمات دہرائے شروع سے وہ اندر سے فوراً نکلا تو مجھے اور ان کی بجائے ایمان و چلا کہ اس نے اپنی پوری روشنی ٹوٹا کر دی۔ اس وقت سے میری حضرت امام صاحب رحمہ اللہ سے حسن عقیدت اور زیادہ بڑھ گئی اور میں ان شخصوں سے جن کو

حضرت امام صاحب رحمہ اللہ سے حسن عقیدت ہمیں ہے کما کہ تاہوں کہ میری اور آپ کی مثال اس آیت کی مثال ہے کہ حق تعالیٰ حکمران معارف قدسہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے فرماتا ہے۔ اَفْتَسِمَاؤُفَنَ عَلٰی مَنَازِلَی۔ میں نے جو کچھ عالم بیداری اور ہوشیاری میں دیکھ لیا اس میں مجھ سے بھلا کرنا ہے سو ہے۔ هٰذَا وَاللّٰهِ وَلِیْلِ الْهٰدِیْثِ خَاصَّةً الْکَلَام۔ آپ میں اس مضمون کو ان کلمات پر قسم کرتا ہوں اور اپنے عقرب سے امید رکھتا ہوں کہ وہ بزرگمان دین سے خصوصاً ائمہ متبوعین سے حسن عکس رکھیں اور مکتفی اور ہے اولی سے پیر کریں کیونکہ اس کا نتیجہ ہر دو جہاں میں موجب نسران و نقصان ہے۔ نَسْلُ اللّٰہِ الْکَرِیْمِ حَسَنَ الظَّنِّ وَالتَّادِبِ مَعَ الصَّالِحِیْنَ وَنَعُوذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ مِنْ سَوَاءِ الظَّنِّ بِہِم فَاتَّہ عَرَقَ الرِّفْضِ وَ الْحَرَجِ وَ عَلَامَةُ الْمُعَاقِبِیْنَ وَلِنَعْمَ مَا قَبِل۔

ازادہ خواہیم تو فی اواب : ہے اواب محروم شد از لطف رب

(تاریخ اہل حدیث ص ۷۹)

(۷)..... مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے فرمایا: مولانا شاہ محمد مرحوم امرتسری نے مجھ سے بیان کیا کہ جن ایام میں میں کانپور میں مولانا احمد حسن صاحب کانپوری سے علم متعلق کی تحصیل کرتا تھا اختلاف ذوق و مشرب کے سبب سے احتاف سے میری شکوک رہتی تھی۔ ان لوگوں نے مجھ پر یہ الزام تو بہ تھا کہ تم اہل حدیث لوگ ائمہ اربعین کے حق میں ہے اولی کرتے ہو میں نے اس کے متعلق حضرت میاں صاحب مرحوم دہلوی یعنی شیخ اہل حضرت سید ذہیر حسین صاحب مرحوم سے دریافت کیا تو آپ نے جواب میں کہا کہ ہم ایسے شخص کو جو ائمہ دین کے حق میں ہے اولی کرتے ہمارے رافضی جانتے ہیں علاوہ بریں میاں صاحب مرحوم معیار الحق میں امام صاحب رحمہ اللہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

امامنا و سیدنا ابو حنیفۃ النعمان افاض اللہ علیہ شایب العقور والغفران۔ نیز فرماتے ہیں: ان امام صاحب کا جنت ہونا اور شیخ مت اور متقی اور پیرگار ہونا کافی ہے۔ ان کے لحاظ میں آیت کریمہ ان اکرم مکم عند اللہ انفاکم ذلت بخش مراتب ان کے لئے ہے۔ (حاشیہ تاریخ اہل حدیث ص ۸۰)

(۸)..... مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی فرماتے ہیں: ہر پتہ کی میں سخت گنہگار ہوں لیکن یہ ایمان رکھتا ہوں اور اپنے صالح اساتذہ جناب مولانا ابو عبد اللہ نظام حسن صاحب مرحوم سیالکوٹی اور جناب مولانا حافظ عبد المنان صاحب مرحوم محدث وزیر آبادی کی محبت و تحقیق سے یہ بات یقین کے رہے تھے پہلے پہل ہے کہ بزرگان دین خصوصاً حضرات ائمہ متبوعین۔ حسن عقیدت نزول برکات کا رعب ہے۔ (تاریخ اہل حدیث ص ۷۹)

(۹)..... مولانا محمد ابراہیم صاحب حافظ عبد المنان صاحب وزیر آبادی کے متعلق لکھتے ہیں: "آپ ائمہ دین کا دست اواب کرتے تھے۔ چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ائمہ دین اور خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ہے اولی کرتا ہے" اس کا غامضہ اچھا نہیں ہوتا" (تاریخ اہل حدیث ص ۱۳۸)

(۱۰)..... ظہیم بن حوا خراسانی امام بخاری رحمہ اللہ کے اساتذہ میں ہیں۔ وضع کتبنا فی الرد علی الحنفیہ۔ جس نے حنفیوں کے رد میں کئی کتابیں تصنیف کیں۔ یہ شخص امام صاحب کے جسد میں رہا تھا کہ یہ کہتا تھا کہ جو بی بی بھی گمراہ کیا کرتا تھا اور امام صاحب کی عیب گوئی میں بھوتی دکھائیں بھی گمراہ کرتا ہے سب کی سب بھوت ہیں۔ (سیران الاعتدال ص ۵۳۲ ج ۲) تہذیب الشہادۃ ص ۴۶۳ ج ۱ "انہیابہ السؤل فی رواۃ السنۃ الاصول بحوالہ تاریخ اہل حدیث ص ۷۰" داؤد خزوی ص ۷۸ ج ۱۳ مولانا سیالکوٹی نے مکمل بیٹ کے بعد لکھا

ہے خاصۃ الکلام یہ کہ فہم کی شخصیت ایسی نہیں کہ اس کی روایت کی بناء پر حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ جیسے بزرگ امام کے حق میں بدگوئی کریں جن کو عارف نفس الدین زہبی رحمہ اللہ جیسے فائدہ الرجال امام اعظم کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں۔ عارف ابن کثیرؒ "الہدایہ" میں آپ کی نہایت تریف کرتے ہیں "آپ کے حق میں کہتے ہیں: احدى ائمة الاسلام والسادة الاعلام واحد اركان العلماء واحد الائمة الاربعة اصحاب المذهب المتبوعة الخ۔ نیز امام یحییٰ بن یمن رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ آپ (ابو حنیفہ رحمہ اللہ) ثقہ تھے اہل الصدق تھے کذب سے متنبہ نہ تھے نیز عبد اللہ بن داؤد الخرمی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے کہا لوگوں کو مناسب ہے کہ اپنی نمازوں میں امام ابو حنیفہ کے لئے دعا کیا کریں کیونکہ انہوں نے ان پر فتہ اور سنن (نبویہ) کو محفوظ رکھا۔ (الہدایہ ص ۱۰۷) تاریخ اہل حدیث ایہ فیصل (ضمیمہ بن ملان) اگر قرار ہو ۱۱۲ اور وہیں فوت ہوا فہجر باقیادہ (مختصر) ص ۱۰۷، قال فی حصرۃ والہ یکتفون وشم یصل علیہ فعل ذالک بہ صاحب ابن ابی ذانود تاریخ بغداد ص ۳۱۳

دیکھئے سنن امام نماز بنادہ اور سنن اور قبر تک سے محروم رہا۔

۱۱۱۔ عالم یا عمل فاضل اہل حضرت مولانا سید جلی حسین رحمہ اللہ ہماری نظر سے ہیں ایک غیر مقلد مولوی محمد امیر اہم صاحب آرونی کہ حکمران تھے اور حضرت قبلہ عالم مولانا سید شاہ علی صاحب رحمہ اللہ سوتیکری بھی وہیں تھے مولانا محمد امیر اہم صاحب نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس خواب میں میری حاضر بنی ہوئی اور مجھ سے برگشتہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی تشریف فرما تھے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ تم ان یعنی امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بدعن ہو قصور عارف کراؤ۔ میں نے امام

اعظم کے قدموں پر گر کر عارف کرایا (گفتا ص ۱۷)

(۱۳۰)۔ ایک غیر مقلد طالب علم محمد ربیعہ میں پڑھتا تھا۔ اس نے حضرت امام محمد رحمہ اللہ کی شان میں گستاخی کی۔ اس پر اور طالب علموں نے اسے ہتھکڑیاں لگا دیں۔ اس واقعہ کی مولانا زہرئین سے شکایت بھی کی حضرت والا نے فرمایا کہ اس نے امام محمد رحمہ اللہ کی شان میں گستاخانہ کلمات استعمال کئے تھے اس پر علماء کو غصہ آگیا یہ سن کر مولوی صاحب نے فرمایا کہ واقعی یہ اس کی بڑی سبہ جا حرکت تھی۔ (داؤد خزروی ص ۳۸۰)

(۱۳۱)۔ آرو میں چلے ہوئے ایک غیر مقلد نے دوران گفتگو حضرت ابن امام رحمہ اللہ کی کچھ تنقید کی۔ مولانا زہرئین صاحب نے اسے ڈانٹا کہ یہ سب لوگ تھے انہارامہ نہیں کہ ان کی شان میں کچھ کہہ سکیں (داؤد خزروی ص ۳۸۰) الناس فی ابی حنیفہ حاسد او جاہل یعنی حضرت امام ابو حنیفہ کے حق میں بری رائے رکھنے والے کچھ لوگ تو حاسد ہیں اور کچھ ان کے مقام سے بے خبر ہیں۔ (داؤد خزروی ص ۳۷۹)



نہیں گے۔ اس میں شک نہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بہت نیک آدمی تھے مگر وہ علم حدیث میں بہت کمزور تھے۔ اس لئے قیاس سے مسئلے بتاتے تھے۔ لیکن ساتھ یہ بھی فرماتے رہتے تھے کہ جب صحیح حدیث مل جائے تو میرا قیاس دیوار پر دے مارنا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر عمل کرنا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ یہ حدیث ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو نہیں ملی تو انہوں نے اپنے قیاس سے کہہ دیا کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھا کرو۔ اب جب یہ صحیح حدیث ہمیں مل گئی ہے تو اس پر عمل کرنے سے اللہ کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی راضی ہوں گے بلکہ خود امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی اور اگر اس حدیث پر عمل نہ کیا تو نہ صرف یہ کہ نبی پاک ﷺ ناراض ہوں گے بلکہ خود امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی ناراض ہوں گے کیونکہ وہ فرماتے تھے کہ میرا قول چھوڑ کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر عمل کرنا۔ اب حنفیوں کا حال وہی ہے کہ :

نہ خدا ہی ملا نہ وصال ضم

نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

تمہاری زندگی بھر کی ایک نماز بھی قبول نہیں ہوگی۔ تمہاری نماز سے خدا بھی ناراض ہے، خدا کا رسول بھی ناراض ہے اور امام ابو حنیفہ بھی ناراض ہے۔ ابھی تو یہ کا دروازہ کھلا ہے تو یہ کرلو۔ وہ نوجوان ساربا تھا اور کہہ رہا تھا کہ کیا واقعات میں نماز پڑھنے کے باوجود بے نمازی ہوں؟ کیا واقعات میری نماز سے اللہ اور رسول ﷺ ناراض ہو جاتے ہیں؟ کیا میری ساری نمازیں برباد ہو گئیں؟ یہ کہہ کر وہ پھر رونے لگا۔ اور کہہ رہا تھا کہ دنیا بھر میں مسلمانوں کی اکثریت واقعی بے نماز ہے۔ میری نمازوں کا کیا ہوگا؟ خدا ارجمند یہ مسئلہ سمجھا دیتے۔ میں نے اسے قتل دی کہ یہ مسئلہ اتنا مشکل نہیں جتنا آپ کو پریشان کر دیا گیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مسئلہ صرف کسی ایک سورت کا نہیں بلکہ پورے قرآن کا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ دین کو کامل کر گئے ہیں

اس لئے پورے قرآن کا مسئلہ سمجھا کر گئے ہیں۔ یہ تو آپ جانتے ہیں کہ نماز پڑھنے کے دو ہی طریقے ہیں : (۱) یا آپ اکیلے نماز پڑھیں گے جیسے نفل سنتیں وغیرہ۔ (۲) یا آپ جماعت نماز پڑھیں گے جیسے فرائض پنجگانہ، جمعہ، عیدین وغیرہ۔ تیسرا اور کوئی طریقہ نہیں۔

اکیلے نمازی کا طریقہ :

شروع اسلام میں تہجد کی نماز بھی فرض تھی۔ لوگ گھروں میں بغیر جماعت کے اکیلے اکیلے نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ صحیح مسلم شریف کی حدیث کے مطابق ایک سال فرض رہی اس کے بعد اس کی فرضیت منسوخ کر دی گئی اور اللہ تعالیٰ کا فرمان نازل ہوا۔ فاقروا ماتیسر من القرآن (الزلزلہ: ۲۰) اب پڑھو جتنا تم کو آسان ہو قرآن سے۔ اس آیت کریمہ میں پورے قرآن کا مسئلہ ہے۔ جس طرح پانی کے ہر قطرے کو پانی کہتے ہیں۔ اسی طرح قرآن پاک کی ہر آیت کو قرآن کہتے ہیں۔ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ نماز میں مطلق قرات فرض ہے اور اس آیت کریمہ میں کوئی اجمل بھی نہیں۔ کہیں جلسہ ہو اور آپ قاری صاحب سے کہیں کہ کچھ تلاوت کروں؟ تو وہ پوچھتے کہاں سے؟ آپ کہیں، کہاں سے آپ آسانی سے پڑھ سکیں۔ اب قاری صاحب کہاں سے بھی تلاوت کریں گے آپ کا مقصد پورا ہو گیا۔ اب دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیلے نمازی کو کیا طریقہ بتایا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو ایک شخص نے آکر نماز پڑھی، پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: لوٹ کر نماز پڑھو۔ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ نماز پڑھ کر پھر حاضر ہوا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوٹ کر نماز پڑھو، تم نے نماز نہیں پڑھی۔ آپ ﷺ نے تین بار ایسے ہی فرمایا۔

اس نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں اس سے بہتر طریقہ پر نماز نہیں پڑھ سکتا۔ آپ مجھے سکھادیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کو "بھر" جس میں قرآن پاک میں ہے جو آسمان ہو چڑھو "پھر رکوع کرو یہاں تک کہ جب قبض رکوع کی حالت میں اطمینان ہو جائے تو انھو یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جائو۔ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ جس میں سجدہ کی حالت میں اطمینان ہو جائے پھر سجدہ (تو انھو یہاں تک کہ جس میں بیٹھے ہوئے اطمینان ہو جائے پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ جس میں سجدہ کی حالت میں اطمینان ہو جائے پھر نماز میں اسی طرح کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیلے نماز کو جس طرح تکبیر رکوع اور سجدہ کرنے کا حکم دیا اسی طرح قرات کا حکم بھی دیا۔ اس واقعہ کو حضرت دفاہ بن رافع رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں ہے کہ جب تم قیل کی طرف منہ کر لو تو تکبیر کو پھر سورت قاعدہ پڑھو۔ پھر قرآن پاک میں سے آج پڑھو پھر اسناد احمد ص ۳۳۰ ج ۳ حضرت ابو سعید خدریؓ نے کہا میں علم یاد کیا ہے کہ سورۃ قاعدہ اور جو (قرآن میں ہے) آسمان ہو چڑھیں (اسناد امام اعظم ص ۵۸ ابو داؤد ص ۵۸ مسند احمد ص ۳۰ ج ۳ ابن ماجہ ص ۳۰ ج ۳ مسند ابی یعلیٰ ص ۳۰ ج ۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم یاد کیا کہ میں حدیث شریف میں سنائی کروں کہ قرآن پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی اگرچہ سورت قاعدہ اور کچھ اس سے زیادہ ہو۔ (اسناد امام اعظم ص ۵۸ ابو داؤد ص ۵۸ ج ۳ کتاب القراءۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نماز جس میں سورۃ قاعدہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے۔ مگر جو نماز امام کے پیچھے پڑھی جائے (کتاب القراءۃ ص ۵۵) حضرت علقمہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت

کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی نماز تیس ہوگی جس نے سورت قاعدہ اور اس سے کچھ زیادہ قرآن نہ پڑھا۔ اس کے راوی امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اکیلے نماز کے لئے ہے (ابو داؤد ص ۵۸ ج ۳) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ یہ حدیث اکیلے نماز کے لئے ہے (ترمذی ص ۵۸ ج ۳) اکیلے نماز پڑھنے کا طریقہ ہے اور ثابت ہوا کہ نماز میں مطلق قرات فرض ہے اور سورت واجب نہیں ہے اور سورت قاعدہ سے کچھ زیادہ قرآن پڑھنا واجب تکبیر ہے۔

نماز باجماعت کا طریقہ :

علامہ سیوطی رحمہ اللہ "الائقین" میں لکھتے ہیں کہ "سورت منزل تیسرے نمبر پر نازل ہوئی۔ سورت قاعدہ ساتویں نمبر پر اور سورت الاعراف انتالیسویں (۱۳۹) نمبر پر۔ اس میں یہ قیامت گیرہ نازل ہوئی : وانا قری القرآن فاستمعوا له والصتوا للعلکم ترحمون۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف توجہ کرو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے" حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز باجماعت سکھانے کے لئے باقاعدہ) خطبہ دیا پس ہمارے لئے طریقہ کار واضح فرمایا اور ہمیں ہماری نماز (باجماعت) سکھائی چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم (باجماعت) نماز شروع کرو تو میں غائب رہوں ابھی طرح سیدھی کر لیا کرو "پھر تم میں سے ایک شخص امام بنے۔ پس جب وہ تکبیر کے وقت بھی تکبیر کو (اور بروایت جریر من سلیمان من قولہ) اس حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور جب وہ قرات شروع کرے تو تم خاموش ہو جاؤ اور جب وہ غیر المعصوب علیہم ولا الضالین کے وقت تم آمین کو۔ اللہ تعالیٰ

تم سے محبت کریں گے پھر جب وہ روک کر کہے تو تم روک کر (واللہ اعلم) امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے صحیح ہونے پر سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کلمہ علی ہے یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ (ابن ماجہ ص ۱۱۳) ابھی میرے نزدیک صحیح ہے۔ (صحیح مسلم ص ۱۲۳/۱۲۴) اس لحاظ باصاحت کے طریق میں تعبیر 'روک' بخود دیکھنا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام احمد و مفتی کا اشتراک ذکر فرمایا لیکن قرات میں اشتراک کے برعکس تفسیر بیان قرآنی کی امام قرات کرے گا اور مفتی "انصات" یعنی خاموش رہیں گے اور حضرت جابر بن عبد اللہ "تہ روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کا امام ہو تو امام کی قرات اس کے لئے قرات ہے۔ اسناد امام اعظم ص ۳۰ مطبوعہ مدینہ ص ۳۳۹/۳۴۰

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مفتی کی نماز بغیر قرات کے نہیں ہوتی بلکہ امام کی قرات سب مستحبوں کی طرف سے اور وہ یہاں تک ہے۔

مثال :

جس طرح یہ بات مسلم ہے کہ خلیفہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا لیکن خلیفہ کا پڑنا ہوا خلیفہ سب کی طرف سے ادا ہوا جاتا ہے کسی کو خلیفہ کی قراۃ سنائی دے یا نہ دے یا کوئی شخص جمعہ کی جماعت میں ہی اگر شریک ہو جس نے خلیفہ کا خلیفہ نہ تھا۔ خلیفہ کو خلیفہ پڑھنے دیکھا اس کی طرف سے بھی خلیفہ ہو گیا۔ کوئی مفتی یہ نہیں کہتا کہ میں نے بغیر خلیفہ کے جمعہ پڑھا ہے۔ سب یہی کہتے ہیں کہ ہم نے خلیفہ والا جمعہ پڑھا ہے۔ اسی طرح یہ مسئلہ ہے کہ بغیر قرات کے نماز نہیں ہوتی مگر نماز باصاحت میں امام کی قرات (افتح و سورت) سب کی طرف سے ادا ہو جاتی ہے کسی امام کی قرات کی قراۃ سنائی دے یا نہ دے بلکہ جو مفتی امام کے ساتھ روک میں شریک ہو گیا جس نے نہ امام کی قرات سنی نہ خود پڑھی اور اگر وہ اتفاق ہے کہ اس کی رگت بھی شمار ہو گئی۔ کوئی

مفتی یہ نہیں کہتا کہ میں بغیر قرات (افتح و سورت) کے نماز پڑھ کر آیا ہوں بلکہ سب یہی کہتے ہیں کہ ہم نے قرات وائی نماز پڑھی ہے۔ اسی طرح مودان کی ایک لڑکھن پر سے محلے کے لئے کھڑی ہے۔ مودان کے علاوہ کئی سب مراور میں بھی یہ نہیں کہتے کہ ہم نے بغیر لڑکھن کے خلاف ملت لڑکھن لڑائی کی۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ مودان کی ایک لڑکھن پر سے محلے کے لئے کھڑی ہے جس طرح ایک اصاحت پوری جماعت کے لئے تعلق ہے اس کے لئے بھی جو اصاحت کے وقت شریک جماعت نے قراۃ میں شریک جماعت ہوا۔ ایک سترہواں امام کے آگے ہے سب مستحبوں کے لئے کھڑی ہے۔ ایک خلیفہ سب شریکاء جمعہ کے لئے کھڑی ہے اگرچہ بعض شریکاء خلیفہ کے وقت وجود بھی نہ ہوں۔ اب وہ نوجوان بہت خوش قراۃ کرتا تھا کہ مجھے مسئلہ کچھ آیا ہے۔ میں نے کہا اس نے جسب جمعہ کا کیا ہے۔ اس کا جواب بھی اس طرح دیا ہے۔ اب تم اس سے پوچھنا کہ جب جمعہ میں شمار خلیفہ پڑھتا ہے کیا تم خود الگ اپنا خلیفہ پڑھتے ہو؟ وہ کہے گا نہیں۔ تم خود کا خلیفہ لگ لگایا کہ شمار امتیاز ہے کہ خلیفہ کے بغیر جمعہ بالکل صحیح ہے اور اس سے واضح کوا لینا اور نہ کہ اب میں اپنی حدیث لڑکھن کا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ کے ساتھ جمعہ پڑھتے تھے اور یہ کہ خلیفہ کے بغیر جمعہ نہیں ہو سکتا۔ اور تم اپنی حدیث کاؤ کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر خلیفہ کے جمعہ پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ خلیفہ کے بغیر جمعہ بالکل صحیح ہو جاتا ہے۔ اب تو اس نوجوان کو جس پر خوشی اور آنکھوں میں ہنسی تھی۔ وہ باتوں کو یاد پورا پورا کرنا کہ وہ قراۃ اور کتنا تھا مجھے ذرا رسل کرادیں۔ میں انشاء اللہ کتنے نوجوانوں کے دلوں اور دلوں کو اس میں لے گا اب اس مولوی صاحب کے پاس بھی بیٹا جس نے کہا تھا کہ امام کے پیچھے فاتحہ کے منہ کا قلم و لکھو تو میں سورت فاتحہ کے ایک ایک قطعہ پڑھ دوں دوں روئے رکھ کر قراۃ دوں گا تو ان سے پوچھنا کہ ذرا مناجات میں امام صاحب جب سورۃ البقرہ پڑھتا ہے تو اس کے ساتھ مفتی کی کو البقرہ پڑھتا ہے؟ وہ کہے گا بالکل منہ ہے تو اس سے کہنا کہ اگر تم ایک

صحیح صریح مرفوع غیر مجروح حدیث و گواہوں کے نماز تراویح اجماع 'میرین' و سہ ماہی نمازوں میں امام کے پیچھے سورۃ البقرہ پڑھنا منع ہے تو البقرہ کا قطعہ رکعتوں کے ایک ایک لفظ پر سو سو روایتیں رکھ کر انعام دینا چاہیے یہ کتابیاد رکھو کہ جب قرات قرآن کے وقت غاموش رہنے کا حکم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تو انعام سورۃ یسین پڑھے یا سورۃ النازعات پڑھے تو ان عہدوں پڑھے یا فاتحہ مقتدی غاموش رہنے لگا۔

اور دوسرے مولوی صاحب کے پاس بتایا اور اس سے مسئلہ پوچھا کہ حلفہ کو سورۃ فاتحہ کی قرات جائز ہے یا منع ہے اور یہی موزا عورت جس پر غسل فرض ہے اس کے لئے سورۃ فاتحہ کی قرات جائز ہے یا منع ہے۔ آگاہ گئے کا منع ہے تو پوچھا کہ کس حدیث کی بنا پر؟ آپ کو حدیث سنائے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حلفہ اور بیٹی قرآن پاک سے بگڑے پڑھیں۔ تو اس سے کہیں کہ میں نے تو فاتحہ کا مسئلہ پوچھا ہے۔ اس حدیث میں تو قرآن کا ذکر ہے۔ اگر ایک صحیح 'صریح' منع' غیر مجروح حدیث و گواہوں کے آنحضرت ﷺ نے خاص فاتحہ کا قطعہ بیان فرما کر حلفہ اور بیٹی کو فاتحہ پڑھنے سے منع فرمایا ہو تو میں آپ کو اس کا ذکر روایت انعام دینا چاہیے۔ میرے مولوی صاحب کے پاس بتایا اور کہا کہ مولوی صاحب آپ نے فرمایا تھا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو یہ حدیث نہیں ملی تھی کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی اس لئے انہوں نے فرمایا تھا کہ میں قیاس سے مسئلہ بنا رہا ہوں۔ جب صحیح حدیث مل جائے تو اس پر عمل کر لینا اس کا ثبوت پیش کریں۔ ہم نے تو دیکھا کہ مسئلہ امام اعظم میں امام صاحب رحمہ اللہ نے تین احادیث روایت فرمائی ہیں ایک حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نماز نہیں ہوتی جب تک اس میں فاتحہ اور ان کے ساتھ کوہ اور قرآن نہ پڑھا جائے۔ دوسری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ مجھے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ حدیث میں مقلدی گروہوں کے نماز قرات

کے بغیر نہیں ہوتی۔ اور تیسری زیادہ قرآن ہے۔ اور تیسری یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص امام کے ساتھ نماز پڑھے تو امام کی قرات اس کے لئے بھی قرات ہے۔ اور ان ہی احادیث کے مطابق امام صاحب رحمہ اللہ نے ہمیں مسئلہ سمجھایا۔ آپ نے امام صاحب رحمہ اللہ کے بارہوی لفظ بیان فرمائی ہے اور میں سے یہ کہنا کہ ہمارا ابن کامل ہے ہمیں پورے قرآن کا مسئلہ سمجھائیں۔ آپ بھی قرآن پاک کی وہ آیتیں دکھائیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ امام کے پیچھے قرآن پاک کی کچھ روایتیں منع اور حرام ہیں اور صرف ایک سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے اس کے بغیر نماز باطل ہے اور پکارے مگر نہ دیکھا سکتا تو یہ تسلیم کرنے پر کہ قرآن پاک اس مسئلہ میں خسارے سر پہ ہاتھ نہیں دھکتا تو بخاری سے ہی اس مضمون کی حدیث دکھائیں۔

وہ نوہر بن مہر بن نضال رحمہ اللہ کہ چلا گیا ایک ہفتہ کے بعد وہ چھ نوہر بنوں کے ساتھ لے کر آیا کہ ان کو میں نے مسئلہ خوب سمجھایا ہے اور اس سے بتایا کہ میں نے اس نوہر بن سے کہا کہ آپ خود غلبہ نہیں پڑھتے تو کہہ دیں کہ بغیر غلبہ کے بعد باطل درست ہے اور اس کی حدیث بھی دیں تو وہ جلی گھٹ پڑا۔ اتر آیا۔ پہلے مولوی صاحب کو کہا کہ آپ سورۃ البقرہ کا قطعہ لکھائیں کہ امام کے پیچھے منع ہے اور انعام میں تو وہ بھی حدیث دکھانے کی بجائے کہنے لگا تو میں میں شرارتیں کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ اگر یہ شرارت ہے تو آپ نے ہی اس کی ہتھ دھکی ہے۔

دوسرے مولوی صاحب سے حلفہ اور بیٹی کے لئے فاتحہ منع ہے کا مطلب کیا تو اس نے بھی کھانیاں دینی شروع کر دیں۔ تیسرے مولوی صاحب سے پوچھا کہ آپ نے تیسرے امام پر بصورت یہ واقعہ کہ امام صاحب رحمہ اللہ نے قیاس نہیں بلکہ احادیث بیان فرمائی ہیں ان کو ہاں تو وہ بجائے احادیث کو ماننے سے امام صاحب رحمہ اللہ کو کھانیاں دینی شروع کر دیں۔ اس نے مستکبرانہ بیوے کے کہا سوا لاکھ ایک عجیب بات میں نے

یہ دیکھی کہ جس غیر مقلد کے سامنے قرآن کی آیت والا فقری فقر آن پڑتا ہوں تو وہ کہتا ہے یہ کافروں کے لئے نازل ہوئی ہے، ہم کہیں اس پر عمل کریں اور جب احادیث سننا ہوں تو کہتے ہیں یہ ساری احادیث ضعیف ہیں۔ جس نے کہا کہ آپ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث دکھا دیں کہ یہ آیت کافروں کے لئے ہے مسلمانوں کے لئے نہیں! میں نے لکھی سے مسلمان لما زہی کو قراءت کے وقت پڑھو شی کا حکم دے دیا مقلد اس نے بات باری رکھتے ہوئے کہا کہ میں جب حدیث پڑھتا تھا کہ امام کی قراءت مقتدی کے لئے قراءت ہے تو اس حدیث کا مذاق قیاس سے اڑاتے تھے کہ پھر امام کا رکوع اور بعد بھی مقتدیوں کے لئے ہونا چاہیے۔ میں نے کہا کہ ہاں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرے۔ امام بعد رکوع کرے تو تم بھی بعد رکوع کیا آپ کوئی حدیث دکھا سکتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام کا رکوع اور بعد بھی مقتدی کے لئے کافی ہوتا ہے۔ پھر تم علیہ کا بعد ٹوٹ نہیں پڑتے اور بعد کی رکعتیں بھی نہ پڑھنا کہ امام کی پڑھی ہوئی کافی ہو جائیں گی۔ اعراض اس فوجوں نے کہا میں اللہ کے فضل و کرم سے مطمئن ہوں کہ مسلک اہل سنت والجماعت علی کتاب وسنت کا ترجمہ ہے اور وہ سوانہ کو بھی یہی بات سمجھا رہا ہے۔



انگلینڈ سے آمدہ چند سوالوں کے جوابات

بسم الله الرحمن الرحيم

یہاں رہن اسلام انگلینڈ سے بعض اسباب نے چند سوالات ارسال فرمائے ان کے جوابات عرض ہیں۔ یہ کہ ان سوالات کا تعلق مجدد مقلد اور غیر مقلد سے ہے اس لئے پہلے مسئلہ مجدد مقلد اور غیر مقلد کا مطلب سمجھ لینا چاہیے۔

مسئلہ اول اجتہاد ہے۔

حضرت محد رضی اللہ عنہ کو ذیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان بھیجا تو اسلامی مشورہ پر گفتگو ہوئی۔ حضرت محد رضی اللہ عنہ نے پھر اس مسئلہ کا فیصلہ اس طرح کر دیا کہ حضرت محد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ اللہ شریف سے۔ آپ محد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر کتاب اللہ شریف میں تو ہے وہ مسئلہ نہ پایا تو عرض کیا پھر آپ کی مبارک سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپ محد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر سنت میں بھی تو ہے وہ مسئلہ نہ پایا تو عرض کیا پھر میں دستار اللہ محد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر اللہ شریف میں بھی تو ہے وہ مسئلہ نہ پایا تو حضرت محد رضی اللہ عنہ نے فرمایا جواب دینے کی توفیق عطا فرمائی جس سے اللہ کا پاک رسول راض ہو گیا اور انہوں نے فتویٰ دیا کہ میں اللہ سے اس حدیث کو صحیح جگہ مشورہ فرمایا ہے۔ اس حدیث پاک سے کئی باتیں معلوم ہیں (۱) مجدد اس وقت امتداد کرتا ہے

جب وہ مسئلہ کو صراحتاً کتاب و سنت میں نہ پائے۔ اگر مسئلہ کتاب و سنت میں صراحتاً منصوص ہے تو وہیں مجتہد اجتہاد نہیں کرتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ مجتہد قرآن و حدیث کے خلاف اجتہاد کرتا ہے وہ نہ صرف اس حدیث کے منکر ہیں بلکہ صحابہؓ و تابعین کے محدثین کے اجماع کے خلاف ہیں۔ عموماً اجتہادی مسائل تین قسم کے ہوتے ہیں (۱) بالکل غیر منصوص مسائل مثلاً کسی کو رواج نادر ہونے کا یا غیر شباب کے قطرے پر وقت پینے کا عارضہ ہو یا تکبیر ایسی باری ہو جائے کہ چار رکعت نماز پڑھنے کی بھی ملت نہیں ملتی یا کوئی چاروں ستارہاں ہے تو ان چاروں مسائل کا حکم صاف الفاظ میں قرآن و حدیث میں نہیں۔ اس لئے مجتہد نے ان مریضوں کو مستحاضہ پر قیاس کر لیا جس کا ذکر احادیث میں موجود ہے۔ (۲) وہ مسئلہ بظاہر تو منصوص ہو مگر لغوی میں تعارض ہو اور اس تعارض کے حل کے لئے خدا یا رسول ﷺ کا کوئی فیصلہ نہ ہو۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ قبروں کی زیارت سے منع فرماتے، دوسری میں ہے کہ اجازت دیتے۔ ان دونوں میں بظاہر تعارض ہے مگر آپ ﷺ نے یہ فرما کر کہ پہلے میں قبروں کی زیارت سے منع کرنا عقاب اجازت دینا ہوں اس تعارض کو رفع فرما دیا۔ پہلے اور پچھلے حکم کی خود صراحت فرمادی تو یہی کسی اجتہادی ضرورت نہ رہی۔ لیکن بہت سے مسائل احادیث میں ایسے موجود ہیں کہ ان احادیث میں بظاہر تعارض ہے مگر خود رسول اکرم ﷺ نے اس تعارض کے بارے میں ایک ارشاد نہیں فرمایا تو یہی مجتہد کا فیصلہ لیا جائے گا۔ مجتہد نے یہ قرار تسلیم سے قاعدہ استخراج کیا کہ اللہ اسے اسلام میں سب تک مباح تھا بعد میں بہت سی چیزیں کو حرام قرار دے دیا ایک پہلے نماز میں سلام کا نام تک مباح تھا پھر ان کو حرام قرار دے دیا۔ اس سے یہ قاعدہ سامنے آیا کہ اگر وہ احادیث ایسی مل جائیں جن میں سے ایک حدیث میں ایک نام مباح ہو دوسری میں حرام ہو تو اہانت والی حدیث کو پہلے زمانے کی سمجھا جائے گا اور حرمت والی حدیث کو بعد کے زمانے کی مانا جائے گا۔ مثلاً ایک حدیث میں امام کے پیچھے قنوت کرنے کا ذکر ہو دوسری

میں ترک قنوت کا ذکر آتا ہو نوث اور زہد کی حرکت کو کہتے ہیں اور انصاف و خاموشی زہد اور ہونٹ کے سکون کو کہتے ہیں تو قنوت والی احادیث کو پہلے زمانہ کی اور خاموشی والی احادیث کو بعد کے زمانہ کی قرار دیا جائے گا۔ اسی طرح روکھ، بخود، بنگہ، ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنے کی احادیث بھی حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں اور پہلی تکبیر کے ترک رفع یدین کی احادیث آخری مائی جائیں گی اسی طرح آئین باجھ کر حرکت ہے اور آہستہ آہستہ کتابوں کے اس کو اجتہاد کہتے ہیں مجتہد نے اجتہاد سے آخری زمانہ کی حدیث کا پتہ چلایا اور مقلد نے مجتہد کی رہنمائی میں اس آخری زمانہ کی حدیث پر عمل شروع کر دیا۔ (۳) یا اجتہاد کی ضرورت حدود و شریعہ کے لئے ہوتی ہے کہ کوئی چیز فرض ہے جس کے رہنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے، کوئی سی وادب ہے جس کے رد جانے سے عہدہ سوء و نیکہ لازم ہوتا ہے، جو شخص قواعد فکریہ کا استنباط کرے گا سچے سچ آدمی مسائل کا حل کتاب و سنت سے نکال سکے اس کو مجتہد کہتے ہیں۔ قرآن میں بھی ان کو اہل استنباط بھی فقہاء اور بھی اہل ذکر کہا گیا ہے اور ان کو حکم دیا گیا ہے فاعلموا وایا لولہ الا انصاف۔ اس کتاب ہدایت قیاس کر داس لئے ان پر اجتہاد کرنا واجب ہے۔

مقلد :

جو شخص خود اجتہاد کی اہلیت نہ رکھتا ہو اس پر تنقید واجب ہے کہ وہ فقہاء سے پوچھ کر عمل کر لے۔ صحابہؓ تابعین و رحمہم اللہ میں یہ وہی قسم کے لوگ تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہؓ ایک ہی مرتبہ میں نہ تھے ان میں سے بعض مجتہد تھے اور بعض مقلد گو کہ قرآن پاک میں بعض کو اہل استنباط (مجتہد) قرار دیا ہے اور دوسروں کو ان کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا ہے اسی کو تنقید کہتے ہیں۔

غیر مقلد :

جو شخص نے خود اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہو اور نہ ہی کسی مجتہد کی تقلید کرتا ہو اسے غیر مقلد کہتے ہیں۔ صحابہؓ، تابعینؓ، تبع تابعینؓ اور اگر محدثین رحمہم اللہ میں سے ایک بھی شخص غیر مقلد نہ تھا جس کے بارہ میں صرف ایک ذوال جہر محدث ہو اور صاف اور صریح ہو کہ فلاں صحابی یا فلاں محدث نے اجتہاد کی اہلیت رکھتے تھے اور نہ ہی مجتہد کی تقلید کرتے تھے بلکہ غیر مقلد تھے ایسا صاف اور صریح حوالہ قیامت تک پیش نہیں کیا جاسکتا۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ فرقہ نہ مکہ میں پیدا ہوا اور نہ مدینہ میں اور نہ ہی عرب کے کسی اور شہر میں۔ یہ فرقہ انگریزوں کے دور حکومت میں پیدا ہوا اور انیس سے دوسرے صدیوں میں گیلہ جب اجتہاد مجتہد مقلد اور غیر مقلد کا معنی وہی نہیں ہو گیا تو اب مسئلہ بھی سمجھ لو کہ اجتہاد کی مسائل میں مجتہد پر اجتہاد کرنا واجب ہے غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے اور غیر مقلد پر تعویض اسرا واجب ہے۔

سوال نمبر ۱ :

جو لوگ طبعی طور پر مجتہد نہ ہوں اور کسی مجتہد کے مقلد بھی نہ ہوں اور وہ کتب حدیث کے اردو تراجم کے مطالعہ کو تحقیق سمجھتے ہو کیا انہیں اپنی اس ناقص تحقیق پر عمل کرنا جائز ہے یا ان پر ضروری ہے کہ وہ حدیث کے کسی بڑے عالم رکھنے والے عالم کی پیروی کریں اور اس پر اکتفا کریں کہ یہ دلیل کے مطابق بتا رہا ہے یہ بیرونی ستر ہے یا داخلہ فتنہ دعویٰ تحقیق؟

الجواب :

اسلام میں تحقیق کا حق رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے بعد صرف اور صرف مجتہد کو ہے۔ الذہنین يستنبطونہ منہم۔ اور تحقیق میں تین باتوں کی تحقیق ضروری ہے : (۱) اور دلیل مثلاً "حدیث" "مذہب" اور صحیح ہو۔ (۲) اس حدیث سے جو کچھ شر

کیا ہے وہی مراد رسول ہو وہ مطلب مراد رسول کے خلاف نہ ہو۔ (۳) اگر اس دلیل کے معارض کوئی اور حدیث ہو تو اس معارض کو رفع کیا جائے گا اور یہ محدث میں نے مدعی صرف پہلی بات کی تحقیق میں صرف فرمایا ہے۔ مراد رسول کے کھینے کو اور رفع معارض کو مجتہدین کے خلاف کر دیا ہے اہل مجتہدین کی تحقیق کامل ہوتی ہے۔ وہ جہت و کمال اور رفع معارض میں ان کی پوری تحقیق کرتے ہیں۔ اس لئے ان کی آخری دو باتوں میں خود محمد بن ابی مجتہدین کی ہی تقلید کرتے ہیں۔ پانچویں محدثین کا ذکر چارویں قسم کی کتابوں میں ملتا ہے طبقات خلیفہ "طبقات خلیفہ" طبقات ثغنیہ اور طبقات حلیہ۔ طبقات غیر مقلدین ذاتی کوئی کتاب محدثین کے حالات میں آج تک کسی مسئلہ متنازعہ و محدث نے نہیں لکھی۔ جب صحابہؓ، تابعینؓ، تبع تابعینؓ، مفسرین سب نے مجتہدین کی تحقیق پر اجماع کیا ان میں سے اکثر کی مدنی زبان بھی عربی تھی لیکن پھر بھی مجتہدین کے مقلد رہے تو ان ہی شخص کا جیساکہ سوال میں مذکور ہے اپنی ناقص عقل و فہم اور ناقص علم پر اکتفا کرنا اور اس کو تحقیق کا نام دینا ہرگز درست نہیں ہے۔ یہ صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک کے امت کے متواتر قائل کے خلاف ہے اور کتاب دست کے بھی خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اگر تم خود نہیں جانتے تو یاد رکھنے والوں سے پوچھ کر عمل کرو۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یہ نہیں فرمایا تھا کہ مدائے اہل یمن کی مدنی زبان عربی ہے اس لئے وہ اب اجتہاد کر لیا کریں۔ بلکہ تمام اہل یمن حضرت معاذؓ کی ہی تقلید منضی کرتے تھے۔ قابل آدمی کی بات کو تحقیق کرنا بھی رسول پاک ﷺ کی مخالفت ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب کوئی کام چاہے کہ یہ کیا جائے تو سمجھو قیامت نوبت چڑی اوکا قاتل اٹھادی ان قابل لوگوں نے ہی آج کل دین میں قیامت کے نقشہ بچا کر گئے ہیں اس لئے غیر مقلد پر اجتہاد منافی میں مجتہد کی تقلید واجب ہے۔

سوال نمبر ۲ :

جو لوگ کتبِ حدیث و تفسیر کے اردو تراجم کے مطالعہ سے مرزائی ہو چکے ہیں انہیں اس ناقص تحقیق پر قیامت کے دن کوئی رعایت ملے گی یا نہیں؟ کیا انہیں اپنی اس درجہ کی تحقیق پر مجبور کر کے اپنا عقیدہ ہٹانا جائز قرار دینا؟ یا انہیں کسی جنتِ عالم کی جزوی کفری چاہنے والی سے آزاد و رہی سے چھٹا چاہئے تھا؟

الجواب :

پہلے گزر چکا ہے کہ حامل کی بات کو تحقیق نہیں کئے بلکہ یہ الحاد ہے۔ اگر اس نے اردو تراجم پر ذرا کرنا عقیدہ و ضروریاتِ دین میں سے کسی کے متقلد بنایا تو وہ بیکار ہے۔ اگر اردو تراجم پر ذرا ضروریاتِ اہل سنت میں سے کسی ایک بات سے بھی بھڑکے گا تو وہ اہل سنت و الجماعت سے خارج ہے اور اردو تراجم اور خود رائی سے حامل ہو کر مجتہد سے منازعت کی تو یہ بھی باطل حرام ہے۔ آپ ﷺ بیت کے وقت یہ بات عند لینے تھے ان لا تنزلوا الامر اھلہا۔ تو یہ منازعت قطعاً حرام ہے۔ جو لوگ اکابر سے باقی ہو کر تقلیدی یا نیچری یا منکرینِ حدیث یا منکرینِ فقہ بن گئے ہیں وہ جس جس درجہ میں پائی ہوئے ہیں ان کو قیامت میں کوئی رعایت نہیں ملے گی ان پر لازم ہے کہ مار پیہ و آزادی چھوڑ کر ایسے مجتہد کی تقلید کریں جس کا مجتہد ہونا بتلغ امت میں ثابت ہو اور جس کا مذہب اس علاقہ میں درساؤ افتاء و عمل متواتر ہو۔

سوال نمبر ۳ :

اگر کوئی شخص پختہ علم نہیں رکھتا اور اپنے کمزور علم پر مجبور بھی نہیں کرنا چاہتا پختہ علم والے کی جزوی کفریت ہے، عالمِ دلیل دے تو اس دلیل کی بدستور اور تحقیق کرنے کی اس میں قابلیت نہیں اب اس شخص کے لئے اہل علم کی تقلید کرنا جائز ہے کہ بدستور مطالعہ دلیل ان سے مسئلہ پر چھ کر ان پر عمل کر لیا کرے۔

الجواب :

نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ کتبِ حدیث مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبد الرزاق، کتاب الآثار، تہذیب الآثار میں صحابہ کرامؓ اور تابعینؓ کے ہزارہا فتوویٰ ہیں کہ مجتہد فقیہ نے اپنے فتوے کے ساتھ کوئی آیت یا حدیث بطور دلیل بیان نہیں فرمائی صرف مسئلہ کا حکم بلا ذکر دلیل بیان کر دیا اور اس دور کے کروڑوں عوام بلا مطالعہ دلیل ان فتوویٰ پر عمل کرتے رہے اسی کا نام تقلید ہے جو غیر القرون میں قوا کے ساتھ جنت ہے حالانکہ ان میں لاکھوں آدمی تھے جن کی مادری زبان عربی تھی لیکن وہ بھی مقلد ہی رہے۔ اسی طرح احمد، ابو حنیفہ رحمہم اللہ نے جو فقہی فتوویٰ عوام کے لئے مرتب کروائے ان لاکھوں مسائل کے ساتھ کوئی آیت یا حدیث بطور دلیل مرتب نہ کروائی بلکہ سب فتوویٰ بلا ذکر دلیل مرتب کروائے اور ان فتوویٰ پر صدیوں سے ہزاروں محدثین، ہزاروں مفسرین، ہزاروں سلاطین اسلام، ہزاروں اولیاء اللہ اور کروڑوں عوام بلا مطالعہ دلیل عمل کرتے چلے آ رہے ہیں اور یہ تقلید امت میں عملاً افتاء متواتر ہے۔ محمد شیران جہاں دستِ اہل سلسلہ اندر دہلا چھ جہانہ کہ بگسلہ اہل سلسلہ را۔ یعنی دنیا بھر کے بسے بڑے شیعہ اہل تقلید کے سلسلہ میں مربوط ہیں کوئی کومڑی اس سلسلہ کو کیسے توڑ سکتی ہے۔

سوال نمبر ۴ :

آج کل جو عوام اہل حدیث کہلاتے ہیں وہ کسی حدیث کی تحقیق اور بدستور کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے، بعض اپنے مولویوں کے کہنے پر وہ کسی حدیث کو قبول یا رد کرتے ہیں تو وہ اگر کہتے ہیں کہ ہم اپنے مولویوں کی جزوی نہیں کرتے قرآن و حدیث پر تحقیق کے ساتھ عمل کرتے ہیں تو کیا وہ جھوٹ نہیں بول رہے ہیں؟ کیا انہیں اس جھوٹ بولنے پر قیامت کے دن کوئی مافوقہ و توبہ ہو گا یا جھوٹ، جھوٹ ہے گو وہ کسی درجہ میں

ہو؟

الجواب :

اہل حدیث کا حفظ قرآن وحدیث میں کیسی ضمیمہ ہے "اہل کتب قوم میں اہل حدیث محدث کو گناہاتا ہے جو حدیث کی مجتہد نہ ہوں بلکہ کہ جس میں محدث کی شراکت ہو اس کو اہل حدیث کہنا بے گناہ نہیں جیسے مرزا کاظمی میں نہ محدث کی شراکت نہ مسیح علیہ السلام کی نہ عہد کی نہ مسلمان کی تو اس نے ان میں سے کوئی حفظ استعمال کرنا حرام ہے۔ یقیناً اپنے مولویوں کی تقلید کرتے ہیں جو سو دن استقامت شریعت کو رے بلکہ استقامت کی تعریف سے بھی چاہل ہیں لیکن یہ الجواب ہے کہ ان کا دینی مجتہد نہ ہو بلکہ یہ بھی علی القاعدہ ہے مگر یہ فرقہ اپنے مولوی کو نہ صرف نبی بلکہ تین ائمہ رسول ﷺ مانتا ہے چنانچہ جو ان کے مولوی کی بات نہ مانے یہ کبھی نہیں کہتے کہ فلاں حدیث ہے اور اسے مولوی کی بات نہیں مانتی بلکہ کہتے ہیں کہ فلاں حدیث نبی کی بات نہیں مانتی بلکہ ہم ان کے مولوی کی بات نہ مانے یہ کہتے ہیں کہ وہ عہدی نہیں کیونکہ اس نے محمد رسول اللہ ﷺ کی بات نہیں مانتی اس سے بڑا جھوٹ اور کیا ہو سکتا ہے مگر یہی جھوٹ اس فرقے کا اور حجتانچوٹانچہ ہے اس جھوٹ پر یقیناً قیامت کو مواخذہ ہو گا۔

سوال نمبر ۵ :

آج کل کے اہل حدیث عوام جو نہ متعلق ہیں نہ مقلد ان کے لئے بہتر راہ اپنے مولویوں اور کے مولویوں کی پیروی ہے یا علماء سلف صالحین کی پیروی یا بہتر راہ کو نہیں ہے اگر مولویوں اور کے مولویوں کی پیروی کرنی ہو تو برطانیہ میں اہل حدیث اپنے کس مولوی کی پیروی کریں تاکہ اسے امام اہل حدیث گناہا سکے؟

الجواب :

ایسے لوگوں کے لئے بہتر ہی نہیں بلکہ واجب ہے کہ ایسے مجتہد کی تقلید کریں

جس کا مجتہد ہونا اجماع امت سے ثابت ہو اور اس کے اصول وقواعد مدون و مرتب ہونے کے ساتھ ساتھ عملاً حوازی بھی ہوں۔ ایسے مجتہد کو چھوڑ کر اس مولوی کی پیروی کرنا جس کا نہ مجتہد ہو نہ کسی دلیل شرعی سے ثابت نہ اس کے اصول وقواعد مدون نہ حوازی نہ اس حدیث کا صدیق نہ آتا ہے جیسا کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ لوگ جاہلوں کو اپنا دینی پیشوا بنالیں گے وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسرے لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے (بخاری ابوداؤد) یہ میں صحیب صاحب کو اس قسم کا امام بنانا ناممکن ہے۔

سوال نمبر ۶ :

خیراترون ملاح جن کے خیر ہونے کی حدیث میں خبر دی گئی ہے ان میں مسلمانوں کا کوئی گروہ ایسا کہ وہ رہا ہے جو نہ علماء ہوں نہ مقلدین اور وہ اہل حدیث کہلاتے ہوں اگر ہے تو ان کے دو حوالے دیجئے۔ اگر اس دور میں کوئی ایسے مسلمان نہ رہے جو مجتہد ہوں نہ مقلد اور اہل حدیث کے نام سے پوری تقلید اسلامی میں کیس اس نام کا فرقہ بنائیں گے؟ آج جو فرقہ اس تعارف سے موجود ہے وہ مسلمانوں میں ایک بنیاد پر مبنی فرقہ شمار ہو گا یا نہیں؟

الجواب :

خیراترون تو کاکسی اسلامی سلطنت میں اس فرقہ کا نام و نشان نہیں بلکہ اس فرقہ کے پیروں نے ملک و کشور پر کی سلور بنوئی پر جو سپاس نامہ پیش کیا اس کے الفاظ یہ ہیں "بھگود فیض گجور کو تہیں و کو تہیں دی گریٹ فیض بند بابرک اللہ فی سلطنتہا" ہم ممبران گجور اہل حدیث اپنے گروہ کے کل اشتیاق کی طرف سے جو حضور والا کی خدمت حلی میں جشن بنوئی کی ادنیٰ مسرت سے مبارک باہر عرض کرتے ہیں۔ آپ کی سلطنت میں جو نصرت مذہبی آزادی غیر مقلدہ کی حاصل ہے اس سے یہ گروہ اپنا خاص نصیب اٹھا رہا

ہے وہ خصوصیت یہ ہے کہ یہ مذہبی آزادی اس گروہ کو خاص اسی سلطنت میں حاصل ہے۔ بخلاف دوسرے اسلامی فرقوں کے ان کو اور بھی اسلامی سلطنتوں میں بھی یہ آزادی حاصل ہے۔

اس خصوصیت سے یقین ہو سکتا ہے کہ اس گروہ کو اس سلطنت کے قیام و استحکام سے زیادہ حسرت ہے اور ان کے دل سے مبارک یاد کی صدا کی زیادہ زور کے ساتھ نغمہ زن ہیں (اشاعت السنۃ ص ۲۰۶ء) پوری تفصیل کتاب اہل حدیث اور انگریز میں ملاحظہ فرمائیں۔

انگریز کے دور سے پہلے ان کا ترجمہ قرآن نہ ترجمہ حدیث نہ کوئی مسجد نہ مدرسہ اور نہ مقبرہ ان کے مذہبی ہونے میں ذرہ بخرشک نہیں۔ امام طحطاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: من کان حار جامن هذه المذاهب الاربعۃ فهو من اهل السدۃ والنصار طحطاوی علی الدرر النبی ہو مخلص مذہب اربعہ سے خارج ہو (ان معنی ہو نہ شافعی نہ مالکی نہ حنبلی) وہ مذہبی اور دوروزنی ہے۔

سوال نمبر ۷ :

موجودہ دور کے غیر مقلدین سے ہم اہل سنت کا اختلاف اصولی اختلاف ہے یا فردی۔ اور دیگر مذاہب کے مقلدین کا آپس میں اصولی اختلاف ہے یا فردی۔ ان دونوں میں کیا فرق ہو گا؟ مجتہد کی خطا میں اور عوامی کی غلطی میں کیا فرق ہے؟ اجماع اپنی مرضی سے کوئی مسئلہ اختیار کرے تو کیا اسے معافی مل سکے گی؟

الجواب :

غیر مقلدین جو صحابہ کو معیار حق نہیں مانتے مطلق فقہ کے منکر اور مخالف ہیں۔ ائمہ مجتہدین کو دین کے ٹکڑے کرنے والے بتاتے ہیں، تصوف اور کرامات کو شرک قرار دیتے ہیں، اجماع کو بھی نہیں مانتے ان سے اہل سنت کا اختلاف اصولی ہے اور

دوسرے مذہبی فرقوں کی طرح وہ اہل سنت سے خارج ہیں۔ اگر اربعہ رحمہم اللہ کے مقلدین اصول میں متفق ہیں صرف فروع میں اختلاف ہے اس لئے یہ چاروں اہل سنت والجماعت ہیں ان دونوں میں یہی فرق ہے کہ مقلدین مذہب اربعہ اہل سنت میں داخل ہیں اور غیر مقلدین اہل سنت سے خارج ہیں۔ مجتہد کا اختلاف اگر صواب ہو تو اسے دورا جتنے ہیں اور اگر خطا بھی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ایک اجر عطا فرماتے ہیں (متفق علیہ) عموماً مجتہد اگرچہ معصوم نہیں مگر ملعون بھی نہیں وہ ہر حال میں مدحور ہے اس لئے مقلد کو بھی کوئی پریشانی نہیں اگر بالفرض اس کے مجتہد سے خطا بھی ہوئی تو عمل یقیناً مقبول ہے اور ایک اجر بھی جتنی ہے اور دوسرے اجر کی خدا کی رحمت سے امید ہے۔ اس کے برعکس اگر نااہل عوامی (غیر مقلد) اگر دانے لگائے تو اس کے صواب پر بھی گناہ ہے اور وہ مخلص گناہ ہے اس کا عمل مقبول نہیں ہے (دوبی شرح مسلم)

سوال نمبر ۸ :

صحابہ کرامؓ میں کیا کوئی ایسے حضرات تھے جو رکوع کے وقت بھی رفع یدین نہ کرتے تھے؟ جو صحابہؓ پیش رفع یدین کرتے تھے کیا وہ اپلوں کو گروہ کہتے تھے یا محروم الطوباء کہتے تھے؟ ان کے اس ترک رفع کو وسعت عمل پر محمول کرتے تھے حقیقت جو بھی ہو حوالہ پیش کر کے سامک کو مطمئن کریں؟

الجواب :

تمام اکابر صحابہ کرامؓ و مہاجرین و انصار سے پہلی تکبیر کے بعد کسی جگہ رفع یدین کرنا ثابت نہیں۔ کہ کرمہ میں بھی دور صحابہؓ و تابعین رحمہم اللہ میں ترک رفع یدین ہی عملاً متواتر تھی جیسا کہ سیون کی جامعہ کے قول سے ظاہر ہے (ابوداؤد)

حدیث منورہ میں بھی غیر اقرون میں عملی متواتر ترک رفع یدین ہی متواتر تھا جیسا کہ امام بالغ رحمہ اللہ کے فرمان سے ظاہر ہے (المدونة الکبریٰ) کو فہم میں بھی صحابہؓ و تابعین

رحمہم اللہ میں سزاؤ تعلما ترک رفع یدین متواتر تھا۔

جیسا کہ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے ارشاد سے واضح ہے (مسند امام اعظم،
موطا امام محمد، البیت بصرہ میں پندرہ لوگ دعوہ کے وقت رفع یدین کرتے تھے جیسا کہ
امام حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا (ایہ واؤ) اور صحابہؓ "و تاجین رحمہم اللہ میں کسی
نے ترک رفع یدین کو گمراہی یا ثواب سے محرومی نہیں فرمایا البتہ رفع یدین کو اوپر اور
اجنبی فعل سمجھا جاتا تھا جیسا کہ بیہون کسی نے ابن اثیرؒ کے بارہ میں اور وحیب بن خالد
نے عبد اللہ بن ملاؤس تبسی کے بارہ میں فرمایا (ایہ واؤ) اور قاضی محارب بن دثار نے
ابن عمرؓ سے پوچھا (مسند احمد)

سوال نمبر ۹ :

جو لوگ امام کے پیچھے قاعدہ پڑھنے کو فرض نہ جانتے تھے کیا وہ صحابہؓ جو امام کے
پیچھے قاعدہ پڑھتے تھے ان پہلے صحابہؓ کو گمراہ سمجھتے تھے یا اسے ایک اجتہادی مسئلہ سمجھتے
تھے؟

الجواب :

آیت و اذا قرأ القرآن فاستمعوا له وانزلت من بعد ہرور
صحابہ کرامؓ امام کے پیچھے قرات نہیں کرتے تھے اور یہ تو کسی ایک صحابی سے بھی
بند ثابت نہیں کہ اس نے کہا کہ جو امام کے پیچھے قاعدہ نہ پڑھے اس کی نماز
باطل اور بے کار ہے جیسا کہ خود آنحضرت ﷺ سے بھی ایک بھی صحیح و صریح
حدیث ثابت نہیں اس لئے امام کے پیچھے قرات نہ کرنے والوں کو نہ کسی نے گمراہ کہا
نہ بے نماز۔ بعض صحابہ کرامؓ جو سری نمازوں میں بعض ائمہ کی اقتداء میں
قرات کرتے تھے یہ ان کا اجتہاد تھا جس پر امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے شدید
تکفیر فرمائی۔

سوال نمبر ۱۰ :

جن مسائل میں صحابہؓ میں عملی اختلاف رہا ان میں سے کسی جنب کو ہم گمراہی
قرار دے سکتے ہیں یا سب کو اجتہاد حق پر ماننا ضروری ہے اجتہاد کی دونوں راہیں
مواہب و خطا بحق نہ سمجھی جائیں گی؟ جن میں سے کوئی فرق مستوجب سزا نہ ہوگا؟
الجواب :

صحابہ کرامؓ میں دو اختلاف تھا وہ اجتہاد تھا جس میں جو مواہب پڑتے
ان کو دو اور اور اگر کسی سے خطا ہوئی تو ایک اجر کا حق دار تھا۔ یہ دو فرق کا عمل یقیناً
طویل ہے تو گمراہی کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا اس کی مثل ایسی ہے کہ چار قوی لڑکی
جگہ ہیں جہاں قلعے کا پتہ نہیں چل رہا سب نے تختہ پڑی کر کے ایک ایک طرف نماز
پڑھ لی۔ اگرچہ ان میں سے صرف ایک ہی شخص کی نماز یقیناً قلعے کی طرف پڑھی گئی اور
تین اشخاص کی نماز یقیناً غیر قبلہ کی طرف پڑھی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت واسعہ
سے ان کی نماز کو بھی قبول فرمایا۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی گمراہ نہیں کہا جاسکتا
صحابہؓ کے بعد ائمہ اور ائمہ رحمہم اللہ کا اختلاف بھی اسی قسم کا ہے جہاں جس امام کا مسلک
مقام متواتر ہو گا وہی پر عمل واجب ہے متواتر عمل کے خلاف فتہ اٹھانا خدا اور رسول
ﷺ کو ہرگز پسند نہیں۔

سوال نمبر ۱۱ :

صحابہؓ کا اگر کسی مسئلے پر اجماع ہو جائے جیسا کہ حضرت عمرؓ کے دور میں طلاق
بھی ہو رہا تھا اس اجماع کا ثبوت کے لئے ضروری ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو سب صحابہؓ
کے خلاف ہو رہا وہ اصل اعتبار کی بجائے وہ بیض غلبہ سبیل المومنین میں شمار ہوگی
یا نہیں؟ اگر اس پر تمام صحابہؓ کا اجماع نہیں ہوا تھا تو جس صحابیؓ نے اس سے اختلاف
کیا ہو اس کا نام مع خوالہ نگاروں بہت مرنی ہوگی؟

الجواب :

تین طلاقیں جب پوری گودی جائیں تو تین ہی ہوتی ہیں خواہ کے تھے تین طلاق کے تھے پہلی طلاق "دوسری طلاق" تیسری طلاق۔ اس پر دور فاروقی میں صحابہ کرام کا اجماع ہوا اور ان کے بعد بھی اسے اور بعد رحیمہ اللہ علیہ اس پر اجماع رہا۔ جو شخص اس کے خلاف فتویٰ دیتا ہے وہ مکمل متوہمین سے یقیناً کٹ چکا ہے کسی ایک بھی صحابی سے اس کا خلاف جہت نہیں۔

سوال نمبر ۱۲ :

مسعودی عرب کے جو مشائخ مسائل غیر مشہور میں ائمہ اور بعد رحیمہ اللہ سے کسی کی بیوی کو واجب قرار دیتے ہیں وہ اپنے اس فیصلے میں حق پر ہیں یا گمراہ ہیں؟ اگر حق پر نہیں تو کیا پاکستان و ہندوستان کی جماعت اہل حدیث نے مسعودی عرب کے علماء کو ان کی گمراہی پر کسی نوکار اور نوکارتہ کا بیس؟ اگر نہیں تو اصل ملی امداد حاصل کرنے کے لئے یہ عمل شذاعت شمار نہیں ہوگا؟

الجواب :

الہدیہ طیبہ مولفہ علامہ سلیمان بن محمد ابن نجدی کا اردو ترجمہ بیہ خند و بے مروتانہ اناجیلی غرضی اہل حدیث نے امر تر سے شائع کیا تھا۔ اس کے مصنف پر ایک مڑان ہے "امام مسلک"۔ حضرت امام عبداللہ بن علیؑ سلام اللہ علیہ عبد الوہاب رحمہما اللہ فرماتے ہیں "ہم فروری مسائل میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے طریق پر ہیں چوتھے ائمہ ابو حنیفہ، مالک، شافعی اور احمد بن حنبل رحمہما اللہ کا طریقہ منہج ہے اس لئے ہم ان کے کسی مقلد پر انکار نہیں کرتے ان کے سوا چوتھے اور لوگوں مثلاً روافض، "نوید" اہلبیت وغیرہ کے مذاہب منہج نہیں اس لئے ہم ان کو تسلیم نہیں کرتے۔ ہم لوگوں کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ چاروں ائمہ میں سے کسی ایک کی

تخلیہ کریں "اس ۱۱۸۸ھ کے برعکس غیر مقلدین کے نزدیک تخلیہ ائمہ نہ صرف بدعت بلکہ شرک بھی ہے لیکن ان کا یہ فتویٰ صرف پاک و ہند میں ہے مسعودی عرب کے مشائخ ان کی ملی امداد کرتے ہیں اس لئے ان پر یہ فتویٰ نہیں لگاتے حالانکہ اصولی طور پر ان کو روکنا تو زیادہ ضروری ہے۔ ایک شخص بازار میں گالیاں دے کہ وہ بھی گندگار ہے لیکن جو خانہ خدا مسجد میں کھڑا ہو کر گالیاں دے وہ یقیناً بڑا گندگار ہے۔ اسی طرح جب شرک و بدعت عام مقابلہ پر بھی بدعت بڑا گندگار ہے تو حرمین شریفین میں بدعت و شرک تو بدعت ہی بڑا گندگار ہے۔ ان کو پہلے روکنا چاہئے مگر بنیادی قاعدہ کے لئے یہ مداخلت اور حق پوشی و اقتدار بڑا گندگار ہے۔

سوال نمبر ۱۳ :

خانہ کعبہ اور مسجد نبوی میں رمضان میں ہیں رکعت تراویح کی جماعت کب سے پائی آ رہی ہے اس کی تکفیل دینی کریں؟ نیز بتائیں کہ ائمہ حرمین شریفین کا یہ عمل غلط ہے یا صحیح؟ اسلام کی پورہ صدیوں میں ان دونوں مسجدوں میں کیا بھی صرف آٹھ رکعت تراویح کی جماعت ہوئی؟ اس سن کی نشاندہی فرمائیں اور حوالہ دیں۔ کرم فرمائی ہوگی؟

الجواب :

خلیفہ راشد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے صحابہ میں لوگوں کو نماز تراویح پانچ رکعت پر جمع فرمایا (ابن حجر جرج ۲ ص ۱۳۳) تمام محدثین اور فقہاء کا اجماع ہے کہ اشتراک میں رکعت تراویح پانچ رکعت پر ہی ہوا۔ اس کے بعد ۱۰۰ھ تک دنیا بھر میں ایک مسجد بھی نہ تھی جس میں بیس رکعت تراویح سے کم کی جماعت ہوتی ہو۔ ۱۰۰ھ میں ہندوستان میں ایک غیر مقلد عالم مولانا محمد حسین بنیادی نے آٹھ رکعت تراویح کا فتویٰ دیا اور امت کو ایک نئے اختلاف سے روشناس کرایا۔ مگر اس اختلاف کی پرورش ہندوستان

میں ہی انگریزی حکومت کی سرستی میں ہوئی۔ مرکز اسلام حسین شریعین میں آج تک میں تراویح کی جماعت پڑھی جاتی ہیں۔ اگر حسین شریعین کی پشت پر خلافت راشدہ سے آج تک کا عملی قیامت منور ہے اس لئے ان کا یہ عمل غلط کیسے ہو سکتا ہے۔ خلافت راشدہ سے لے کر آج ۳۳ھ تک کسی ایک مفسلین کی کسی ایک رات میں بھی آجہ تراویح کی جماعت نہیں ہوئی۔

سوال نمبر ۱۳ :

صحیح بخاری اور جامع ترمذی میں کیا صرف احادیث نبویہ ہی ہیں یا صحابہؓ اور تابعین رحمہم اللہ کے اقوال بھی ان میں دسے گئے ہیں؟ آپ اگر کوئی اہل حدیث یہ کہتے ہیں کہ صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات مانو اور کسی کی نہیں تو کیا وہ ان محدثین کے طریقے کے خلاف نہیں چلا جو صحابہؓ کی احادیث کو ساتھ لے کر چلے ہیں؟

الجواب :

اہل سنت والجماعت باقریب چار دلائل مانتے ہیں: کتاب اللہ سنت رسول اللہ ﷺ، اہل سنت اور قیاس۔ محدثین اہل سنت نے جس طرح صحابہؓ کو امام سے حروری احادیث کو کتب حدیث میں جمع فرمایا اسی طرح صحابہؓ کے اہمائی فیصلوں اور فقہی فتاویٰ کو بھی جمع فرمایا۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد ابو بکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ اور عبد الرزاق رحمہ اللہ نے ہزار ہا فقہی فتاویٰ صحابہؓ و تابعین رحمہم اللہ کے جمع فرمائے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی صحابہؓ و تابعین رحمہم اللہ کے سیکڑوں فتاویٰ جمع فرمائے اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے جو ہر باب میں فقہی مذاہب نقل فرمائے ہیں۔ غیر متقدمین کا طریقہ صحابہؓ و تابعین جمع تابعین امام بخاری رحمہم اللہ کے خلاف ہے اس فرقہ شاذہ کی راہ عمل سب سے الگ تھلک ہے۔

سوال نمبر ۱۵ :

صحاح ستہ میں کوئی ایسی کتاب ہے جو صرف احادیث و روایات مآب ﷺ پر مشتمل ہو اور اس میں اور کوئی بات نہ دی گئی ہو صحاح ستہ کے علاوہ اور جو کتب حدیث پہلی چار صدوں میں لکھی گئیں ہیں جن کو کوئی ایسی کتاب لکھی گئی جو صرف احادیث و روایات مآب ﷺ پر محدود ہو تو اس کا نام کھو گیا؟

الجواب :

چوتھی صدی تک پہلے اہل سنت والجماعت محدثین گزرتے ان میں سے کسی نے بھی صحابہ کرامؓ کی احادیث اور تابعین رحمہم اللہ کے فقہی فتاویٰ کا انکار نہیں کیا۔ ایک بھی حدیث کی کتاب نہیں لکھی جس میں اہل سنت والجماعت کا انکار ہو بلکہ سب میں قیاسی اقوال کم و بیش ملتے ہیں۔ ایک بھی کتاب کا نام قریش نہیں کیا جاسکتا جس کی ترویج و تخریب میں قیاس کا عمل نہ ہو۔

سوال نمبر ۱۶ :

ضعیف احادیث اور موضوع احادیث میں کیا فرق ہے؟ ضعیف حدیث اگر کسی درجہ میں مستتر نہیں تو صحاح ستہ کے مؤلفین نے ضعیف حدیثوں کو کیوں جگہ دی؟ آج اگر کوئی فرقہ یا مفسلین ان حدیثوں کو سترے سترے سے مرتب کرتا ہے اور ترمذی اور مصنف میں تقسیم کرتا ہے صحیح ترمذی ضعیف ترمذی کا کیا وہ محدثین کے اس مسلک کے خلاف نہیں چلا کہ صحیح و ضعیف سب ایک جگہ جمع ہوئی ہائیں مگر ضعیف حدیث میں تحمیل اور دوسرے قرائن میں درج اعتبار میں آسکتی ہیں؟

الجواب :

محدثین نے احادیث کی بہت سی قسمیں بنائی ہیں ان میں سے صحیح اور موضوع

دونوں ابتداء اور انتہاء کے کناروں پر واقع ہیں سب سے اعلیٰ "صحیح" ہے اور سب سے بدتر "موضوع" ہے۔ درمیان میں بہت سی اقسام ہیں کچھ لغویہ، حسن لغت، حسن قیاس لغویہ، ضعیف، قریب اس حد تک کہ کوئی "فہرست" متبادل ہے آخری قسم ہے جیسے اشکالِ راوی، سوسے حفظ، تیسری مستحبات اور شواہد میں عام آتی ہے اور باہر سے قوت پاکر حسن لغویہ، لکھ بچھ لغت، دین جاتی ہے مگر درحقیقت اس میں بھی جہت ہے ورنہ دربارہ فضائل و ترغیب و ترہیب آپ ہی تمام متبادل و کافی ہے۔ درجہ ختم میں ضعف شدید ہے کہ راوی کا فسخ واضح ہو، ابتداء سرحد کذب سے بدلتی ہو یہ قسم احکام میں حرام، فضائل میں بعض کے نزدیک، مطلقاً اور بعض کے نزدیک تعدد طرق کے بعد متبادل۔ درجہ ختم میں مستحب بلکہ کذب ہے کہ یہ ضعیف کی شدت قسم ہے لیکن اس کو بھی موضوع نہیں کہا جاتا کیونکہ اس کا ثابت ہونا مشکوک ہے تو ہم ثابت ہونا بھی جتنی نہیں۔ آخر میں قسم موضوع ہے جس کا ہم ثابت ہونا ثابت ہو جائے۔ آج جو یہ طریقہ ہے کہ ان کتابوں کے دو الگ الگ حصے کر دیئے ہیں یہ نہ صرف محدثین کی فرض کو ختم کرتا ہے بلکہ سنت و وحی کی انتہاء ہو گئی ہے۔

سوال نمبر ۱ :

تاریخ اسلام میں علم فقہ پہلے عرب ہوا یا علم حدیث؟ اگر اردو پہلے ہوئے یا صحاح ستہ کے مصنفین؟ امت کو پہلے فقہ کی ضرورت پڑی یا حدیث کی؟ جس طرح دین کا عملی نقشہ فقہ میں ملتا ہے کیا اس طرز پر حدیث کی کسی کتاب میں نماز کا عملی نقشہ موجود ہے؟

الجواب :

تاریخ اسلام میں فقہ ان کے چاروں امام پہلے ہوئے اور مصنفین صحاح ستہ بعد میں ہوئے ان کے سینے وقت یہ ہیں امام اعظم رحمہ اللہ، مشافہ، امام مالک رحمہ اللہ ۱۷۹ھ، امام شافعی رحمہ اللہ ۲۰۴ھ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ۲۴۱ھ، امام بخاری رحمہ اللہ

۲۵۹ھ، امام مسلم رحمہ اللہ ۲۶۱ھ، امام ابن ماجہ رحمہ اللہ ۲۶۳ھ، امام ابو داؤد رحمہ اللہ ۲۷۵ھ، امام ترمذی رحمہ اللہ ۲۷۹ھ اور امام نسائی رحمہ اللہ ۳۰۳ھ۔ جس طرح حضرت علیؓ "خلقاتِ ثلاثہ کے بعد ہوئے اور خلقاتِ ثلاثہ کو کوئی قرار نہیں دیا بلکہ ان کی موافقت فرمائی اسی طرح اصحاب صحاح ستہ اگر اردو کے بعد ہوئے اور کسی کتاب میں ایک باب بھی روحانیت یا روحانیت و غیرہ پر نہیں ہوتا حالانکہ فقہ کی تائید اور اجتماع اور قیاس کی تائید کر کے فقہی مذاہب کو اور مضبوط کر دیا۔ اگر صحاح ستہ میں سے کسی بھی محدث نے دین کا مکمل عملی نقشہ نہیں کیا کیونکہ یہ علم اگر اردو پہلے کر چکے تھے اور امت ان پر عمل کر رہی تھی۔ معلوم ہوا کہ دین پر عمل کرنے کے لئے پہلی اور کامل ضرورت فقہ کی ہے اسی لئے یہ پہلے مدون ہوئی اور محدثین نے بھی اسی کو جاری رکھا اس کی مخالفت نہیں کی۔

سوال نمبر ۱۸ :

صحاح ستہ کے راویوں کے حالات جو علامہ ذہبی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی کتابوں سے ملتے ہیں وہ ابن حجر سے لے کر ان کی روافد حدیث تک حاصل روایت سے پہنچتے ہیں یا انہیں محض محدثین کے اکتوبر پر قبول کر لیا گیا ہے یہاں مسئلہ کو ضروری نہ سمجھتا اور اکتوبر پر عمل کرتا ہے کسی حدیث کی روایت باوجود قرار دیا گیا ہے اس کا حوالہ دے گا ہے؟

الجواب :

گزشتہ جواب میں آپ نے معلوم کر لیا کہ اصحاب صحاح ستہ میں آخر میں امام نسائی نے ۳۰۳ھ میں وصال فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ صحاح ستہ کے راوی پہلی تین صدیوں سے تحقیق کر چکے ہیں جبکہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ کا وصال ۸۴۸ھ میں اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ۸۵۴ھ میں ہوا ہے گویا دونوں حضرات اور ان راویوں کے درمیان چونتالیس سو سال کا فاصلہ ہے جس کی کوئی شدت ان کی کتابوں میں نہیں ہے ان لوگوں نے

جلا اسناد محض محدثین کے اجماع پر کتابیں مرتب فرمائیں ہیں۔ یہ کسی حدیث میں نہیں کہ اگر ایک تابعی حضرت رسول پاک ﷺ کے وصال کے دوسرے دن بھی ایمان لے آیا تو اس کی حدیث کو "مرسل" کہہ کر رد کر دینا اور علامہ ذہبی اور حافظ بن حجر رحمہ اللہ راوی کے سات سو سال بعد بھی بغیر سند کے اس کو افتد یا ضعیف کہیں تو اس پر ایمان لے آئے۔

سوال نمبر ۱۹ :

کیا فروعی مسائل پر جماعت بندی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ صحابہؓ میں رفع یدین کرنے والوں اور نہ کرنے والوں اور آمین وغیرہ جیسے مسائل پر کوئی جماعت بندی تھی؟ اگر نہیں تو ان مسائل پر چھٹیں بیٹا اور جماعت بندی کرنا کیا بدعت نہیں؟

الجواب :

صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ میں فروعی مسائل پر کوئی جماعت بندی نہیں تھی اس لئے اس کی بدعت ہونے میں ہرگز شک نہیں۔

سوال نمبر ۲۰ :

دنیا میں کہیں خنیوں، مالکیوں، شافعیوں اور حنبلیوں کی فقہی اختلاف پر مبنی تنظیمیں ہیں اگر نہیں تو غیر مقلدوں کی یہ اہل حدیث تنظیم کیوں قائم کی گئی؟ یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ یہ گروہ ان فروعی مسائل کو اصولی قرار دیتا ہے اور فروعیات پر فرقہ بندی کو جائز سمجھتا ہے؟

الجواب :

مقلدین مذاہب اربعہ کی ایسی تنظیمیں موجود نہیں ہیں یہ بدعت صرف نام نہاد ائمہ بیٹوں نے شروع کی ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ لوگ محض جماعت اور ضد کی وجہ سے فروعی مسائل کو بھی اصولی مسائل سمجھتے ہیں۔

غیر مقلدیت کا نیا روپ

مسعودی فرقہ

(نام نہاد جماعت المسلمین)

بسم الله الرحمن الرحيم

براہدوران اسلام! یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اسلام ایک عالمگیر دین ہے اور اس کی اشاعت پوری دنیا میں اہل سنت والجماعت خصوصاً احناف کے ذریعہ ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے سندھ اور ہند کی فتح کی پیشین گوئی بھی فرمائی تھی (نسائی) احمد اہند کو احناف نے فتح کیا۔ لاکھوں کافروں نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور وہ سب سنی حنفی ہی بنے۔ تقریباً ایک ہزار سال اس ملک میں اسلامی حکومت قائم رہی اور کتاب و سنت پر مبنی فقہ حنفی اس ملک کا قانون رہی۔ نواب صدیق حسن صاحب غیر مقلد (۱۳۰۷ھ) اس حقیقت کا یوں اعتراف فرماتے ہیں:

"خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ و مذہب کو پسند کرتے ہیں۔ اس وقت سے آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل، قاضی و مفتی اور حاکم ہوتے رہے ہیں۔" (ترجمان دہلیہ ص ۱۱۰)

حکومت برطانیہ :

پارلیمنٹ انگریزوں کی حکومت قائم ہوئی اور اس نے ملک میں مذہبی آزادی اور غیر مسلمیت کی بنیاد رکھی۔ جناب مولانا محمد حسین صاحب غیر مسلم بنامی (۱۸۳۸ء) نوادہ فرماتے ہیں: "ماتہ حضرات نے مذہب سے آزادی اور خود سنی و خود اجتہاد کی تیز ہوا یورپ سے پہلی ہے اور ہندوستان کے ہر شہر و بستی و گوند و گی میں پھیل گئی ہے۔ اس نے غلامانہ بندوبست کو ہندو اور مسلمانوں کو مسلمین نہیں رہنے دیا۔ مفتی اور شافعی مذہب کا تو یہ دعویٰ کیا " (اشاعت فلسفہ ص ۵۵) اس غیر مسلمیت کی سرچرچی کے لئے ایک عمومی ریاست بھوپال ان کو دی گئی۔ چنانچہ نواب بھوپال صاحب قریب فرماتے ہیں: "فرہن رواں بھوپال کو پیش آزادی مذہب (غیر مسلمیت) میں کوشش رہی ہے جو خاص مشن گورنمنٹ انڈیا کا ہے " (ترجمان اولیہ ص ۱۳)

پھر فرماتے ہیں: "یہ آزادی مذہب ہماری مذہب جدید مفتی شافعی وغیرہ سے عین مراد انگلیش ہے۔" (ص ۵۰) یہ لوگ (غیر مسلمین) اپنے دین میں دی آزادی برتتے ہیں جس کا اشتہار بار بار انگریزی سرکار سے جاری ہوا۔ خصوصاً دربار دہلی سے "نوب و درباروں کا سردار ہے۔" (ترجمان اولیہ ص ۱۳۲)

اس سے واضح ہو گیا کہ غیر مسلمیت یورپ سے آئی ہوئی اور انگریز کی چٹائی ہوئی ایک تحریک ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کے پاک کلام اور رسول اقدس ﷺ کے ارشادات میں کہیں نہیں ملتا کہ اجتہاد مسائل میں غیر مسلمیت کو مجتہدین کے خلاف بدگمانی پھیلانے یا بدزبانی کرنے کا ہم مل چارٹ ہو۔

رنگ پلٹ گیا :

یہ تاریخی حقیقت ہے کہ مختلف کی محنت سے کہہ دوں کہ کفرانہ اسلام میں داخل ہونے کو تحریک غیر مسلمیت کا پہلا نتیجہ کیا نکلا؟ مولانا محمد حسین بنامی تحریر فرماتے

ہیں: "مکتب مدرس کے تجربے سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے جب مجتہد مطلق اور مطلق عقیدہ کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام ہی کو سلام کر بیٹھے ہیں۔ ان میں سے بعض یہ بھی ہو جاتے ہیں اور بعض اللہ رب "جو کسی دین و مذہب کے پابند نہیں رہتے اور انعام شریعت سے فسخ و خروج تو اس آزادی کا اپنی نتیجہ ہے۔ اگر ارادہ کا اسباب دنیا میں اور بھی کثرت موجود ہیں انگریز و امداد کے بے دین ہونے کے لئے بے علمی کے ساتھ ترک عقیدہ بڑا ہماری سبب ہے (اشاعت فلسفہ ص ۱۲) ص ۵۴ نیز مولانا محمد حسین صاحب نے فرماتے ہیں کہ کافر اسلام کی طرف آتے مسلمین کفر کی طرف جاتے تھے۔ دوسرا نتیجہ یہ سامنے آیا: "جناب مولانا محمد غلامی فرموی (۱۸۳۴ء) غیر مسلم قریب فرماتے ہیں: "نیچری فرقہ (جو حجرات و کرامات کا منکر ہے) تھائی فرقہ اور پکڑاؤی فرقہ (جو مکر بن سنت ہیں ان اہل حدیثوں سے ہی نکلے ہیں) " (آلکب التوحید والاس ص ۱۲) ملخصاً تیسرا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ فرقہ چند ہی سالوں میں گئی بھولی بھولی فرقوں میں بن گیا۔ جناب مولانا عبد الوہاب صاحب جماعت قریہ اہل حدیث اس کی تفصیل یوں فرماتے ہیں :

(۱) جماعت قریہ اہل حدیث ۱۳۳۵ھ (۲) کانفرنس اہل حدیث ۱۳۲۸ھ (۳) فرقہ ثانیہ ۱۳۳۸ھ (۴) میر شریعت سوریہ بارہ ۱۳۳۹ھ (۵) فرقہ خیر مطالعہ ۱۳۳۹ھ (۶) فرقہ شریفیہ ۱۳۳۹ھ (۷) فرقہ فرغویہ ۱۳۵۳ھ (۸) بیعت اہل حدیث ۱۳۷۰ھ (۹) غی الدین تھکوی فرقہ ۱۳۷۸ھ (۱۰) خطبہ لہارات ص ۱۳۹

جماعت قریہ اہل حدیث :

اس فہرست میں پہلے تجربہ جماعت قریہ اہل حدیث کا ذکر ہے اس کا مقصد تحقیق کیا تھا؟ جناب مولانا غلام اللہ حنیف بھوپالی کے شارک و رفیق محمد مبارک صاحب قریب فرماتے ہیں: "جماعت قریہ اہل حدیث کی بنیاد صرف سہ ماہی کی مخالفت کے لئے

دیکھی تھی صرف یہی متعقد نہیں بلکہ تحریک جہلویں یعنی سید احمد شہید کی تحریک کی مخالفت کر کے انگریزوں کو خوش کرنے کا مقصد پیش قدمی کا مطالبہ اختلاف اور تحریک جہلویں میں ۱۸۴۸ء میں جماعت کے متعقد آپ کے سامنے ہیں۔

فرقہ مسودی نام نہاد جماعت المسلمین :

اس فرقہ قراء اہل حدیث کا فرقہ مسودہ اور قراء پہلے اہل حدیث کہلاتا تھا وہ کلیہ عالم نہیں ہے۔ اردو کتابیں دیکھ کر ہم ملاحظہ کریں کہ اس واقعہ کا حواشی ہے۔ اہل حدیث ہوتے اس لئے ایک علمی ملاحظہ تلاش حق کے نام سے جماعت اہل حدیث کو اپنی طرف سے شیعہ کیلئے دوسرا رسالہ التفتیح فی جواب التقلید جماعت قراء اہل حدیث کی طرف سے شیعہ کیلئے ان کتابوں میں انہیں بتدوین رحمہم اللہ کو شریعت مذکورہ ان کے مقلدین کو شرک کہلئے اسلاف کے خلاف بدگمانی اور انکار اہل اسلام بددہلی میں خاص رکھنا قائم کیلئے اہل حدیث فرستے ہیں ایسے شخص کی خوب عزت افزائی ہوتی ہے۔ پانچویں جلد وہاں چھ ہونے کے جماعت میں ممتاز حیثیت حاصل کر لیا۔ اس نے دیکھا کہ جماعت قراء اہل حدیث میں تمام امارت ہے۔ اس کے دل میں بھی امیر بننے کا شوق انگریزوں کیلئے لگ کر اس کا یہ خوب شرمناک تجربہ ہوا لہذا وہ قراء کا وہ جماعت قراء اہل حدیث کا امیر بنے اس لئے اس نے ۱۸۵۰ء میں جماعت قراء اہل حدیث کی ایک حتمی فرقہ بنائی اس کا نام جماعت المسلمین رکھا اس میں مل کر یہ نئی فرقہ قراء کے اردو پر بھی دیکھی آخر ۱۸۵۰ء میں اس نے نیا مستقل فرقہ بنانے کا اعلان کر دیا۔

مسلم کا نام معنی :

اہل اسلام جس معنی میں مسلم کا لفظ مشتعل کرتے ہیں اور کتاب و سنت میں مسلم کا جو معنی ہے اس کو چھوڑ کر اپنی فرقہ نے ایک نیا نام یعنی "مسلم" رکھا ہے۔ "فرض یہ کہ

مسلمین یعنی کسی امام کی تقلید نہ کرنے والے پیش رہے ہیں "یعنی" "مسلمین" "معنی" "نبرہ سنی ایک نئی فرقہ ہے جس کے پاس کوئی پشت لاکھ مل نہیں۔ اس سے معنی کے مطابق تمام اہل سنت والجماعت مثلاً شافعی، مالکی اور حنبلی اسلام سے خارج قرار پائے لیکن مسودہ اہل حدیث کو غیر مقلد ہیں وہ تو مسلم رہنے چاہتے تھے لیکن جب اپنی فرقہ کو کسی مسلم میں شیعہ نہ کہ وہ غیر مقلد ہیں۔ اس لئے ان کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے جماعت امیر "رسالہ تفتیح" میں امیر کی اطاعت کو فرض قرار دیا اور ان کے نزدیک امیر اور امام ہم معنی ہیں اور امیر جناب خود ہیں۔ اہل حدیث اگرچہ غیر مقلد ہیں مگر مسودہ صاحب کی اطاعت کو فرض نہیں سمجھتے اس لئے غیر مسلم ہوتے۔ اب مسلم کا معنی واضح ہو گیا کہ کسی شخص خدا اور رسول پر ایمان رکھے کسی امام کی تقلید بھی نہ کرے مگر مسودہ امیر پر ایمان نہ لائے اس کی اطاعت کو فرض نہ جانے تو وہ مسلم ہرگز نہیں۔ ان معقول میں مسلم کا لفظ نہ کسی قرآن میں آیا ہے نہ حدیث میں نہ تاریخ میں۔ یہ اگرچہ گندہ مکر ایسا بدو ہے اس لئے جماعت المسلمین کا مطلب یہ لگا کہ اگر وہ رحمہم اللہ کی تقلید چھوڑ کر مسودہ امیر کی اطاعت کو فرض جانے والا مسودی فرقہ کیلئے اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ لوگ قرآن و حدیث پر بصورت ہوتے ہیں کہ حدیث فرقہ کا نام قرآن میں ہے جیسے قرآن میں مسودہ وقت رسو سے چھوڑنے کا رد ہرگز مراد نہیں "قرآن پاک میں مسودہ لفظ حزب اللہ سے مسودہ امیر کے نزدیک مسودہ میں حلقہ کا فرقہ حزب اللہ مراد نہیں کہ قرآن پاک کے نزول کے چار سو سال بعد کہ اپنی میں مسودہ امیر کا کتابا ہوا بدعتی فرقہ قرآن و حدیث میں مسودہ اہل اسلام کا صدق کہے بن سکا ہے؟

مسودی فرقہ کی دعوت :

۱۔ ہر شخص خدا کو حاکم مانے مگر مسودہ امیر کو حاکم نہ ایمان نہ مانے وہ مسلم نہیں بن

مکتبہ

(۲)۔ جو شخص رسول پاک ﷺ پر ایمان رکھے مگر مسود احمد کو امام مفسرین الامت نہ مانے وہ مسلم نہیں۔

(۳)۔ جو دین اسلام چودہ سو سال سے چلا آ رہا ہے جو اس کو مانے مگر مسود احمد کے لڑکچہ پر ایمان نہ لائے وہ مسلم نہیں۔

(۴)۔ اللہ تعالیٰ نے جن کا نام مسلم رکھا چودہ سو سال سے آ رہے ہیں یہ ان کو مسلم نہیں مانتے صرف اسی کو مسلم مانتے ہیں جن کا نام ۵۵۵ھ میں مسود احمد نے اللہ کے خلاف مسلم رکھا۔

(۵)۔ اہل اسلام یہ کہتے ہیں کہ اللہ والوں سے محبت اللہ اور رسول ﷺ سے محبت کی نشانی ہے لیکن ان کے ہاں محبت کی بنیاد صرف مسودی فرقہ میں داخل ہوتا ہے جو مسلمان مسودی فرقہ میں داخل نہ ہو ان کو نہ یہ سلام کرتے ہیں نہ ان کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

(۶)۔ تمام اہل اسلام اور رسول ﷺ کے بعد اپنے ائمہ پر فخر کرتے ہیں۔ لیکن مسودی فرقہ کا فخر اپنے چاہل امام پر ہے۔ آنحضرت ﷺ نے نبیا فرمایا کہ آخری زمانہ میں لوگ جہلوں کو اپنا دینی امیر بنائیں گے جو خود بھی گمراہ ہو گا ان کو بھی گمراہ کرے گا (بخاری) الغرض مسودی فرقہ کا ایمان صرف اور صرف مسود احمد کی خلیہ پوسی ہے۔

نئے دین کے نئے مسائل :

(۱)۔ شروع اسلام سے آج تک مسلم خدا کے فرما پر مدار کو گناہ کا قتلہ اس نے دین میں مسلم کا معنی غیر مسلمہ مسود احمد کو امام مفسرین الامت بنا کر اڑایا۔

(۲)۔ مسلم کا لقب پہلے کافر کے مقابلہ میں استعمال کیا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کافروں پر : مَا كَانَ لِبَرِأَيْهِمْ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَ لِيَهُدَىٰ وَلَٰكِنَّ حَنِيفًا مِّنْ دِينِ اللَّهِ

كَانَ مِنَ الْمُنْشَرِكِينَ۔ (آل عمران ۸۵) ایمان علیہ السلام نہ یہودی تھے نہ چھل نہ مشرک بلکہ ضیف مسلم تھے۔ دوسری جگہ ہے : يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا بَالِكُفْرٍ بَعْدَ الْإِيمَانِ أَن تَقُولُوا نَحْنُ مُسْلِمُونَ (آل عمران ۸۶) کیا تم کو کفر کھائے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو چکے۔ تیسری جگہ ہے : يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا الْوَيْلُ لَكُمْ مِمَّا كَانُوا يَمْسَلُونَ (الحجرات ۱۴) کسی وقت آرزو نہ کریں کہ کافرا کو ایمان دیا جائے ہوئے مسلمان۔ اسی وجہ سے مسلمان بیٹ مسلم کا لقب کفر کے مقابلہ میں استعمال کرتے آئے ہیں۔ مگر نئے مسودی دین میں مسلم کا لقب اہل سنت والجماعت کے باطل اور فاسق، باغی، شافعی، حنبلی کے خلاف استعمال ہوتا ہے جب کہ قرآن وحدیث اور اہل اسلام میں کبھی مسلم کا لقب ان کے خلاف استعمال نہیں ہوا۔

(۳)۔ قرآن پاک میں جب آیت یَوْمَ تَنْتَقِصُ السُّورُۃُ قَامَتْ میں روشن ہوں گے وہ اہل سنت والجماعت ہیں اور حضرت عیسیٰ بن ماریؑ نے بھی اس آیت کی تفسیر اہل سنت والجماعت ہی بیان فرمائی (امداد الشرح ص ۳۰۳ ج ۲) لیکن نئے مسودی فرقہ میں اہل سنت والجماعت کھانے والے غیر مسلم دوزخی ہیں۔ کس طرح رسول پاک ﷺ اور صحابہؓ کی مخالفت کی جارہی ہے! مسودی فرقہ یہودی نبی پاک ﷺ اور صحابہؓ کی نہیں سنا کہ نبی کو اس فرقہ پر تو مسود احمد کی اطاعت فرض ہے اس لئے یہ فرقہ اہل سنت والجماعت کو غیر مسلم ہی کہتا ہے۔

(۴)۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ (معدنہ) فرماتے ہیں پہلے حدیث کی سند نہیں پوچھتے تھے "جب حدت واقع ہوا تو کہنے لگے کہ راویوں کے نام بتاؤ تاکہ اہل سنت راویوں کی حدت قبول کی جائے اور اہل بدعت راویوں کی روایت قبول نہ کی جائے (صحیح مسلم ج ۲ ص ۸۸) اس سے معلوم ہوا کہ غیر القرون میں لوگ اہل سنت کھائے تھے اور صحیح احادیث کے راوی اہل سنت ہی ہیں اور اہل سنت کے مقابلہ میں بدعت تھے نہ کہ مسلمہ اگر

اہل سنت مسلم نہیں تو تمام صحیح احادیث کے راوی غیر مسلم قرار پائیں گے اور جب اہل بدعت کی روایات قتل قبول نہیں تو غیر مسلموں کی روایات کس طرح قتل قبول ہوں گی۔

(۵)۔ اس سے فرقہ نے جس طرح مسلم کا معنی بکاڑا اس طرح غصب کا معنی بھی بکاڑا۔ مذہب کا معنی راستہ ہوتا ہے جو منزل سے ملتا ہے۔ ہمارا مذہب سچی ہے جو ہمیں منزل محمدی تک پہنچاتا ہے اور فرقہ کے معنوں میں ملیحدگی کا مفہوم ہے یعنی جو شخص منزل محمدی کے راستے سے الگ ہو گیا وہ یقیناً منزل سے بھی کٹ گیا۔ اس لئے مذہب کا مفہوم ہی منزل محمدی تک پہنچانا ہے اور فرقہ کا مطلب ہی منزل تو کیا خود مذہب یعنی راستے سے ہٹا دینا ہے۔ آپ نے گزشتہ صفحات میں تاریخ پڑھی ہے۔ پہلے اہل سنت سے کٹ کر ایک فرقہ اہل حدیث بنا۔ پھر اس فرقے سے کٹ کر ایک اور فرقہ فریاد اہل حدیث بنا۔ پھر اس فرقے سے ایک نافرقتیہ ۱۹۱۰ء مسودی فرقہ ہے بلکہ فرقہ ہی نہیں فرقہ در فرقہ اور فرقہ ہے۔

(۶)۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جب پوچھا کہ اگر مسکن نہ کلب اللہ میں ملے نہ سنت میں تو کیا کرو گے؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اجتہاد بوالہی۔ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ اس میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد کی نسبت اپنی طرف کی اور آپ ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا۔ اسی لئے اہل سنت اجتہاد مساکین کی نسبت مجتہد کی طرف کر کے غلطی شافی و دہیہ کہلاتے ہیں اور یہ تہمتیں باکھیر اہل اسلام میں جاری رہیں۔ اس طرح ان کی صحت پر اشعار ہو گیا مگر مسودی فرقہ اجماعی مساکین کو ملنے لگا۔ لئے تیار نہیں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ سبیل المؤمنین سے کئے والے کامیاب جنم ہے اور رسول اللہ ﷺ جماعت سے کئے والے کو دوزخ فرمائیں مگر مسودی فرقہ (بدعتی فرقہ) اجماع سے کئے والوں کو دوزخ کئے کی بجائے مسلم کتا

چھ کس طرح خدا اور رسول ﷺ سے کھلا مقابلہ ہے؟
ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی کرامت :

(۱)۔ اپنی فرقہ اگرچہ مجتہدین رحمہم اللہ کو شریعت ساز کتا ہے مگر ایک جگہ اس کے علم سے حق واضح ہو ہی گیا کہ کھتا ہے: "اس میں شک نہیں کہ چاروں اماموں نے جس اصول پر مساکین کی بنیاد رکھی وہ اصول سنت ہے کیونکہ ان لوگوں نے مساکین کو قرآن و حدیث کی روشنی میں حل کیا اور قرآن و حدیث کو پھوڑ کر کسی اور شخص کے قول کو دلیل نہیں بنایا۔" اس کو بوجہ سمجھا لہذا ان کا یہ طریقہ ہے شک سنت تھا اور وہ چاروں حق تھے رحمہم اللہ (خاصہ تلاش حق ص ۱۸۹)

اس عبارت میں ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے طریقہ کو سنت قرار دیا اور چاروں کو حق تسلیم کر لیا ان کے مساکین کو قرآن و حدیث کے مسائل قرار دیا تو اب ان کو شریعت ساز کیوں کہا جاتا ہے؟ اور جب یہ چاروں حق ہیں اور قرآن و حدیث کے مسائل جتے ہیں تو قرآن و حدیث کے مسائل میں ان کی عقیدہ کما کما آیت یا حدیث کی رو سے شرک ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ جس طرح یہودی علماء نے حرام حلال کرنے کا منصب خود منہج لیا تھا اسی طرح اپنی فرقہ بھی اپنی خواہش نفسانی کو معبود بنا بیٹھا جس چیز کو چاہے حلال حرام کرے۔ مگر کہ اسلام اور اسلام کو کھربند سے یہ اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

شریعت ساز :

قرآن پاک خداوند قدوس کی آخری کتاب ہے جو سات مختلف متواتر قراتوں میں امت کو ملی۔ یہ قاری صاحبان قرآن کے پہنچانے والے ہیں نہ کہ خدا کے قرآن کے مقابلہ میں یا قرآن بنانے والے۔ اب اگر کوئی باطل ان قاریوں کو قرآن ساز کہے تو یہ اس کی جہالت کی ابتلا ہوگی۔ خدا کا قرآن 'قرآن مجید'

مصنف حوالیٰ قاری عالم کی قوت یہ ایک ہی حقیقت کی ترجمانی ہے نہ کہ ایک انگ چیزیں۔ عبارتاً تاشنی و حسنک واحد

اسی طرح مصنف سلمان نے احادیث جمع کیں۔ ان احادیث کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ نبی کریم ﷺ کی احادیث ہیں یہ بھی صحیح ہے اور یہ کہنا کہ یہ بخاری کی احادیث ہیں یہ تہذیب کی احادیث ہیں یہ بھی صحیح ہے۔ یہ کہنا کہ اہل اسلام کے نزدیک ہر شیء رحمہم اللہ حدیث ساز نہیں بلکہ حدیث پہچانے والے ہیں۔ اسی طرح اپنی فرقہ سے ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے مسائل کو قرآن و سنت سے باخود بنانے کو قرآن و سنت کے مسائل کی مجتہدین کی طرف نسبت کر کے اس کو فقہ حنفی سے ایسا ہی ہے جیسا حنفی کی حدیث کو سنی کی حدیث کہنا۔ بات پہچاننے اور بنانے میں انہیں وہ آج کل کا فرق ہے اس لئے ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کو شریعت ساز کہنا کسی ہی جہالت ہے جیسے محدثین کو حدیث ساز کہنا یا سقوں قاریوں کو قرآن ساز کہنا۔ جس فرقہ کے بانی کی جہالت کا یہ عالم ہو کہ بات بنانے اور بات بنانے میں فرق نہ جانتا ہو اس کے پیروں کی جہالت کا کیا حال ہو گا؟

جس کی بنیاد یہ ہے اس کی خزانہ پوچھ
ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ہے :

تک رہا دو گزار دین شدہ ست
بر نیسے راز دار دین شدہ ست

نسبتی نام :

ہم تعارف اور امتیاز کے لئے ہوتا ہے نسبت جتنی بڑی ہوگی تعارف کم ہو اور جتنی چھوٹی ہوگی تعارف اور پہچان زیادہ واضح ہوگی۔ آپ ج کے لئے تشریف لے گئے وہی کسی مصری نے آپ سے پوچھا آپ کمال رہتے ہیں؟ آپ نے کہا میں پاکستانی

ہوں۔ اس کو آپ کا تعارف ہو گیا۔ ج سے دیکھیں کہ آپ نے کسی نے پوچھا آپ کمال رہتے ہیں؟ آپ نے کہا میں پاکستانی ہوں وہ جس بڑا کہ میں ہم سب پاکستانی ہیں۔ اب آپ نے کہا میں باغی ہیں تو اس کو تعارف ہو گیا اب کوئی باغی ہوں گے کہ اس نے اپنا پاکستانی تعارف چھوڑ کر باغی کو باغی کہا ہے اب یہ پاکستان میں رہا اس باغی کو یہ بھی معلوم نہیں کہ باغی پاکستان کا یہ صوبہ ہے۔ باغی کہنے سے پاکستانی ہونے کی نفی نہیں ہوتی بلکہ اور تاکید ہو گئی۔ اب گرامی سے آپ بول رہے ہیں کسی نے پوچھا آپ کمال رہتے ہیں؟ آپ نے کہا پاکستان میں یا باغی میں تو ان کا مقصد پورا نہیں ہوا۔ ہاں آپ کہیں میں ملتان میں رہتا ہوں تو ملتان کا نام لینے سے باغی اور پاکستان میں رہنے کی مزید تاکید ہو گئی۔ باغی اسی طرح جب بخاری "بوہاغل" میں پوچھے گا آپ کون ہیں؟ تو اس کا فرق ہوگا کہ آپ کہیں گے کہ ہم مسلمان ہیں۔ پھر جب کوئی رافضی کلب علی میں پوچھے گا کہ آپ کون ہیں؟ تو اس مدعی کو ہم اپنا تعارف توں گمانیں گے کہ ہم اہل سنت والجماعت ہیں تو اہل سنت والجماعت کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ ہم نے مسلمان کا نام چھوڑ دیا بلکہ اس سے تو اور تاکید ہو گئی کہ یہ چلا پکا نامی مسلمان ہے۔ پھر میری کس مشعلی نے پوچھا آپ کون ہیں؟ تو ان کے ساتھ وہاں اختلاف اجتماعی مسائل میں ہے ہم نے کہا ہم حنفی ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اہل سنت نہیں رہے یا مسلمان نہیں رہے بلکہ حنفی کے لفظ میں اہل سنت اور مسلمان ہونا یقیناً شامل ہے۔ تو اپنی فرقہ کا نام لکھتے آئے مسلمان کا نام چھوڑ کر حنفی رکھا ہے یہ ایسا دعوت اور جہالت ہے جیسے کوئی اس سے کہے کہ تو صوبہ سندھ اور ملک پاکستان سے ہائی بن کر اپنی میں بیٹھا ہے۔ اس کے صحت اور جہالت یہی کہا جاسکتا ہے کہ خدا جب دین لیتا ہے مشکل بھی چھین لیتا ہے۔ اس سے ہم نے بار بار یہ مطالبہ کیا کہ کوئی آیت یا حدیث پیش کر کہ حنفی یا حنفی کمال ہے اسے مسلمان نہیں رہتا لیکن ایسے غموش ہیں جیسے حنظلہ کہنے والی آیت ان ہی کے لئے ڈال ہوئی ہے۔

مسودی فرقہ اور قرآن :

اس میں شک نہیں کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی آخری کتب ہے جو آج سے چودہ سو سال پہلے جناب رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی مگر سوال یہ ہے کہ چودھویں صدی کے مسلمانوں کو یہ قرآن کس واسطے سے 'ظاہر' ہے کہ رسول پاک ﷺ اور صحابہ درمیان واسطہ امت ہے 'فہارے' ملک میں قرآن پاک لانے والے سب اہل سنت والجماعت مقلی ہیں جو ہمارے نزدیک کامل ترین مسلمان ہیں اس لئے ہمیں یہ قرآن مسلمانوں کے ذریعہ سے ملنا ہائی فرقہ 'اہل سنت والجماعت' کا شرک اور غیر مسلم کتا ہے تو اسے یہ قرآن شرکوں اور غیر مسلموں کے ذریعے ملنا یہودی بھی غیرت سے اسے گورے نہیں کہ وہ اس کتب پر اجماع کریں جس میں ان کے دور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان واسطہ غیر یہودی ہوں۔ ہندو اور عیسائی بھی کسی ایسی کتب کو الہامی ماننے کو تیار نہیں جس میں واسطہ غیر ہندو یا غیر عیسائی ہوں مگر اہل فرقہ کی غیرت قائل ادا ہے کہ جن کو شرک اور غیر مسلم کتا ہے قرآن پاک کے بارہ میں انہی پر اجماع کر دیا ہے۔ وہ تو کوئی ایسا قرآن لانے جو مسلمین بمعنی غیر مقلدین کے قوت سے ظاہر ہو 'تو تو کچادہ غیر مقلدین کی سند سے خبر ادا کے طور پر بھی قرآن کو ثابت نہیں کر سکتا۔

چند سوالات :

پہلی فرقہ کو دوسروں سے سوالات کرنے کا بہت شوق ہے 'اپنے غلط سلطہ دوسروں کو سوالات کا ایام دے کر پھنکا دیتے ہیں جن کا حقیقت نہ قرآن سے ہوتا ہے نہ حدیث سے مگر دوسروں کے سوالات کا جواب دینا موصوفہ کے بس کی بات نہیں 'دہل ادا تو مت کی ہی خصوصی طاری ہوتی ہے اگر کوئی جواب دینے پر زیادہ مجبور کرے تو کھلی گھوٹی پر اتر آتے ہیں اور عجیب دینترے بدلتے ہیں۔ ایک صاحب کو فرماتے ہیں "سوال کہنے والے کو چاہئے کہ سوال میں جن اقسام کا ذکر ہے ان کا ثبوت قرآن مجید

اور حدیث سے دہی اور چار سوال کریں 'یہ اقسام بالکل لغو اور خود ساختہ ہیں۔" (الجماعۃ لاندہ ص ۴۹)۔ جناب آپ بھی اس سوالات پر بیٹھے ہیں وہ قرآن و حدیث میں ہوتے ہیں؟

(۱) آپ نے اپنی کتابوں میں اصول حدیث کی اصطلاحات اور راویوں کی اقسام بیان کی ہیں ان کا ثبوت قرآن و حدیث سے دے کر جواب دیں کہ صحیح نمونہ قائم فرمائیں گے؟
(۲) آپ قرآن اور حدیث کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر دلوں کو ایک طرح نہیں مانتے 'قرآن کی کسی آیت کی سند تلاش نہیں کرتے مگر حدیث کو بغیر سند کے بالکل نہیں مانتے' یہ فرق قرآن کی آیت میں ہے یا حدیث میں یا بتوکل جناب کسی لغو اور خود ساختہ اصول پر؟

(۳) قراء حضرات کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ قرآن پاک کی سات قراتیں موجود ہیں جن میں ہمیں میں اختلافات ہیں 'چار ائمہ جن کو آپ برحق مانتے ہیں 'ان کا اختلاف برداشت نہیں کر سکتے ان سب کو چھوڑ دیا تو یہ سات قاریوں کا اختلاف کس آیت یا حدیث کی بنا پر برداشت کر لیا؟ اسی طرح ان سب کو بھی کیوں نہ چھوڑا تاکہ قرآن سے ہی نجات مل جائے؟

(۴) جناب اور جناب کا فرق ساتوں قراتوں پر حلاوت کرتا ہے یا صرف ایک قرات پر؟ ایک قرات پر حلاوت کرنے پر دے قرآن پاک کی حلاوت کا ثواب ملتا ہے تو اگر اردو میں سے ایک کی تقلید کرنے میں بھی پوری سنت پر عمل کرنے کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟ اور نہ فرق کسی ایک آیت یا حدیث سے واضح کریں۔

(۵) سات قراتوں میں سے چھ کو پیش کے لئے چھوڑ کر صرف ایک قرات پر بیٹ حلاوت کرنا آپ کی راستہ پر مبنی ہے یا غلط اور رسول کا حکم ہے تو اس کا حوالہ دیں۔

(۶) ان سات مختلف قراءتوں میں کسی 'دہی' بھری قاری بھی نے آپ نے ان سب کو چھوڑ کر قاری عام کوئی کی قرات کو ہی اختیار کیوں کیا؟ مکہ 'مدینہ سے تعلق تو

کر ان عرائقوں سے تعلق کیوں جو؟ جن کے بارے میں جناب کافرہاں ہے؟ عراقی ہمارے نام مسلم تھے۔ انہیں قرآن سے محبت تھی نہ حدیث سے وہ تو ہمیشہ پروردگار دین کے دشمن تھے۔" (تفسیر الاسلام ص ۱۳۴)

(۷) آپ نے نزدیک ان سات قراتوں کا مجموعہ قرآن ہے یا ہر قرات الگ الگ مکمل قرآن ہے اور اگر سب کا مجموعہ قرآن ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کا حکم داخلو فی السلم کافہ کے تحت آپ بنی قراتوں پر تلاوت کیوں نہیں کرتے صرف ساتویں حصے کی تلاوت کیوں کرتے ہو؟

(۸) اگر ہر قرات الگ الگ مکمل قرآن ہے تو کیا آپ سورۃ بقرہ پر سات قرآن قائل ہوئے تھے؟ جس طرح جناب ایک دین چار مذہب کا طعن دیا کرتے ہیں ایسا ایک خدا اور سات قرآن کتنا بھی درست ہے؟

(۹) اگر آج کوئی غیر مسلم آپ کے فرقہ میں شامل ہو تو آپ اسے سات قراتوں میں سے کون سا قرآن دیں گے کہ وہ داخلو فی السلم کافہ کے تحت سچا مسلم بن سکے؟

(۱۰) کیا یہ ساتوں قراتیں حضور ﷺ پر باطل ہوئی تھیں یا ان سات قاریوں پر؟ کیا یہ ساتوں قاری قرآن ساز نہ تھے؟

(۱۱) آپ نے اپنا فرقہ ۱۳۵ھ میں کراچی میں بنایا قرآن کو سننے والا بنا قاری کا اسم رسم اللہ کی قرات اصحاب ستہ روس کے علاقے کی کلمی ہوئی مائیں آخر کلمہ سننے سے آپ کو اتنی نفرت کیوں ہے؟

(۱۲) آپ کو اسلام العربی کی کتابوں سے سنی حرم کا تعلق ہے تو آپ نے قاری کا اسم کوئی رحمہ اللہ کو بلا تعلق اٹھایا یا تعلق فرمایا؟ آخر ضعیف اور علقہ قیہ کا قرآن ہی آپ کو کیوں پسند آیا؟ یہ سب رائے سے کیا انصاف ہے؟

(۱۳) بخاری کی روایت کے مطابق آنحضرت ﷺ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ

سے زیادہ میں سات حروف المرقیوں پر قرآن کی تلاوت ہوتی رہی۔ حضرت عثمانؓ نے چار حروف پر تلاوت قرآن سے سختی سے منع فرمادیا۔ اب آپ حضور ﷺ کی تابعی داری میں سات حروف پر قرآن کی تلاوت کرتے ہیں یا حضور ﷺ کے خلاف حضرت عثمانؓ کی رائے کی تقلید کرتے ہیں؟ کیا غلطی کو چار سے چھ یا چھ سے سات قرآن کی تلاوت سے روکنے کا قرآن وحدیث کے تحت حق تھا؟ اگر قاتلہ آیت باحدیث جہاں میں جو خود حضرت عثمانؓ نے سنا کہ اس سے منع کیا؟

سنی مطالعہ :

بنی فرقہ نے بالکل بجا فرمایا کہ سنی نثر سے حدیث کا مطالعہ لازمی اور گمراہی میں جلا کر دینا ہے درہ حقیقت بین نگاہیں اس کے رسوم کو بیاختی ہیں سنی نثر سے تو قرآن کا مطالعہ بھی گمراہ کن ہوتا ہے (تفسیر ص ۱۳۴) پھر لکھتے ہیں: "اگر قرآنی تشریح کو اس طرح آزاد چھوڑ دیا جائے تو قرآن مجید بایضاح مغلط بن جائے گا کوئی یکہ سنی کرنے کا اور کوئی یکہ "اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہو گا کہ اللہ کو پہنچنے کا موقع ملے گا۔ اس اختلاف اور اللہ کے سدباب کے لئے ضروری ہے کہ قرآن مجید کے ہر لفظ کے ایک سنی مقرر ہوں" (تفسیر ص ۱۳۴) اس سے معلوم ہوا کہ قرآن سے گمراہی بھی مکمل سنی ہے اور اللہ بھی باپ سکا ہے اگر کوئی سنی مطالعہ اور غور و راء کی کرے لیکن خود بنی فرقہ اس بیماری کا مریض ہے۔ اللہ و رسول نے یہ واضح فرمایا تھا کہ کتاب و سنت میں فقیر کا قسم کھل احمد ہے۔ امت میں بھی ایک ایسا طبقہ ہے جس کے صواب پر دواجر اور خطا پر بھی ایک اجر ہے۔ اس لئے فقیر اور اس کے مقلد کو کوئی خطرہ نہیں ان کا وہی عمل چیتا مقبول ہے اور ایک اجر بھی جتنی ہے اور دوسرے اجر کے امیدوار ہیں یہی اصل وہ فقیر مراد ہو گا جس کا فقیر ہونا شرعی دلیل یعنی اجتماع امت سے ثابت اور رتہ وہی معاملہ ہو گا۔

برہمہ اوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آدھے شیوہ اہل نظر مبنی

قرآن پر نظر عنایت :

بانی فرقہ فرماتے ہیں : قرآن ہر لحاظ سے ایک عمل کتب ہے۔ یہ ایک خوش نما
جملہ تو ضرور ہے مگر حقیقت کچھ بھی نہیں۔ نہ نماز کا طریقہ اس میں ہے نہ کسی اور عمل
کا اور پھر وہ ہر لحاظ سے عمل ہے۔ یہ عجیب بات ہے (تفسیر ص ۳۲۹)

مزید فرماتے ہیں : "قرآن کا اسلام تو بڑا آسان ہے۔ دنیا مالک و مصلوہ اور ہوئی"
پاکیزگی اختیار کر لو زکوٰۃ ہو گئی، مصلوہ میں رواج خارج ہو جائے وضو سلامت رہے، تلخ
رنگ کی مٹھلیں کاٹ کر کوئی مہفت نہیں، ٹھون لیٹنے سے کوئی حرج نہیں، ہنس اور
شعرباز سے لطف اٹھانے کوئی مضائقہ نہیں، حجۃ خلد نکھو کوئی مہفت نہیں
(ایضاً ص ۳۳۲) قرآن پاک میں عزائیت کا درس ہے (ایضاً ص ۳۳۹) اب کون کافر کہہ
سکتا ہے کہ بانی فرقہ کافر قرآن کے اسلام سے غلط ہو گا بلکہ اس فرقہ کا ہر فرد اس اسلام
کی تلاش میں تو مسلم بنا ہے۔

یہ مسلمان ہیں کہ جنہیں دیکھ کر شرابیوں میں

حق جنتی دار رسید۔ مزید جوش میں آکر فرماتے ہیں : "قرآن پاک میں بھی ایسی
آیات پائی جاتی ہیں، جس سے بظاہر رسول اللہ ﷺ کی منزلت کو بڑا دھکا لگتا ہے" (ایضاً
ص ۳۳۲) اس آیت اور اس قسم کی دوسری آیات سے مترجہ ہو گا کہ رسول اللہ ﷺ
صلو اللہ علیہ وسلم گناہ کرتے۔ اس آیت سے ثابت ہو گا کہ رسول اللہ ﷺ صلو اللہ علیہ وسلم
الہیہ میں تبدیلی کر دیتے تھے اور وہ بھی محض اپنی پیرویوں کو خوش کرنے کے لئے۔

آیت بلا سے ثابت ہوا کہ اسلام خونریزی کو بہت پسند کرتا ہے۔ کیا ان آیات
سے دشمنان اسلام کو اسلام پر ہنسنے کا موقع نہیں ملتا؟ (ایضاً ص ۳۳۸)

مزید فرماتے ہیں : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : "لوگوں کے حساب کا وقت قریب آیا اور وہ
ابھی تک غفلت میں رہے ہو گئے ہیں" امر اس کر رہے ہیں "اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ
حساب کا وقت قریب آیا لیکن زمانہ شاہد ہے کہ تقریباً ایک ہزار چار سو سال گزر چکے،
وقت حساب ابھی تک نہیں آیا" یہ کیا قرب ہے (ص ۳۳۸)

قرآن پاک کی قطعیت پر تو قرآن کی آیات سے بھی چوٹ پرتی ہے (ص ۳۵۵)
مزید لکھتے ہیں : "وہ" مسلم رو بھی قرآن مجید کا انکار کر سکتے ہیں۔ وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم
اللہ تعالیٰ کو ایک مانتے ہیں۔ فرشتے پر حسب سلاطین پر اور رسولوں پر ایمان ہے لیکن یہ
قرآن وہ قرآن نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا، اس میں تحریف ہو چکی ہے اور
مسلمانوں کا تم طغیاس تحریف پر ایمان رکھتا ہے اور خود قرآن کی عبارت بھی اس پر شاہد
ہے۔ (ص ۳۶۹)

بانی فرقہ کی عبارت چھ کر سوائی دیکھ کر کہیں نہ اسے کہے گا :

کون کتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہوگی

یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

چندت شرعاً نہ کہیں نہ خوشی میں بھوم کر کے گا :

میاں میں دو تو مسخ لگاؤ

قدیں غزوہ زبان خوریاں رقص کساں

پادری قائد رکی روئے خوشی میں پکار رہی ہوگی :

"جو مجھ سے نہ ہو گا وہ تو نے کر دکھایا"

آواغی شامی غیر مسلم ہیں اور کالمین تحریف مسلم نہ قرآن قطعی ہے نہ نبی
ﷺ کی شان باقی۔ قرآن پاک بھی پکار رہا ہے :

"ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آہاں کیوں نہ ہو"

آواغی اذیکہاں ہرگز نہ عالم کہ پاسن ہرچہ کر د آں آشنا کر د

بانی فرقہ اور سنت :

حدیث کی جس قدر مستند کتابیں آج دنیا میں ملتی ہیں ان کے مولفین یا مؤلفین ہیں جیسے امام اعظم، حنفی ابو یوسف، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل وغیرہم رحمہم اللہ جن کو اپنی فرقہ شریعت سارے قرار دیتے ہیں اور شریعت ساری کفر و شرک ہے۔ ان پر قرآن کی اہل اور وہاں والی آیات فہم کرتے ہیں۔۔۔ ایک حدیث کے مولفین مقلدین ہیں جن کا ذکر طبقات حنفیہ، طبقات مالکیہ، طبقات شافعیہ اور طبقات حنبلیہ میں ملتا ہے، ان کو اپنی فرقہ شرک اور غیر مسلم کہتا ہے۔ ان غیر مسلموں کی جمع کردہ کتابیں وہ اپنی فرقہ کے نزدیک نہ لائق اہل حد ہیں نہ ہو سکتی ہیں اور مقدمہ مسلم کے حوالہ سے گزارش کہ اہل حد کے راوی اہل سنت ہیں جو اپنی فرقہ کے نزدیک غیر مسلم ہیں۔ اپنی فرقہ صرف ایک حدیث بھی پیش نہیں کر سکتا جس کی سند کے ہر راوی راوی کے بارہ میں یہ جرح نہ کرے کہ کمان لا یستھمد ولا یفیلد کہ وہ نہ جھوٹا نہ

تحقیق حدیث :

حدیث کی بحث میں ہمیں باتیں قتل تحقیق ہوتی ہیں :

(۱)۔ کہ اس کا نامی پاک مؤلف سے ثبوت ہے۔

(۲)۔ اس کا وجہ مطلب میں نے بھاری سراور مل ہے۔

(۳)۔ اس حدیث کا اگر کسی آیت یا دوسری حدیث یا عقل سے تضاد ہے تو اس کا حل تلاش کیا جائے اور یہ چیز کام پوریل ہوں نہ کہ بے دلیل۔ اپنی فرقہ کے نزدیک دلیل صرف قرآن اور حدیث ہے، یعنی اللہ کا فرما یا رسول اللہ کا بیان اس لئے اپنی فرقہ کا فرض تھا کہ وہ اس حدیث کو صحیح یا ضعیف وغیرہ کہتا نہ ہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرما نقل کرتا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور یہ ضعیف ہے۔ ہم میں سے میں اہل حد کو صحیح یا

ضعیف وغیرہ کہا ہے وہ اپنی رائے یا اجتہاد سے کہا ہے اور اپنی فرقہ کہتا ہے : "اسی مجلس کا اجتہاد و قیاس سے مُتَّبِعٌ مِنَ اللّٰہ ہے اور نہ وہ اصل دین ہے۔" اجتماع المسلمین اور اہل حدیث مس ۱۳ لیکن اپنی فرقہ ایک بھی حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے پر اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت پیش نہیں کر سکا امتیازوں نے وہ بھی مابعد غیر اقرون کے جن اہل حد کو اپنی رائے سے صحیح یا ضعیف کہا ہے اس کی اتنی حدیث قید کی ہے لیکن ہر کسی پوری عقلی سے کہتا ہے : "جماعت المسلمین الحمد للہ عقیدہ سے بالکل ہمارا ہے۔ ہماری کام کرتے ہیں، جو سنت سے جہالت ہیں ہمارے ہیں قیاس و رائے سے مسئلے نہیں بنے، الحمد للہ اللہ عقیدہ کا گزرا نہیں ہو سکا" (ایضاً ص ۷۱)۔ دوسرا قولم بردہ کے تو۔ اہی کہتے ہیں عقیدہ کے سند کی اہل حد میں ذہب کر بھی کہتا ہے عقیدہ کا گزرا نہیں ہوا۔ اس کے ہیں جہت امام شافعی رحمہ اللہ کی عقیدہ تو شرک ہے لیکن اس کے مقلدین ان محمود راوی وغیرہ کی عقیدہ فرس میں ہے۔ چھ بات ہے کہ تجربہ رسی تو شرک ہو اور حق تجربہ رسی پر ایمان ہو۔ حدیث کی تحقیق میں دوسری بحث اس کا مطلب سمجھنے کی ہے۔ صرف اس کا ثبوت کافی نہیں جب تک اس کا صحیح مطلب نہ سمجھا جائے۔ دیکھتے ہیں آیات قرآنی سے قولیٰ اجر اسے ثبوت اور وفات صحیح اللہ اہل قرآن انکار حدیث لفظ ہیں ان آیات کے ثبوت میں ذہب بحر شہ نہیں صرف اس کے مطلب میں اختلاف ہے۔ ہم میں نے صرف اپنی رائے سے بعض حدیثوں کو صحیح اور بعض کو ضعیف کہا ہے مگر دوسری دو باتوں کی تحقیق میں ہم میں نے اپنی رائے کا بھی دخل نہیں۔ ان ہر دو کی تحقیق فقہاء کے ذمہ رہی۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں : الفقه نعمة الحديث فقه حدیثی کا جمل ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : فقہاء ہیں یوں ہی فرمایا ہے اور وہ حدیث کے معانی زیادہ جانتے ہیں (ترمذی) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : رب حامل فقه غیر عقیدہ اپنی فرقہ فقہاء کو شریعت سارا کہتا ہے حالانکہ وہ مطلب حدیث میں خود راہی خود

شریت سازی کر رہا ہے۔ باقی کے دانت کھانے کے اور نہ کھانے کے اور کی مثل اس نے پوری کر دی۔ اس کا فرض تھا کہ جمل قرآن وحدیث کا مطلب سمجھنے میں امت میں اختلاف ہو وہ بدو برا راست خدا اور رسول ﷺ سے اپنے بیان کو مطلب کو جہت کر دے تو اس کے بس کی بات نہیں مگر وہ اپنی سمجھ کو بین خدا اور رسول ﷺ کی سمجھ جان ہے۔ وہ ساری امت کے واسطے میں کہتا ہے کہ اس سے خطائے صرف ہو سکتی ہے بلکہ خطا ہونی کا قائل ہے مگر اپنے فہم کو معصوم عن الخطا سمجھتا ہے۔ ہوائی سیدھی بات اسے سمجھ آئی اس کو بین خدا اور رسول ﷺ کہتا ہے۔ اگر کوئی اس کے نزدیک مطلب کو تسلیم نہ کرے۔ تو یہ نہیں کہتا کہ اس نے میری سمجھ اور میرے فہم کا انکار کیا بلکہ بلا تحجک یہ کہتا ہے کہ اس نے خدا اور رسول ﷺ کا انکار کیا اور اس کے بدعتی چلے بھی اس کی بات کے انکار کو خدا اور رسول ﷺ کا انکار کہتے ہیں۔ اسی طرح حدیث کی تحقیق میں تیسری بات رفع تعارض میں اس کا عجیب طریقہ ہے کہ ایک حدیث کا کلام زائد کر کے احادیث میں حقیقی تعارض پیدا کرتا ہے۔ پھر جتنی احادیث اس کے خلاف آتے ہیں ان سب احادیث کے احادیث ہونے کا انکاری انکار کرتا ہے۔

مثال سے وضاحت :

یہ حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ جو آپس کر نماز پڑھتے تھے۔ یہ حدیث اتواتر میں سے ہے۔ تقریباً چھین (۵۶) صحابہؓ نے اس کو روایت کیا ہے اور ایک غیر اتواتر حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ بغیر ہاتھوں کے بھی نماز پڑھتے تھے۔ یہ حدیث اگرچہ سند اتواتر نہیں مگر امت میں عملی تو اتواتر ہی حدیث ہے۔ اور ان حدیثوں میں کوئی حقیقی تعارض نہیں ہے۔ لیکن اگر پہلی حدیث کا زبردستی کریں کہ آپ ﷺ بیٹھ جاتے ہیں کر نماز پڑھتے تھے زندگی بھر میں ایسی بھی نماز ہوتے انہر کہ نہیں پڑھی۔ غرض جو کہ نماز پڑھتا ہے وہ بھی دلی نماز نہیں پڑھتا تو یہ نہ صرف نبی پاک ﷺ

بجوت ہے بلکہ ساتھ ہی دوسری حدیث کا انکار بھی ہے۔ اسی طرح آپ بعد تحریر رفع یدین کرتے تھے۔ آپ بعد تحریر۔ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ دو حدیثوں میں یہ عمل ہو چکی تھا فرض نہیں۔ لیکن سب کوئی یہ بجوت بولے کہ آنحضرت ﷺ بیٹھ بعد تحریر رفع یدین کرتے تھے۔ زندگی کی ایک نماز بھی بغیر رفع یدین کے نہیں پڑھی یہ نہ صرف آپ ﷺ پر بجوت ہے بلکہ اس بجوت کے بعد بہت سی احادیث کا انکار کرنا پڑتا ہے جو ترک رفع یدین کی ہیں۔ ہم پہلی فرقہ سے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ رفع یدین کرنے والا بجوت چھوڑ دے تو جیسے احادیث میں نہ تعارض نظر آئے گا۔ دوسرے پہلو کی احادیث کا انکار کرنا پڑے گا مگر وہ اس پر ضد کر رہا ہے کہ میں اس بجوت کو نہیں چھوڑوں گا۔ لہذا ہر اس حدیث کو جو میرے بجوت کے خلاف ہوگی اس کو بھونکوں گا مگر اپنے بجوت پڑھتا رہوں گا۔

احادیث کا پلو سٹ مار ٹم :

حدیث کے صحیح یا ضعیف ثابت کرنے کے لئے تو ضروری تھا کہ خدا یا رسول ﷺ سے ثبوت پیش کرنا مگر وہ تو اس کے بس کی بات نہیں۔ ۱۰۴۱۱ الرجال اور امتنیوں کی رائے پر عملی اصول حدیث کے استعمال میں بھی بڑی ضیانتیں کرتا ہے۔ زوائد ابانت پر حدیث کو بھونکتا ہے کہ اس میں انقطاع ہے۔ علائکہ اول تو یہ جرح ہی متعلق علیہ نہیں اور جو اس کو جرح ملتا ہے وہ بھی کہتے ہیں کہ یہ جرح صحاح و شواہد سے ختم ہوا ہے مگر یہ ظالم احادیث صحیحہ کو بھونکتے ہیں کسی اصول کا پابند نہیں۔ اس سے ایک ہی سوال کرتا ہوں کہ تابعین رحمہم اللہ سے تو اتواتر عن ہے کہ ان کے عمل شواہد اور صحاح کے بعد بھی حجت نہیں اور بخاری (۵۶۲۱) کی ہے سند غلیقات حجت ہیں۔ جرح و تعدیل میں تقسیم الاسلام میں زیادہ دو حدیثوں پر دیکھا ہے ان میں (۸۵۲) کی تخریب اور شرف الدین فیہر مقلد (۳۳۸) کی برقی اسلام

دونوں آپ کے نزدیک غیر مسلم ہیں۔ انا پر ایسا اندھا حکم ہے کہ پسا لوں صدی میں پہلی صدی کے راوی کو بدل کر ضعیف کہہ دیا ہے۔ بلا منہ بیان کر دیا ہے مگر اصل مسئلہ جو ثابت کرنے کے شوق میں آٹھ سو سال کا انقطاع نظر میں آگیا۔ دو سراچہ دہویں صدی میں پہلی صدی کے راویوں پر ہے دلیل اور بے سند جرح نقل کر دیا ہے اور تیسرا سو سال کا انقطاع نظر میں آگیا۔ غیر المتقدمین سے دشمنی کی اس سے بدترین مثال نہیں ملے گی۔ آپ کوئی آیت یا حدیث پیش تو کریں کہ آٹھ سو سال کا انقطاع قبول نہ کرنا اور سو سال کا قبول کرنا۔ تیسروں کا انقطاع قبول نہ کرنا اور تیس سو سال کا انقطاع قبول کرنا۔ ان فرض احادیث و رسول ﷺ کو جو کائنات میں اس شخص نے کلمے متکبرین سے صادر کو بھی نجا دکھا دیا ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ :

میں یہ عرض کر آیا ہوں کہ حدیث کی تحقیق میں جن باتوں کی ضرورت ہے ۱۱ ثبوت حدیث کی تحقیق۔ ۱۲ اہوال حدیث کی تحقیق ۱۳ وضع حدیث۔ یہ تین باتیں کتاب و سنت میں نہیں تھیں۔ اس لئے ہم امتیاز کے محتاج ہیں۔ محمد بن وحیم اللہ نے صرف پہلی بات پر اپنی رائے زنی کی ہے۔ پہلی فتاویٰ و مجتہدین رحمہم اللہ نے تین باتوں کی عمل تحقیق فرما کر اس کا نچوڑ چل عمل مسئلہ کی صورت میں پیش کیا ہے۔ حضرت علامہ رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث کے موافق جو بات کتب و سنت میں ملے اس میں احتکام فیصلہ ہو گا۔ اس لئے ان تین باتوں کے لئے ہم امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید کرتے ہیں اور مسودی فرقہ والے مسود جیسے ان پر مدعی ہیں۔ ان اہوال میں کتنا فرق ہے۔ اس بارہ میں خود اپنی فرقہ کا اعتراف حق پر نہ کیجئے۔ ایک شخص نے اسے خدا کلمہ میں منسلک خدا خلقی ہوں قرآن مجید سنت رسول ﷺ اور مسک صحابہ کرام کے بعد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی اتباع کرتا ہوں اور خلقی کلمات ہوں۔ بظنا

حقانی مطہرین ہوں لیکن حق بنو کا جزو ایمان نہیں سمجھتا اور ان کی اتباع اس لئے کرتا ہوں کہ انہوں نے قرآن و حدیث کو خوب سمجھا۔ بدھشوں کو سمجھتا اور پانچواں بڑی قابلیت کا ہم ہے انہوں نے قرآن و حدیث کو خوب سمجھا اور ہم کو نہایت آسان طریقہ سے سمجھایا۔ جس پر آج ایک ہزار سال سے زائد زمانہ سے لوگ ان کی اتباع کرتے چلے آ رہے ہیں۔ نہ صرف کراچی اور سہیل بلکہ ساری دنیا میں ان کی اتباع کی جاتی ہے اور اللہ اللہ قیامت تک کرتے رہیں گے۔ آپ اندازہ لگائیے کہ ان ایک ہزار برسوں میں کیسے کیسے زبردست محدث کمال ترین علامہ کرام "عابد" "زاهد" "مجتہد" امام الفکر گزرے ہیں جو ان کے عقیدہ ہوئے اور ان کا اتباع کرتے تھے۔ امام صاحب رحمہ اللہ کا شمار تابعین میں قلد امام صاحب کی مبارک آنکھوں نے صحابہ کرام کو دیکھا۔

خود کیجئے امام صاحب رحمہ اللہ کا ترجمہ کتنا بڑا ہے۔ بڑے بڑے امام وقت آپ کے شاگرد گزرے ہیں۔ آج ان کے مقابلے میں اگر اپنی عقل کو کوئی ترجیح دے اور ان کو برا بھلا کہہ کر جہلاء میں اپنا مقام حاصل کرنا چاہے تو یہ اس کی خود مرضی اور بوائی بلکہ جرات ہے۔ (خلاصہ تلاش حق ص ۵۱) چالیں فرقہ اس کے جواب میں کہتے ہیں: "میں ان تمام فضائل کو تسلیم کرتا ہوں جو آپ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق بیان کئے ہیں۔ میں کسی چیز میں ایسے کو ان کا ہم پلا تو کوان کی خاک پا کے برابر بھی نہیں سمجھتا" (خلاصہ تلاش حق ص ۲۲) مسودی فرقہ خود کرے کہ جو لوگ امام اعظم رحمہ اللہ کی تقلید و رہنمائی میں کتب و سنت پر عمل کریں ان کو تو آپ مشرک اور غیر مسلم کہتے ہیں اور آپ کا امام جو ہمارے امام کی خاک پا کے برابر بھی نہیں اس کی تقلید کو فرض ملا جاتا ہے۔

قیام مشرکیوں نہ ہو کہ اک پھڑی عجمی
کرے ہے حضور بلبل ہستان نواسنجی

فرقہ جماعت المسلمین

تحقیق کے آئینہ میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لحمده و نصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد :

برادرانِ اسلام! اسلام میں فرقہ بندی کی ابتداء اس ملک میں دورِ برطانیہ میں شروع ہوئی۔ عوام میں دین کے بارے میں فانی آوارگی اور مکی ہے اور مدنی پیدا کی گئی۔ اس فانی آوارگی کے نتیجہ میں نت نئے فرقے پیدا ہو کر نئے پھیلا رہے ہیں۔ اُن فرقوں میں ۱۳۹۹ھ میں ایک فرقہ غیر مقلدین سے پیدا ہوا، جو مسودا صاحب کو امام مقرر فرما دیا جاتا ہے۔ کچھ لوگ اُس کے امام میں جھن گئے، کیونکہ وہ قرآن و حدیث کے نام سے دھوکا دیتا ہے۔ اس فرقہ کی طرف حضرت شیخ الحدیث و الشیخ مولانا مفتی محمد زبیدی خان صاحب جتیم حامد مریدِ اہلِ علم مکمل اقبال خیر کراچی نے بار بار توجہ دلائی۔ لیکن بعض دیگر مسرور فئات کی بنا پر کچھ گھٹے کی فوجت نہ آئی، سو ۱۴۰۳ھ جب ۱۴۰۳ھ کو حضرت موصوف الہیہ الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ناؤن کراچی حضرت اقدس سولہ اذکار صاحب اللہ علیہ السلام صاحب دامنِ صلح کی ساجزادی کی شادی کی تقریب میں تشریف لائے اور غریب خان پر بھی قدم بوجھ فرمایا تو ہمارا فرمایا کہ اس نئے فرقہ کے بارے میں مختصری قرعہ ضرور لکھا چاہیے۔ چنانچہ چند گھنٹوں میں یہ مختصری قرعہ لکھی ہے۔

گرچہ اُللہ سے عذر و ثقیل

نصفہ محمد امین مسعود غفرلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
لحمده و نصلی علی رسولہ الکریم۔

امابعد۔ برادرانِ اسلام! ایک تاریخی حقیقت ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں اسلام لانے اور اسلام پھیلانے کا سوا صرف اور صرف اہل سنت والجماعت کے مرہبے۔ اُنھوں نے کافروں نے ان کی دعوت پر اسلام قبول کیا۔ وہ بھی اہل سنت مسلمان ہی کہلاتے اور تفریق بنائیکہ ہزار سال اس ملک میں اسلامی حکومت قائم رہی اور کتابِ ا سنت پر مبنی فقہِ حنفی اس ملک کا قانون رہا۔

اس کے بعد انگریز حکومت یہاں قائم ہوئی۔ یہاں کے سب مسلمان ایک مذہبِ حنفی کے پابند تھے۔ نہ یہاں اختلاف تھا نہ فرقہ پرستی کا نشان تھا۔ ملک و کنواریہ نے مسلمانوں کے اس اتفاق و اتحاد کی فضا کو ختم کرنے کے لئے آزادی مذہب (تخلید سے آزادی) کا اشتہار دیا جو کنواریہ کی سوار ہو گئی کے مروجہ پر تقسیم کیا گیا۔

حکومتِ برطانیہ کی خوشنودی کے لئے کچھ لوگ پابندی مذہبِ حنفی سے آزاد ہو کر غیر مقلدین بن گئے۔ چنانچہ لوہاں صدیق حسن خان غیر مقلد تھے ہیں۔ فرمانروایانِ بھوپال کو پیشہ آزادی مذہب (غیر مقلدیت) میں کوشش رہی ہے جو خاص مشائخ گورنمنٹ انڈیا کا ہے۔

دولتِ عالیہ برٹش نے اس معاملہ میں قدیماً جدیداً ہر جگہ انصاف پر نظر رکھی ہے۔ کسی جگہ تجر و تہمت و افتراء کا ردوائی خلاف واقعہ نہیں فرمائی بلکہ اشتہارِ آزادی مذہب جاری کئے (تو یہاں وہاں یہ مفسد) مزید لکھتے ہیں "اگر کوئی بد خواہ وہ اندیش سلطنت برٹش کا ہوا تو وہی شخص ہوگا جو آزادی مذہب (غیر مقلدیت) کو ناپسند کرتا ہے اور ایک خاص مذہب (حنفی) پر جو باپ داداں سے چلا آ رہا ہے، جما ہوا ہے (ایسا صحیح) ایک اور مقام پر

آپ لکھتے ہیں: "یہ آزادی مذہب ہماری مذہب جدیدہ (مکملی شافعی وغیرہ) سے عین مراد قانون انگلیشیہ ہے۔ (ایضاً ص ۲۰۸) پھر لکھتے ہیں "یہ لوگ (خیر مقلد) اپنے دین میں وہی آزادی کرتے ہیں جس کا اشتہار بار بار انگریزی سرکار سے جاری ہوا ہے خصوصاً دربار دہلی سے جو سب درباروں کا سردار ہے۔ جو رسائی و مسائل روٹھکھ دیوہ مذہب میں ایک تک تالیف ہوئے ہیں۔ وہ شبہ بدل ہیں۔ اس بات پر کہ دہلی اس طریقہ کے قیود مذہب خاص سے آزاد ہیں اور جس قدر مسائل بمقابلہ ان مسائل کے طرف سے مقلد ان مذہب کے لکھے گئے ہیں وہ سب بہ آواز بلند نکالتے ہیں کہ ہم مذہب خاص کے متبع و مقلد ہیں۔ ہم پر بھی وہی قلاں و قلاں فرض وہاں وہاں ہے۔ آزادی مذہب سے کچھ واسطہ نہیں۔ یہ آزادی سرکار پر نہیں کو یا ان کو جو اس حکومت میں اعلیٰ درجہ کی آزادی مذہب خاص کا کرتے ہیں مبارک رہے۔ اب اصل کرنا چاہئے کہ دشمن سرکار (انگریزی) کا وہ ہوگا جو کسی قیود (مذہب حنفی) میں امیر ہے یا آزاد (خیر مقلد) ہے (ایضاً ص ۲۲۲)

اور حنفیوں کے بارہ میں لکھا ہے "یہ چاہتے ہیں کہ وہی تعصب مذہبی و تکیہ نفسی اور مسند اور جہالت آبائی جو ان میں چلی آئی ہے قائم رہے اور جو آسائش و رعایا ہند کو بھیہ آزادی مذہب کو گورنمنٹ نے عطا کی ہے وہ اٹھ جائے اور ان عالم باقی نہ رہے۔ سارے مسلمان ایک مذہب خاص کے پابند ہو کر خوب اپنا تعصب گورنمنٹ سے ظاہر کریں اور جب موقع پائی مشکل زمانہ قدر کے فساد برپا کریں۔ (ایضاً صفحہ ۵۶) بمقابلہ گورنمنٹ ہند فرقہ موحدین کو اختیار اٹھانا خلاف ایمان و اسلام کے ہیں۔ (ایضاً صفحہ ۱۶)

خلاصہ یہ لکھا کہ انگریز سے پہلے پاک و ہند کے کئی مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد تھا۔ سب مذہب حنفی کے پابند تھے۔ نہ کوئی تفرقہ فتنہ اختلاف۔ اس لئے غلغلہ تھا کہ اگر یہ لوگ اسی طرح متحد رہے تو یہ اگر گورنمنٹ کے خلاف جہاد پر نکلے رہیں گے اور حکومت برطانیہ خاک میں مل جائے گی۔ چنانچہ مسلمانوں کے اتحاد کو ختم کرنے کے

لئے گورنمنٹ برطانیہ نے آزادی مذہب کا اشتہار دیا جو لوگ اس اشتہار کی وجہ سے حنفی مذہب چھوڑ کر غیر مقلد بن گئے وہ سرکار برطانیہ کے فرمانبردار سمجھے گئے۔ انہوں نے بھی انگریز کے خلاف جہاد کو خلاف ایمان و اسلام بان لیا۔ لیکن جن لوگوں نے اس اشتہار پر عمل نہ کیا اور مش سابقہ کئی مسلمان رہے ان کو تعصب، مہذبی، سرکار برطانیہ کا دشمن کہا گیا۔ ان کے جہاد کو خدا اور خدا کا نام دیا گیا۔ اس عقیدہ امام اعظمؒ کے چھوڑنے کا سبب کوئی آیت قرآنی یا حدیث نبوی نہیں تھی۔ صرف ملکہ و کنویر کا اشتہار اس کی دلیل تھا۔

جب مذہب سے آزادی اختیار کر کے لوگ خضر بے مہار بن گئے پھر کیا تھا اتحاد پارہ پارہ ہو گیا اور ہر روز نئے نئے اختلافات اور نئے نئے فرقے بننے لگے۔ مولانا عبداللہ خان پوری فرماتے ہیں کہ "انگریزی فرقہ (جو معجزات و کرامات کے منکر ہیں) قادیانی فرقہ (جو ختم نبوت و حیات تک علیہ السلام کا منکر اور مرزا قادیانی کو نبی مانتا ہے) پیکر الہی فرقہ (جو منکرین سنت ہیں ان اہل حدیثوں) (خیر مقلدین ہی سے نکلے) (مخلص کتاب التوحید والذم ص ۱۰۲)

خود اہل حدیث کہلاتے والوں میں کچھ لوگ الگ فرقیوں میں ہیں امام جماعت فرما دہلی حدیث ان کی تفصیل یوں بیان فرماتے ہیں:

(۱) جماعت قریباہ اہل حدیث ۱۳۱۳ھ

(۲) کانفرنس اہل حدیث ۱۳۲۸ھ

(۳) امیر شریعت موہ بہار ۱۳۳۵ھ

(۴) فرقہ حنفیہ ۱۹۳۸ھ

(۵) فرقہ حنفیہ عطایہ ۱۹۳۹-۳۹ھ

(۶) فرقہ شریعتیہ ۱۳۳۵ھ

(۷) فرقہ فزونیہ ۱۳۵۳ھ (۸) جمعیت اہل حدیث ۱۳۷۰ھ

(۹) انتخاب مولانا ابی الدین ۱۳۷۵ھ (غلبہ امارت صفحہ ۲۶)

یعنی صرف ۶۵ سال میں یہ فرقہ ۹ فرقوں میں بٹ گیا۔ ان کا عجیب انداز ہے۔ وہ فرقہ بندی کے خلاف کہتے ہیں۔ لیکن نت نئے فرقے بناتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ اللہ نے اختلاف ڈالا۔ حالانکہ اس ملک میں سب مٹتی تھے یہاں شافعی، مالکی، حنبلی اختلاف کا وجود ہی نہ تھا۔ اس ملک میں غیر موجود اختلاف کی برائیاں جان کر تے اور خود اس ملک میں نئے نئے اختلاف پیدا کرتے، پرہیزگار مہارک غیر مقلد شاکر مولوی، علامہ فیض جہاد، یونیورسٹی فیلو لکھتے ہیں۔ "جماعت خرابہ اہل حدیث کی بنیاد صرف محدثین کی مخالفت کے مقصد کے لئے رکھی گئی۔ صرف یہی مقصد نہیں بلکہ تحریک جمہوریت یعنی سید احمد شہیدؒ کی تحریک کی مخالفت کر کے انگریزوں کو خوش کرنے کا مقصد پیدائش تھا" (علامہ اذہار، انگریز ایک جمہوریت صفحہ ۲۸) ان مسرعات سے بات دہر دہن کی طرح واضح ہو چکی کہ پاک و ہند میں مسلمانوں میں اختلاف و اختلاف کا باعث غیر مقلدیت ہی تھی۔ فرقہ بندی اور نت نئے اختلافات ترک ختم کر دہشت کے ہی پکڑے ہیں۔ البتہ ان ساری باتوں کو مکمل بالحدیث کے پردہ کے نیچے چھپا کر بائیس کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور کی مثال کو ہار دیا جاتا ہے۔ فرقہ و فرقہ اور فرقہ مسود یہ یہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ ملکہ وکٹوریہ کے اسٹارڈم ہب آزادی کی چارہ فرقہ غیر مقلدین پیدا ہوا جس کا مضمون یہ تھا۔ "انگریز سے جہاد تمام مسلمانوں میں تفریق بازی، اختلاف و انتشار پھیلا دھڑل۔

اس فرقہ سے ایک اور فرقہ پیدا ہوا جس کا نام "خرابہ اہل حدیث" تھا اس کا مقصد بھی آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس فرقہ میں ایک شخص مسودہ دہائی تھا، جس نے اہل حدیث ہوتے ہوئے کتاب "حاشیہ حق" لکھی، جسے جماعت اہل حدیث کو اپنی نے شائع کیا۔ ایک رسالہ تحقیق فی جواب اہل تقلید لکھا۔ اسے بھی جماعت خرابہ اہل حدیث نے شائع کیا۔ مسودہ اور اگرچہ عالم نہیں ہے مگر جماعت اہل حدیث نے اس کی بہت عزت افزائی کی۔ مثل مشہور ہے کہ خرباز سے کو کچھ کر خربوزہ رنگ پکارتا ہے۔ یہی امت

خرابہ اہل حدیث میں سلسلہ امارت تھا۔ مسودہ صاحب کا دل بھی امیر بننے کے لئے بکھڑائیاں لینے کا لیکن فرقہ خرابہ اہل حدیث میں رہے ہوئے یہ شوق پورا ہوا۔ حال تھا۔ اس لئے انہوں نے فرقہ اہل حدیث میں ایک مٹنی شاخ بنائی۔ اس فرقہ کا نام جماعت المسلمین رکھا۔ تقریباً اسی سال فرقہ مٹنی شاخ کی حیثیت سے رکھا۔ اس کے ارادہ سے پہلے کہ ۱۹۶۹ء میں جماعت خرابہ اہل حدیث سے ہجرت فرما کر اس فرقہ اور فرقہ و فرقہ کو جماعت المسلمین کہنے کا خود امیر بن گیا اور امیر کی جماعت کے نام سے رسالہ لکھ کر ثابت کر دیا کہ مسودہ امیر کی جماعت فرض ہے۔ البتہ ابھی فرقہ کی کہ جماعت خرابہ اہل حدیث کے امیر یہ کہتے تھے کہ جو میری جماعت نہ کرے وہ اہل حدیث نہیں۔ انہوں نے یہ چارہ دیا کہ جو مسودہ کو نام نہ مانے جس کی جماعت فرض ہے وہ سرے سے مسلم ہی نہیں۔ اسلامی اصطلاحات کے مفہوم بدلنے کی مطلق تو اہل حدیث ہوتے ہوئے ہی انہوں نے کر لی تھی۔ اس بعض الفاظ کا مضمون بدلنے سے رو کیا تھا وہ جو صاحب پورا کر لیا۔ اس نے سب سے پہلے اسلام اور مسلم کا مضمون بدلا۔

مسلم کا معنی:

مسودہ امیر صاحب نے حاشیہ حق نامی کتاب میں جو اہل حدیث ہوتے ہوئے لکھی۔ اگرچہ وہ اب اہل حدیث کو غیر مسلم کہتے ہیں مگر اس کتاب کو آپ نے کاف جہانت کر کے شرف بہ اسلام فرمایا۔ ختم و خیرہ کرنے کے بعد اس کا نام خلاصہ حاشیہ حق رکھا اس میں آپ فرماتے ہیں "فرض ہے کہ مسلمان یعنی کسی امام کی تقلید نہ کرنے والے ہمیشہ رہے ہیں۔" (خلاصہ حاشیہ حق صفحہ ۱۴) اس کتاب میں ہے کہ ایک شخص نے مسودہ صاحب کو لکھا "تم کلمہ پڑھتے ہیں، بقولہ کی طرف منہ کرتے ہیں۔ حج کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ خدا کی توحید پر ایمان ہے۔ رسالت پر بھی ایمان ہے۔ مگر کلمہ جزم میں آپ ہم کو اسلام سے خارج کرتے ہیں حالانکہ تقلید

کرتے ہوئے بھی ہم ان ساری باتوں کے کاٹل ہیں اور ایمان کامل رکھتے ہیں اور ہم تقلید ہی لئے کرتے ہیں کہ ایمان سلامت رہے۔ کوئی شخص ہمارے ایمان پر ڈاکہ نہ ڈال سکے۔ (ایضاً صفحہ ۱۱۸-۱۱۷)

مسعود صاحب جواب میں لکھتے ہیں "خدا کی وعدہ انیت پر ایمان رکھنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کے باوجود بھی آپ مسلم نہیں، اس لئے کہ آپ شرک کرنے کے، مرکب ہیں۔ کیونکہ آپ نے تقلید کو داخل فی الدین کیا ہے اس کو واجب قرار دیا ہے۔ اس لئے آپ شرک کے مرکب ہوئے (ظاہر حاشا حق - مطبوعہ ۱۳۲۰-۱۳۱۹) مزید لکھتے ہیں۔ سوال مرقوم بالا میں جو باتیں وارد ہوئی ہیں ان سب باتوں پر بریلویوں، مرزا انیسویں، رافضیوں، و دیگرین حدیث اور جملہ فرقہ باطلہ کا اتفاق ہے تو کیا وہ مسلم ہیں؟ (صفحہ ۱۳۲)

مسعود صاحب نے ان تمام مشرین، محدثین، صالحین اسلام کو مرزا انیسویں جیسا غیر مسلم بنادیا جن کا ذکر طبقات حنیفہ، طبقات مالکیہ، طبقات حنفیہ اور طبقات حنبلیہ میں آتا ہے۔ ان میں امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد، امام نسائی، امام ترمذی، امام ابن ماجہ، امام دارقطنی، امام بیہقی، صاحب مشکوٰۃ، حافظ ابن حجر و غیرہ شامل ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسعود صاحب تک قرآن پہنچانے والے، شرک، حدیث منکر کرنے والے، مشرک، اسماء، اہل چال لکھنے والے غیر مسلم، مسعود صاحب قرآن پاک کی صرف ایک آیت اور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک حدیث ایسی سند سے پیش کر دے جس کے راویوں نے آخر کی تقلید کرنے والوں کو شرک اور غیر مسلم کہا ہو۔ مسعود احمد نے اپنی کتاب میں ان غیر مسلموں کے حوالوں سے لکھی ہیں۔ مسعود صاحب غیرت کسی چیز کا نام ہے یا نہیں؟ ہمیں کوئی یہودی بھی ایسا نہیں ملا جس نے اپنی عبادت کا طریقہ غیر یہودیوں یعنی ہندوؤں وغیرہ کے حوالوں سے لکھا ہو۔ لیکن آپ کا سارا دین ہی غیر مسلموں کے حوالوں سے بنتی ہے۔

الغرض مسعود احمد نے مسلمین کا مطلب غیر مقلدین کیا ہے اس لئے مسعود کی جماعت المسلمین کا مطلب جماعت غیر مقلدین ہے اور یہ فرقہ چونکہ مسعود احمد کی جماعت کو فرض مانتا ہے اس لئے اس کا نام مسعودی فرقہ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث میں جہاں لفظ مسلمین آیا ہے اس سے یہ فرقہ ہرگز مراد نہیں، جیسے قرآن میں لفظ ربوہ سے مرزا انیسویں کا شہر ہرگز مراد نہیں۔ قرآن پاک کے حزب اللہ سے مسعود احمد صاحب اپنے حریف مسعود الدین کی جماعت مراد نہیں لینے۔ تو مسلمین سے اپنا فرقہ کیسے مراد لے کر قرآن پر بھوت ہوتے ہیں جب کہ یہ فرقہ ایسی عمر بروج کو بھی نہیں پہنچا۔

جب مسعود صاحب قرآن میں لفظ سنت سے مراد اہل سنت نہیں لینے قرآن میں لفظ حدیث سے اہل حدیث مراد نہیں لینے بلکہ انہیں کہتے ہیں کہ اہل حدیث مرکب اضافی ہے اور حدیث کا لفظ مفرد ہے اس سے اہل حدیث مرکب کا ثبوت کیسے ہوا۔ مسعود صاحب کا حافظ بہت کمزور ہے اس لئے وہ یہاں بھول گئے کہ جماعت المسلمین مرکب ہے۔ قرآن نے مسلمین بتایا تھا۔ مسعود نے قرآن کے خلاف اپنے فرقہ کا نام جماعت المسلمین رکھ لیا۔ جماعت المسلمین یعنی جماعت غیر مقلدین اور مسعودی فرقہ قرآن وحدیث میں کہیں بھی نہیں آیا۔ یہ لوگ رات دن قرآن وحدیث پر بھوت ہوتے ہیں۔

بھوت پر بھوت۔ کسی بھوکے سے کسی نے یہ چھوٹا دواور دوتکئے؟ اس نے کہا چارہ ٹیلاں۔ اس نے دو ٹیلاں مراد لے لی تھیں۔ اسی طرح اس فرقے کو جہاں مسلم کا لفظ نظر آئے اس سے مسعودی فرقہ مراد لیتا ہے۔ یہ تو قرآن وحدیث پر بھوت ہے، اور سب اہل اسلام پر بھوت ہوا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے نام کو چھوڑ کر فرقہ دارانہ ناموں سے اپنے آپ کو موسوم کیا۔ (مطبوعہ ۳) کتاب بڑا بھوت ہے۔ مسعود صاحب پہلے اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے تھے اب انہوں نے یہ نام چھوڑ دیا ہے، کیا گئی تھی خفی نے گئی یہ کہا کہ ہم مسلمان نہیں ہیں۔ ان کے بارہ میں یہ بھوت کیوں لکھا

کہ انہوں نے نام چھوڑ دیا۔ وہ ان تمام آیات اور احادیث پر ایمان رکھتے ہیں جن میں مسلمانوں کا ذکر ہے اور مسلمان کہلاتے ہیں۔

دعوة المسلمين:

مسعودی ہائی فرق بخاری مطبوعہ ۱۳۳۱ کی حدیث سے بھی مراد دیتا ہے۔ جس میں حافظ عمر بن قسطلانی کی دعائیں شامل ہونے کا حکم ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ بخاری میں اسی مطبوعہ پر اس سے صرف پانچ سطور پر دعوتِ المومنین کا لفظ ہے اور بخاری (صفحہ ۱) پر بھی مومنین کا لفظ ہے۔ اس حدیث سے جماعت غیر متقدمین مسعودی فرق مراد لینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے۔

حکیم جماعتِ المسلمین: پانی فرق مسعودی اس حدیث میں امام سے اپنا نام نہ مراد لیتا ہے، جیسے مرزا جادو پانی قرآن میں لفظ یحییٰ سے اپنے آپ کو مراد لیتا ہے۔ مراد یہ حدیث میں امام سے مراد غلط ہے جیسا کہ خود حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مراد آگیا ہے (دیکھو اردو مطبوعہ ۱۳۵۸ ج ۲) اور بخاری سے مسعودی کا لفظ تو کیا ملتا ۱۱ ایک غیر مسلم حکومت کے ماتحت تھائی کی زندگی بسر کر رہا ہے اور جماعتِ المسلمین سے کسی مسلمان مراد ہے کیونکہ مسلم صفحہ ۱۷ ج ۲ پر اس جماعت کے اہلکار کے بارہ میں مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لا یفسدوں لیسٹی فرمایا ہے جب وہ غیر مسی ہیں تو جماعتِ المسلمین سے مراد کسی مسلمان ہیں مگر پانی فرق یہ لفظ جس میں ملت کا ذکر ملتا ہے ہرگز نقل نہیں کرتا۔ اس حدیث سے اپنا فرق مراد لینا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر مزین جھوٹ ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اس حدیث میں جس لفظ کا ذکر ہے وہ بالکل قریب قیامت کا زمانہ ہے۔ اردو اردو مطبوعہ ۱۳۵۸ ج ۲ پر مزین حدیث موجود ہے کہ گھوڑی حاملہ ہوئی تھیں اس کے اچھینے سے پہلے قیامت آجائے گی۔ کیا واقعی یہ وہ زمانہ ہے۔ مسعودی صاحب

قرآن کے تو یہودی کی دعوت مانی ہے۔ بحر فہم الکلم عن مواضع وہ ان کو اپنے موقع سے ہٹا کر بے موقع استعمال کرتے ہیں۔ آپ نے قرآنی آیات اور احادیث کو بے موقع استعمال کر کے یہودی یاد تازہ کر دی ہے۔

اگر آپ کو بھی شوق ہے کہ آپ کے اس لورڈشپ فرقے کا ذکر کسی حدیث میں مل جائے تو اس کے لئے مناسب ترین حدیث ہے ہوشک ان سیاسی علمی انسان زمانہ لا یلعی من الاسلام الاسلام یعنی ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں میں صرف اسلام کا نام باقی رہ جائے گا۔ (جیسا کہ مسعودی فرق کا عنوان جماعتِ المسلمین ہے۔ مگر اسلام، امتیاز کا نشان تک مفقود ہے) ان کے پاس قرآن کے صرف الفاظ ہوں گے اس سے استنباط احکام کی اہلیت سے بالکل گورے ہوں گے، ان کی مساجد اگرچہ آباد ہوں گی مگر وہ عبادت کا مرکز نہیں ہوں گی، ان کے علماء زمین کے رہنے والوں میں سب سے شر ہوں گے۔ (کیونکہ باقی شر دنیا میں شرارتیں کرتے ہیں اور مسجد سے باہر شرارتیں کرتے ہیں مگر ان کی شرارتوں کے اسے ان کی مساجد ہوں کی بدولت وہ دنیا میں شرارتیں اور ختم ہو جاتیں گے، وہ ان فتوں کے ہانی بھی ہوں گے اور ان فتوں کے سرپرست بھی ہوں گے۔) (شعب الایمان جلد ۱ بحوالہ مراد مطبوعہ ۱۳۳۱ ج ۱) دیکھئے یہ بات مشہور میں آچکی ہے کہ آپ کی مسجد سے ان پر نہ لورہ ان لعل کر رہا وخر بر دازہ ہر دکان پر اور ہر جس میں قند بچھلاتے ہیں اور مسلمانوں کو کافر مشرک کہتے ہیں۔ ساتھ ساتھ ایسی بات کہ کامی ہر پارہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہم عالم نہیں ہیں۔ مگر ساتھ یہ بھی جھوٹ دیتے ہیں کہ ہم قرآن و حدیث پر بھی عمل کرتے ہیں جب ہم ان کے سامنے قرآن و حدیث دیکھتے ہیں کہ اس سے صرف ایک رنگت کی مکمل تزیین اور مسائل دکھا دو تو صبر حکیم یعنی لہجہ لا یوحسون کا جسم صدق انھوں کے سامنے چمک جائے۔

آیت جس کے ذریعہ قرآن پاک وہ بندہ میں آیا، اہل سنت والجماعت حقیقی تھے ہم ان کو مسلمان کہتے ہیں تو گویا ہمیں یہ قرآن مسلمانوں کے ذریعہ سے ملا۔ بانی فرقہ اُن کو مشرک اور کافر قرار دیتا ہے تو اُن کو یہ قرآن مشرکوں اور کافروں کے ذریعہ ملا۔ وہ ان مشرکین اور کفار پر اصرار کیسے کر سکتے ہیں وہ کوئی ایسا قرآن لائیں جو غیر مقلدین کی سند احترام سے ان کو ملا ہو۔ یہ بھی مشاہدہ ہے کہ اُس فرقہ کے اکثر لوگ قرآن پاک کی بے غور و عادت بھی سمجھ لیں کر سکتے۔ بانی فرقہ کا مسجود قرآن کے بارے میں اعتقاد یہ ہے وہ لکھتا ہے کہ "قرآن ہر لحاظ سے ایک مکمل کتاب ہے، یہ ایک خوش فہم جملہ تو مشرک ہے مگر حقیقت کچھ بھی نہیں۔ نہ نماز کا طریقہ اس میں ہے نہ کسی اور عمل کا اور پھر وہ ہر لحاظ سے مکمل ہے یہ عجیب بات ہے" ("تفسیر الاسلام" ص ۲۶۶)

"قرآن کا اسلام تو بڑا آسان ہے دلائل و آیتوں کو ملحوظ رکھ کر، پاکیزگی اختیار کر لو تو کوہِ ادا ہو جی۔ صلوة میں روح خارج ہو جائے تو مسامحت رہے، باقی دھبہ کی مٹائیں قائم کرو کوئی مسامحت نہیں، نون لکھنے سے لچکی لو کوئی حرج نہیں، جوش اور طعنے سے لطف اُٹھاؤ کوئی مضائقہ نہیں، قرآن کلمہ کوئی مسامحت نہیں" ("ایسا" ص ۲۳۲) "قرآن پاک میں عریاضیت کا درس ہے" ("ص ۲۳۶-۲۳۷) "قرآن میں بھی ایسی آیات پائی جاتی ہیں۔ جن سے اظہارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزلت کو بڑا ارتکا لگتا ہے" ("ص ۲۳۸، ۲۳۹) کیا ان آیات سے دشمنانِ اسلام کو اسلام پر ہنسنے کا موقع نہیں ملتا؟ ("ص ۲۳۸) "قرآن کی تعلیم پر تو قرآن کی آیات سے بھی بیٹ پڑتی ہے۔ سنیہ رحمہ پر کاش وغیرہ کوئی ملاحظہ ہو" ("ص ۲۵۵) "وہ مسلم رو کر بھی قرآن کا انکار کر سکتے ہیں۔۔۔ مسلمانوں کا ایک حق غیر خریف پر ایمان رکھنا ہے" ("تفسیر الاسلام" ص ۲۶۶) معلوم ہوا کہ یہ سودی فرقہ کے امام مغرض اہلحد کے نزدیک قرآن نہ مکمل ہے نہ قطعی ہے۔ قرآن دشمنانِ اسلام پر ہنسنے کا موقع دیتا ہے۔ قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزلت کو بڑا ارتکا لگاتا ہے۔ قرآن عریاضیت کا درس دیتا ہے۔

ہاں، دھبہ، جوش، طعنے اور بلیک کو لے کر منع نہیں کرتا قرآن کی تحریف کا قائل کسی مسلم ہے، قرآن کا انکار کر کے بھی انسان مسلم رہتا ہے، غیر مسلم تو صرف اُن کی تقلید سے ہوتا ہے۔

سودی فرقہ اور حدیث:

حدیث کی جس قدر سند نکالیں آج دنیا میں ملتی ہیں ان کے مؤلفین یا ترجمہ کنندہ ہیں جن کو بانی فرقہ شریعت ساز قرار دیتا ہے اور شریعت سازی مشرک و مکرم ہے، ان پر قرآنی آیات اہلِ اہواز و نہمان والی نکتہ کرتا ہے و یا کتب حدیث کے مؤلفین مقلدین ہیں جن کا ذکر طبقات خلیفہ، طبقات مالک، طبقات شافعیہ اور طبقات حنابلہ میں ہے جن کو بانی فرقہ مشرک اور غیر مسلم کہتا ہے۔ اس لئے ان کتابوں سے تو اُن کا کوئی حقیقی نہیں، وہ کوئی ایسی حدیث کی کتاب پیش کریں جس میں حدیث مجتہدین، شریعت ساز اور ان کے مقلدین کو مشرک اور غیر مسلم کہا ہو اور جہادی کتب حدیث کا مطالعہ بھی اُس نے بہت سلی لکھ کر کیا ہے وہ خود لکھتا ہے "سلی لکھ کر سے حدیث کا مطالعہ غلط فہمی اور گمراہی میں جگا کر دیتا ہے۔ ورنہ حقیقت میں اس کے رموز پائی جاتے، سلی لکھ کر سے تو قرآن کا مطالعہ بھی گمراہی میں لے جاتا ہے" ("تفسیر الاسلام" ص ۱۳۵) خود بانی فرقہ کی گمراہی کی بنیاد قرآن و حدیث کا یہی سلی مطالعہ ہے۔

کتب احادیث کا مطالعہ کرنے والا اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ کتب حدیث میں اوجہ کی احادیث ہیں

(۱) جو ایک ہی بات سے حلق ہو، ان کے معارض کوئی دلیل شرعی نہ ہو، ان پر اُمت کے عمل میں بھی اختلاف نہ ہو، ایسی احادیث پر سب ائمہ نے عمل کیا ان کی مثال سورج کی روشنی کی سی ہے جو ساری دنیا میں گھر گھر پہنچتی ہے۔

(۲) دوسری قسم وہ احادیث ہیں جن میں اُس میں بھی اختلاف و تعارض پایا جاتا

ہے۔ جن میں صحابہ کا عمل بھی مختلف ہے، انکی احادیث کو بعض علاقوں میں عملی قوتز
 نصیب ہوا بعض دوسرے علاقوں میں ان کے اعتبار مخالف دوسری احادیث کو عملی قوتز
 نصیب ہوا۔ ان احادیث کی مثال پانچ کے تحت کی طرح ہے ایک ملائے میں مہر کا
 پانچ نہ کر لیا گیا سارا ملک صید پر نہ رہا ہے۔ دوسرے ملک میں پانچ نظر نہیں آیا سب نے
 روزہ روکا ہوا ہے۔ دونوں ملک مسلمان ہیں، موطا امام مالک میں بھی انکی احادیث ہیں
 جو سنا کج ہیں لیکن اہل مدینہ کا قتال اس پر نہ ہونے کی وجہ سے امام مالک نے بھی
 ان پر عمل نہیں کیا۔ اسی طرح امام اعظم امام شافعی بھی انکی روایات میں ان روایات
 پر عمل کرتے ہیں جن پر اہل کوفہ کا قتال ہے۔ اس کے خلاف احادیث اس علاقہ میں
 قوتز عملی کے خلاف ہونے کی وجہ سے مثلاً کہا جاتا ہے۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو کتاب اور دھال ہوں گے وہ
 انکی احادیث تمہارے پاس لائیں گے جہتمبار سے آپ دہانے نشی ہوں گی۔ (یعنی
 ان پر اس علاقہ میں عمل نہ ہوگا۔ عملی قوتز ان کے خلاف ہوگا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا ان سے بچنا، ایمان نہ ہو کہ تم کو تختہ اور گمراہی میں جگا کر دیں (صحیح مسلم ص ۱۰)
 حجۃ الایمان کی فرقہ مسعود احمد نے بالکل سبکی کا کیا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 تختہ اور گمراہی قرار دیا تھا کہ جن احادیث کے موافق اس ملک میں صدیوں سے عملی قوتز
 موجود تھا۔ ان کو جوہرہ ضعیف کہہ کر باطلی عمل قرار دیا اور جو احادیث اس ملک کے
 صدیوں سے عملی قوتز کے خلاف تھیں اور اسے شاذ تھیں ان کو بھی ان کے تختہ اور گمراہی پھیلائی۔

اجماع امت:

آپ نے اپنی فرقہ کا عقیدہ اسلام کے بارے میں معلوم کر لیا کہ اس کے
 نزدیک مسلم کا مطلب غیر معتقد ہے۔ قرآن پاک کے بارے میں بھی اس کے معتقد
 آپ کے سامنے آئے احادیث کے بارے میں بھی اس کا سارا زور حواشات پر ہے

اور حواشات میں سے ان احادیث پر عمل اور ان کی دعوت جو اس ملک میں قوتز عملی
 کے خلاف ہونے کی وجہ سے مثلاً جس کا سن ۱۵ سن شد شد فی البیادر کی وصیہ سے اور
 ۲۱۔

تمام اہل سنت و جماعت امت کو دلیل شرعی ماننے آئے ہیں اجماع امت کا
 خلاف اس کتاب و سنت و فرائض ہے۔ اپنی فرقہ اجماع امت کو دلیل شرعی نہیں سمجھتا۔
 اس لئے اس نے اجماع کی تعریف انکی بیان کی کہ اس کا تحقق ہی نہ ہو سکے، چنانچہ لکھتا
 ہے اجماع امت سے مراد یہ ہے کہ صحابہ سے لے کر قیامت تک سب مسلم اس پر اتفاق
 کر لیں (ملاحظہ ہو کتاب حق ص ۷۷) اجماع کی تعریف نہ قرآن میں نہ سنت میں نہ
 اصول میں، مسعود صاحب نے اسی لیے اس پر کوئی حوالہ نہیں دیا، گویا یہ تعریف اگرچہ
 محکمہ محمدیہ ہند کی صداقت ہے۔ لیکن بعض جگہ اپنی فرقہ کو خود اجماع کی ضرورت پڑ
 جاتی ہے۔ چنانچہ اسی کتاب کے ص ۳۲ سے ص ۳۶ تک اس بات پر زور دیا ہے کہ
 بخاری و مسلم کے صحیح ہونے پر امت کا اتفاق و اجماع ہے۔ گویا مسعود صاحب بتا سکتے ہیں
 کہ یہ اجماع کس مقام پر کس سند میں ہوا تھا جہاں تمام صحابہ سے لے کر قیامت تک کے
 مسلم جمع تھے۔ مسعودی نے جو ان معاصر کا قول ہے جو نہ خدا نہ نبی نہ صحابی نہ تابعی نہ تابع
 تابعی نہ مجتہد بلکہ امام شافعی کا معتقد جو آپ کے نزدیک سرے سے مسلم ہی نہیں۔

اجتہاد و قیاس:

تمام اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ "القیاس مطہر لا یشیت" کہ قیاس
 کتاب و سنت کے پیچیدہ مسائل کو تلاش کرنے کا نام ہے، از خود مسائل گھڑنے اور
 شریعت سازی کا نام قیاس و اجتہاد نہیں ہے، اہل سنت کا اتفاق ہے مجتہد شارع یعنی
 شریعت ساز نہیں ہوتا بلکہ شارع یعنی کتاب و سنت کی تشریحات کا ماہر ہوتا ہے وہ
 اجتہادی مسائل میں واسطی فی البیان اور واسطی فی التکمیم ہوتا ہے۔ اہل سنت و جماعت

کے نزدیک ایسے مسائل اجتہاد میں ہی پوشیدہ ہیں۔ مجتہد پر اجتہاد واجب ہے اور عادی پر تقلید واجب ہے، بانی فرقہ مسعود احمد جس نے اسلام اور امتناع کا معنی بگڑا۔ اسی طرح اجتہاد اور تقلید کا معنی بھی بگڑا۔ اہل سنت کے پاس اجتہاد کا مطلب ہے کتاب و سنت کے پوشیدہ مسائل کی تلاش اور ان سے اجتہاد کا معنی یوں بگڑا کہ قرآن و سنت کے خلاف مسائل گھڑے اور کتاب و سنت کے خلاف شریعت ممانی کرنا۔ یہ مطلب محض جھوٹ اور افتراء ہے، کسی مجتہد سے بانی فرقہ اجتہاد کا یہ مطلب جابت نہیں کر سکتا، اور تقلید کا مطلب سب اہل سنت والجماعت کے پاس یہی ہے کہ انہی مجتہدین نے جو مسائل کتاب و سنت ہی سے تلاش کئے ہیں اس مجتہد کی رہنمائی میں کتاب و سنت سے یہ ظاہر شدہ احکام پر عمل کرنا۔ مگر بانی فرقہ نے تقلید مجتہد کا یہ ظلو مطلب گھڑا کہ کتاب و سنت کے خلاف مجتہدین کے از خود گھڑے ہوئے مسائل پر عمل کرنا، اسی جھوٹ کی بناء پر اس نے فرقہ کو اکروا دیا ہے حالانکہ مجتہد کی تقلید کا یہ مطلب بانی فرقہ کا خاندان ساز ہے۔ مقلدین پر بیتان اور افتراء ہے، مقلدین کی کسی مشن کتاب سے بانی فرقہ تقلید مجتہد کی یہ حریف ہرگز نہیں دیکھا سکتا۔

جاؤ وہ جو سر پر چڑھ کر بولے:

بانی فرقہ اگرچہ مجتہدین کو شریعت ساز کہتا ہے مگر ایک جگہ اس کے حق سے حق بات نکل ہی گئی، گفت ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ چاروں اماموں نے جس اصول پر مسائل کی بنیاد رکھی وہ اصول سنت ہے کیونکہ ان لوگوں نے مسائل کو قرآن و حدیث کی روشنی میں حل کیا اور قرآن و حدیث کو چھڑ کر کسی اور شخص کے قول کو دلیل نہیں بنایا نہ اس کو جنت سمجھا۔ لہذا ان کا یہ طریقہ بے شک سنت تھا اور وہ چاروں برحق تھے۔ رحمہم اللہ (خلاصہ حاشیہ حق ص ۸۸) ایسے ہی موقع پر کسی نے کہا ہے۔

ہو ہے مدی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں ! زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کعبان کا

اب سوال یہ ہے کہ جو امام برحق ہیں۔ انہوں نے مسائل قرآن و حدیث کی روشنی میں حل فرمائے۔ ان کا یہ طریقہ سنت ہے تو ان مسائل کی جڑی زمین کتاب و سنت کی جڑی ہے، اس تقلید کو فکر شرک کیسے کہا جاتا ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

انہی ارادہ کو بانی فرقہ نے برحق بیان کیا اب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پڑھیے، ایک شخص نے اسے خط لکھا "میں بفضل خدا غنی ہوں قرآن مجید۔ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسک صحابہ کرام کے بعد امام ابوحنیفہ کی اتباع کرتا اور غنی کہلاتا ہوں، اور بفضلِ حقانی مطمئن ہوں لیکن غنی ہونا جڑ بیان نہیں سمجھتا اور ان کی اتباع اس لئے کرتا ہوں کہ انہوں نے قرآن و حدیث کو خوب سمجھا، حدیثوں کو سمجھتا اور جانچتا بڑی قابلیت کا کام ہے۔ انہوں نے قرآن و حدیث کو خوب سمجھا اور ہم کو ہدایت آسان طریقہ سے سمجھایا۔ جب ہی تو آج ایک ہزار سال سے زائد زمانہ سے لوگ ان کی اتباع کرتے چلے آتے ہیں نہ صرف کما کما اور لہذا سوالیہ جگہ ساری دنیا میں ان کی اتباع کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ قیامت تک کرتے رہیں گے، آپ اعزازہ لگائیے کہ ان ایک ہزار سے زائد برسوں میں کیسے کیسے زبردست بحث کا حل ترین علماء کرام، عابد و زاہد، مجتہد، امام فقیر کر دے ہیں جو ان کے معتقد ہوئے اور ان کی اتباع کرتے تھے امام صاحب کا رتبہ کتنا بڑا ہے بڑے بڑے امام وقت آپ کے شاگرد گزر دے ہیں، آج ان کے مقابلے میں اگر کوئی اپنی عقل کو ترجیح دے اور ان کو برا بھلا کہہ کر ٹھکرا، میں اپنا مقام حاصل کرتا چاہے تو یہ اس کی خود غرضی اور نادانی بلکہ جہالت ہے۔

(خلاصہ حاشیہ حق ص ۵۵)

بانی فرقہ مسعود احمد صاحب اس کے جواب میں لکھتے ہیں۔ "میں ان تمام فضائل کو تسلیم کرتا ہوں تو آپ نے امام ابوحنیفہؒ کے متعلق بیان کئے ہیں، میں کسی بھی

چیز میں اپنے کو ان کا ہم پلہ تو کہاں کی خاک پا کے برابر بھی نہیں سمجھتا (خلاصہ حاشا ص ۲۲) مسعودی فرقہ خود کرے کہ جو لوگ امامِ معتمد کی تقلید و برائی میں کتاب و سنت پر عمل کریں ان کو آپ لوگ مشرک اور غیر مسلم قرار دیتے ہیں اور آپ کا امام بنو بہا قرار خود دعائے امام کی خاک پا کے برابر نہیں اس کی تقلید کو فرض بنا جاتا ہے۔

فلک اذا لقسمة صبیغی.

فرقہ بندی:

گزشتہ سطور میں واضح کر چکا ہوں کہ دورِ برطانیہ میں ملحد و کٹورہ کے اشتہار زداری کے ذہب پر لبیک کہتے ہوئے جو لوگ قیدِ مذہب یعنی تقلیدِ امام سے آزاد ہو گئے ان میں فرقے ہی فرقے بننے چلے گئے کہ لوگ ان فرقوں سے تنگ آ گئے اس فرقہ بندی کا ایک ہی علاج تھا کہ یہ لوگ وقتی آوارگی چھوڑ کر بحیرہ تقلیدِ امام کی طرف آ جاتے تو اس فرقہ و در فرقہ اور اختلاف و اختلاف سے بچ جاتے۔ اہل اسلام کی صفوں میں پھر اتحاد و اتفاق پیدا ہو جاتا مگر یہ علاج حکومتِ برطانیہ کے لئے سخت خطرہ تھا، ان فرقہ پرستوں کا طریقہ یہ رہا کہ فرقہ پرستی کی برائی بیان کرتے، فرقہ بندی کے اپنے من و کوائف اربابِ کفر کو سہولت دے۔ ان کو دل کھول کر مذہبِ اجماع کہتے کہ لوگ کہیں ان کی تقلید کی طرف واپس نہ چلے جائیں اور ہمارے فرقے مٹ نہ جائیں۔ اندر اربابِ فرقہ پرستی کا بہتان باندھ کر خود ایک اور فرقہ بنا دیتے۔ یہی حکم اس فرقہ کے بانی نے کیا فرقہ پرستی کی برائی بیان کرتے کرتے خود ایک نیا فرقہ بنا لیا اور گالیاں بدستور مذہبِ اربابِ کفر دے رہے ہیں۔ ہم پہلے اپنے بارے میں عرض کرتے ہیں اسلام و جاہلویں ہے ہم مسلمان ہیں جس نام کی جہ سے ہم دوسرے دینوں سے ممتاز ہیں۔ نام نہاد نہ ہم بندہ ہیں نہ عیسائی نہ یہودی۔ پھر رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مختلف فرقوں میں بٹ گئی ان میں نہایت ہائے والی جماعت کا نام اہل

سنت والجماعت ہے اس نام سے باقی تمام نہاد اسلامی فرقوں شیعوں، معتزلہ، مجسبہ، قدریہ وغیرہ سے ممتاز، پھر اہل سنت والجماعت میں رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کی پاک جماعت کے طریقوں کو چارائے کرام نے مرفہ اور مدون فرمایا، جس طرح قرآن پاک کو سات قاریوں نے مرفہ فرمایا۔ اب کسی علاقے میں کسی قاری کی حواہز قرآن کے مطابق سب لوگ تلاوت کر رہے ہیں۔ کسی علاقے میں دوسرے قاری کی قرآن پر تلاوت کر رہے ہیں۔ جس طرح ان سات قرآنوں کو کوئی بے وقوف سات قرآن نہیں سمجھتا۔ سات ٹکڑے نہیں کہتا، جس نے ایک قرآن پر قرآن کریم کی تلاوت کی اس کو پورے قرآن کی تلاوت کا ثواب ملایا اسی طرح جس نے ایک امام کی تقلید میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کیا ہے پوری سنت پر عمل کرنے کا ثواب ملا۔ جس طرح قرآن پاک کی مختلف سات یا دس قرآنوں کو فرقہ وارانہ قرائتیں کہنا پرلے درجہ کی جہالت ہے۔ اسی طرح مذہبِ اربابِ کفر کو فرقہ قرار دینا ان کے اختلاف کو فرقہ وارانہ قرار دینا یہ جہالت کی انتہا ہے، مذہب کا معنی راستہ ہوتا ہے جو منزل سے ملانے کے لئے بنایا جاتا ہے اور فرقہ کا معنی خود اپنی فرقہ سے کٹنے والا کیا ہے۔ مذہب ملانے والا فرقہ کاٹنے والا دو متضاد باتیں ہیں مذہب کو فرقہ کہنا دن کو رات، آسمان کو زمین، گرم کو سرد کہنے سے بڑھ کر منافقت ہے۔ جس طرح قاریوں کا اختلاف قرآنِ سماویہ سے آیا۔ کتبِ احادیث میں بعض اختلافی احادیث صحابیہ سے مروی ہیں کتبِ احادیث میں صحابیہ کے مختلف اجتہاد یا فتویٰ درج ہیں تو کیا یہ مختلف یہاں بھی فرقہ وارانہ صحابہ، فرقہ وارانہ احادیث، فرقہ وارانہ قرآن کہہ کر یہ اعلان کرے گا کہ رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرقہ واریت کو چھوڑنے کا حکم دیا۔ سب فرقہ وارانہ صحابہ کو چھوڑ دو سب فرقہ وارانہ احادیث کو چھوڑ دو۔ سب فرقہ وارانہ قرائتوں اور فرقہ وارانہ رسولوں کو چھوڑ دو۔ چونکہ مسعود صاحب نے خود اکابر سے کٹ کر فرقہ بنا لیا اپنے آپ کو امامِ مفتقرض الخلفہ بنالیا، اس کا رات دن، بند اور بیداری فرقہ واریت میں ڈوبی ہوئی ہے، اس لئے وہ

جس کو گالیاں دینا چاہتا ہے اس کے ساتھ فرقہ وارانہ اپنی طرف سے لگا کر اس کو گستاخ شروع کر دیتا ہے۔ جب گالیاں دے کر ٹھک جاتا ہے تو ان ہی فرقہ وارانہ کپ حدیث سے متروک اہل امارت چن کر اپنے فرقے کو اس پر لگاتا ہے، انہیں فرقہ وارانہ مذاہب کے علماء کو احادیث صحابہ ان کر ان کے فیصلے نقل کرتا ہے کہ فلاں حدیث صحیح ہے فلاں ضعیف ہے۔ انہیں فرقہ وارانہ مذاہب کے علماء اہل مال اور علم اصول سے سرق کرتا ہے۔ زبان سے ان کو شکر بھی کہتا ہے، ان کی عیادت بھی چاہتا ہے۔ ان کی نئے تک جات جاتا ہے۔ مذاہب کو فرقہ وارانہ کہتا اس بدعتی فرقہ کی جہالت ہے۔

اختلاف اُمت:

باقی فرقہ چونکہ خود راہِ اختلاف ہے۔ اس لئے اختلاف اختلاف کے نعرے لگاتا ہے، لیکن جیسا کہ مگر وہ چکا ہے اختلاف احادیث میں بھی ہے، اختلاف قرأت میں بھی ہے، اختلاف صحابہ میں بھی ہے، اختلاف اصول حدیث میں بھی ہے، اختلاف علماء الرجال میں بھی ہے، اختلاف محدثین میں بھی ہے، ان سب اختلافات کو وہ برداشت کرتا ہے، مگر مجتہدین کے اختلاف کو خوب اُچھاٹا ہے۔ اختلاف کی بُرائی میں جو آیت یا حدیث مل جائے اُسے صرف ائمہ اربعہ کے اختلاف پر چسپاں کرتا ہے حالانکہ وہ خود بھی مانتا ہے کہ اختلاف دو قسم کا ہوتا ہے۔ وہ لکھتا ہے: "اختلاف ایک فطری امر ہے جو ہلایا کرتا ہے" (تفسیر قرآن مجید ص ۵۵ جلد اول) ایسا ائمہ مجتہدین کا اختلاف بھی فطری ہے خود باقی فرقہ جدید کیلئے ہیں۔ اجتہادی اختلاف اعمال میں تو ہو سکتا ہے اور اس کو کارو کیا جاسکتا ہے۔۔۔ ائمہ کا اختلاف اجتہادی تھا اور صرف اعمال میں تھا (خلاصہ صحابی حق ص ۶۶) اور آپ پڑھ چکے ہیں کہ باقی فرقہ چاروں ائمہ کو برحق مانتا ہے (خلاصہ صحابی حق ص ۸۸) پھر ان کے اختلاف کا شورش لے کر کرتا ہے۔

ہاں اختلاف کی دوسری قسم کو باقی فرقہ نے لعنت لکھا ہے (تفسیر قرآن مجید

۵۵۲ جلد اول) اب وہوں کو مثال سے سمجھیں ایک شخص کراچی شہر میں ہے جو بنگلوں مساجد کے عمارت کو دیکھ رہا ہے اور ہزاروں نمازیوں کو قید کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے دیکھ رہا ہے کہ سب مغرب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ شخص سب کے خلاف جبل کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہے اور سب نمازیوں کی نماز کو باطل کہتا ہے، جب پوچھو تو بخاری شریف کھول کر بیٹھ جاتا ہے کہ اس میں صحیح حدیث موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمایا رفع حاجت کے وقت نہ قبلہ کی طرف منہ کرو نہ پٹھ کرو، بلکہ رفع حاجت کے وقت یا مشرق کی طرف منہ کرو یا مغرب کی طرف بخاری شریف کی اس صحیح حدیث سے ثابت ہو گیا کہ قبلہ نہ مشرق کی طرف ہو سکتا ہے نہ مغرب کی طرف، جس طرح میں نے بخاری شریف سے ثابت کر دیا کہ قبلہ ہرگز ہرگز مغرب کی طرف نہیں ہو سکتا تھماری ساری نمازیں باطل ہیں اور کوئی شخص بخاری کی صریح حدیث سے منجھ دیکھا دے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ قبلہ شمال کی طرف نہیں ہو سکتا تو میں شمال کا صریح لفظ دیکھ کر سٹل چسپاں لاکھ روپے انعام دوں گا۔ کیا سوسو صاحب اس آدمی سے یہ انعام لے سکیں گے اگرچہ وہ شخص یہ اختلاف حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بخاری شریف کے نام سے کر رہا ہے مگر اس کے اس بین اختلاف کو اُمت میں تفرق قرار دیا جائے گا۔ قرآن وحدیث میں جہاں بھی تفرق کی ذمت ہے وہی تفرق اختلاف ہے جو ہونہ (پوری وضاحت) کے بعد کیا جائے۔ ہاں فطری اختلاف کی مثال یہ ہے کہ سندھ کے جنگل میں رات ہوگی۔ آسمان پر بادل چرا کوئی ستارہ نظر نہیں آتا قبلہ کا علم نہ کوئی بتائے والا ہے، اب چار لوگوں نے تحری سوچ بچار کیا، ایک کا دل اس طرح بالک ہوا کہ قبلہ اس طرف ہے حالانکہ وہ مشرق ہے، دوسرے کا دل بالک ہوا کہ اس طرف ہے حالانکہ وہ شمال ہے تیسرے کا دل جنوب کی طرف بالک ہوا چھ کا مغرب کی طرف سب نے نماز عشاء پڑھ لی۔ اب دیکھئے ان چاروں میں جتنا صرف ایک نہ قبلہ کی طرف نہیں چرے جتنا جتنا قبلہ سے مڑے

ہوئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے سب کی نماز قبول فرمائی۔ اس اثنا فرقہ ہوا جس نے لہزار مغرب کی طرف پڑھی اس کی نماز قبول اور دوسرے باقی تینوں کی نماز قبول نہ کر دیا ایک ایک نما۔ ایسے اختلاف کو اجتہادی اختلاف کہتے ہیں یہ ایک فطری اختلاف ہے، کیا مسعود صاحب ان چاروں نمازوں پر تفریق و اختلاف کی دعوت دلی آیات و احادیث لے کر کرے گا، کو کا فر مشرک قرار دیں گے۔ مسعود صاحب کا اجتہادی اختلاف پر ان آیات کو چسپاں کرنا یہودیوں کی طرح بھڑھون الکلم عن مواضعہ پر عمل ہے۔ الفرض مسعود صاحب نے اپنے مفترض الامام بننے کے بعد اسلام کے معنی بدلے۔ اجتہاد کے معنی بدلے، عقیدہ کے معنی بدلے، مذہب کے معنی بدلے، فرقہ وارانہ کا نقشہ یہ موقع استعمال کیا، اختلاف فطری کو اختلاف تحت قرار دیا۔

مسعود صاحب کی عادت:

مسعود صاحب لوگوں کے سامنے یہ دعوت لے کر کھڑے ہوئے کہ میں ہر مسئلہ قرآن وحدیث سے دیکھا سکتا ہوں مگر اس میں وہ نہ کی طرح کام کرتے تو اپنی اس ناکامی پر چودا اٹکے گئے ملے اور وہ حق کو کالیاں دینا شروع کر دیے ہیں، یہی تو وہ فقہ کی کتابوں سے ایسے مسائل پیش کرتے ہیں جو عقلی ہے جن سے معمول پر مسعود صاحب مذہب عقلی ان مسائل کا نام ہے جن پر اختلاف کا فتویٰ اور متواتر عمل ہے مثلاً اور مزدک اقولی مذہب عقلی ہرگز نہیں، جس طرح قرآن وحی ہے جو امت میں تواتر کے ساتھ ہر جگہ پڑھا جا رہا ہے نہ کہ کسی کتاب میں مذکور، مزدک قرآنوں کو قرآن کہا جائے ایسا شیعہ، عیسائی اور ہندو کرتے تھے، آپ نے بھی عقلی ہے اور معمول پر مسلمانوں کو چھوڑ کر تیسرے عقلی ہے، اور مثلاً مسائل پر امتراض شروع کر دیا اس کا جواب ہماری طرف سے وہی ہے جو آپ نے مگرین حدیث برق صاحب کو دی "ضعیف حدیث کے ہم جواب دو نہیں، ضعیف حدیث پر امتراض کرنا بھی فضول ہے (تحفیم الاسلام ۲۵۰) ہم

بھی کہتے ہیں مثلاً غیر عقلی ہے اور مزدک اقولی مذہب اقولی مذہب عقلی نہیں، اس فرقہ پر امتراض بھی فضول ہے اور ہم ان کے جواب دو بھی نہیں ہیں۔

اور بعض اوقات مسعود صاحب مگرین حدیث کی تقلید پر اتر آتے ہیں، جیسے دیکھا کرتے ہیں کہ احادیث میں بہت سے گھڑے مسلمان ہیں بہت ہی حدیثیں قرآن کے خلاف ہیں، یہی جگہ مسعود صاحب نے فقہ کے بارے میں کیا کہ میرے ذہن میں اس کا جواب بھی وہی ہجرت ہے جو مسعود صاحب نے مگرین حدیث کو دیا ہے۔ مجھے ہیں "مگر سب (مگر بن) نے لے کر کسی حدیث کو قرآن مجید کے خلاف نہیں سمجھا۔ ہر علم ہر قرآن مجید کے خلاف نہیں تو کیا یہ ہماری جگہ کا قصور ہے یا ان سب انکے کچلے گھٹین کی جگہ کا قصور ہے (تحفیم الاسلام ص ۲۹۰) مسعود صاحب ہزاروں حدیثیں اور فقہاء امام صاحب کے مقلد گڑھے ہیں جیسا کہ آپ کو بھی امتراض ہے مگر ان سب نے ان مسائل کو خلاف حدیث نہیں کہا، تو اصل بات یہی ہے نہ آپ کو حدیث کی کچھ آتی نہ فقہ کے مسئلہ کی کچھ آتی، لیکن اصل کڑی تو آپ کو پڑھنی نہیں آتی۔ یہ مارا آپ کی کچھ کا قصور ہے۔

آخری بات!

باقی فرقہ نے اپنے بارے میں اپنے فرقہ کو یہ باور کر رکھا ہے کہ وہ بہت بڑا مفتاح ہے اور اپنی کتاب میں سب صحیح احادیث نقل کرتے ہیں، اس لئے چارے سادہ لوح لوگ اس کی باتوں میں جھنسنے جاتے ہیں، اس مختصر رسالہ میں صرف چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔ باقی فرقہ نے ۱۹۷۵ء میں یہ فرقہ بنایا اور ۱۹۷۹ء میں لہزار کی کتاب نام مسعود صاحب "المنطق" کی اس میں لکھا "اس کتاب میں کوئی ضعیف حدیث نہیں لی گئی مگر کوئی صاحب اس کتاب کی کچھ حدیث کے ضعیف ہونے کی تصدیق فرمائیں گے تو دیکھو وہ آئندہ امتاعت میں آئے اس کتاب میں درج نہیں کیا جائے گا (ص ۲۳)

اس کتاب میں سب سے زیادہ زور مسئلہ رتبہ پر لگایا ہے۔ چنانچہ صخر (۱) صفحہ ۳۱۰ پر اس پر مکتبی حدیث ابو بکر صدیقؓ سے لایا ہے اس کی سند کا پہلا راوی امام ترمذی مسئلہ امام شافعی (تذکرۃ الحفاظ و طبقات الشافعیہ) کہ اس کا مسئلہ مسائل حیات الانبیاء پر ہے۔ یہ دونوں باہمی مسود کے نزدیک شریک ہیں۔

(۲) دوسرا راوی ابو عبد اللہ النافذ یہ شیعہ ہے اور فرقہ میں ہونا مسود کے پس شریک ہے۔ (۳) الصفار کا سامع السنی سے ثابت نہیں اور حقیق روایت بانی فرقہ کے نزدیک باطل اور نا قابل اعتبار ہے (تہذیب الامم ۹۳ صفحہ ۱۰۹) صفحہ ۱۱۳ (۴) ابی احمد النعمان محمد بن الفضل مارم ضعیف ہے (تہذیب الامم ۲۰۰ صفحہ ۹) ابی روایت کو بانی فرقہ کذب و بہتان کہتا ہے (تہذیب صفحہ ۱۲۸)

دوسری روایت حضرت عمرؓ سے نقل کی ہے (۵) اس کو متصل اللہ کہا ہے جو بالکل لٹلا ہے۔ متصل سند پیش کرتے وقت یہ باطل اور نا قابل اعتبار ہے۔ (۶) اس کے دوسرا راوی حماد اور سلیمان غیر معروف ہیں۔ خود بانی فرقہ ابی روایت کو بیعت اور افتراء کہتا ہے (تہذیب صفحہ ۱۳۰) (۷) صفحہ ۱۳۱ پر حضرت عثمانؓ کی روایت لکھی ہے۔ جس میں عبد الرحمن بن ابی العزیز ضعیف اور منقرض ہے۔ اور امام ابن السجستان کا ترجمہ جب اور تفسیر پڑھ کر کھڑے ہوئے کیا ہے۔ جو لٹلا ہے۔ (۸) عبد اللہ بن عمرؓ کی حدیث کے مرفوع موقوف ہونے میں اشکاف ہے۔ (۹) مالک بن النعمان کی حدیث کا مادہ لٹلا ہے۔ جو بانی فرقہ کے نزدیک فرقہ پرست اور شریک ہے۔ (۱۰) حضرت عائشہؓ کی سند کا راوی محمد بن حماد ضعیف یعنی فرقہ پرست اور شریک ہے (۱۱) حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کا مادہ ابن ابی نعیم بن ابی العباس نے تصحیف کیا ہے۔ (۱۲) حضرت جابرؓ کی روایت میں ابو ہریرہؓ ضعیف ہے (۱۳) انہی کی روایت کی سند میں روایت کو بانی فرقہ مشکوک کہتا ہے۔ (تہذیب صفحہ ۱۱۱) (۱۴) امام صاحب رتبہ پر یقین کرتے تھے نہ

میں بھری تمام صحابہ کو ملے اس کی سند صحیح کہ قادیان سے ہے اور جو روایت یقین کا راوی محمود بن اسحاق الخزاعی کا ترجمہ و توشیہ ثابت نہیں (۱۵) صفحہ ۳۵۳ پر حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعدؓ، حضرت سعیدؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ، حضرت ابو عبیدہؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت زیاد بن عاصؓ اصحاب کا نام لکھا ہے کہ یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روکنا جاتے، روکنا سے سرفرازی سے اور تیسری روایت کے شروع میں رتبہ پر یقین کرتے تھے۔ اگر محمود صاحب ابن کبارہ صحابہ سے صحیح سندیں دکھادیں تو ہم ہی سند ایک ہزار روپے تمام دیں گے۔ اور اس کے فرقہ والوں سے بھی عرض ہے کہ جو شخص ایک سانس میں کیا وہ صحابہ پر بیعت ہو جائے آپ اس امام کی اطاعت فرض جانتے ہیں۔ (۱۶) صفحہ ۳۵۴ پر صحابہ کی ایک مجلس کا ذکر کیا ہے کہ یہ صحابہ اس مجلس میں تھے۔ وہ کسی صحیح سند سے حدیث میں سترہ کا لٹلا نہیں دکھا سکتا۔ جس روایت کا حوالہ دیا ہے اس میں سترہ کی بجائے عشر کا لفظ ہے اور روایت بھی ضعیف ہے اس کی سند میں عبد اللہ بن جعفر ہے (۱۷) اس کا راوی محمد بن عمرو طحاوی ہے جس میں پیدا ہوا۔ دو سو پندرہ سال کی عمر میں ہی یہ روایت کر سکتا ہے جبکہ ان ۱۷ میں نے حضرت زیدؓ (۱۸) حضرت ابو مسعودؓ ۳۸، حضرت ابن مسعودؓ ۳۸، حضرت عمارؓ ۳۸، حضرت ابو ذرؓ صحیح قول پر ۳۸، حضرت محمد بن مسلمہؓ ۴۰، حضرت ابو اسیدؓ ۳۰، حضرت حسنؓ ۴۹ میں اشکاف فرمائیے تھے۔ جو رتبہ پر یقین کے ثبوت کے لئے ہے اپنی قبریں آٹھاد کر ایک مردہ کا نفس کیسے قائم کی گئی۔ بانی فرقہ حدیث اور تاریخ دونوں سے لاعلم ہے۔ (۱۹) صفحہ ۳۵۵ پر حضرت عائشہؓ کی حدیث جو ابو ہریرہؓ سے نقل کی ہے اس کے ساتھ صراحت تھی کہ تمام صحابہ کو مل کر بغیر کے وقت رتبہ پر یقین کرتے تھے بانی فرقہ نے یہاں بہت بڑی حیانت کی ہے (۱۹) میدان میں ان کی روایت کی سند میں ابی ہریرہؓ ضعیف ہے اور اس میں نہ روایت کی رتبہ پر یقین کا ذکر ہے۔ نہ تیسری روایت کے شروع کا

ہے (۲۰) سعید بن جبیر کے اثر میں الحسن بن عیسیٰ ضعیف اور عبدالمالک بن سلیمان بھی ضعیف ہے۔ ایک ہی مسئلہ میں بیس جھوٹ ہیں۔ پھر کسی ایک حدیث میں بھی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا اکابر صحابہ میں سے ایک صحابی بھی ہمیشہ یہ اختلافی رفع یدین کرتے رہے (۲۱) مسئلہ قرآنہ خلف الامام میں سکات میں قرآنہ کی حدیث ص ۳۳۸ پر حضرت عبداللہ بن عمرو سے نقل کی ہے اور اس کی سند کو صحیح کہا ہے سند میں امام بیہقی مقلد امام شافعی، ابو عبداللہ رافضی، محمد بن عبداللہ الشعمری، عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز کی توثیق ثابت نہیں ابوالصلت اللہری، رافضی خبیث - ابو معاویہ مرجئی خبیث عمرو بن محمد اور شعیب بن محمد مدلس، بانی فرقہ کے علم، انصاف کا یہ حال ہے کہ ایک ہی سند میں دو رافضی، دو مزید فرقہ پرست دو مجہول اور مدلس ہیں مگر سند صحیح ہے ناظرہ سرگرم بیان ہے کہ اسے کیا کہیے (۲۲) صفحہ ۳۳۳ پر پھر عبداللہ بن عمرو کی حدیث نقل کی ہے اور سند کو حسن کہا ہے جب کہ سند میں بیہقی مقلد امام شافعی عبدالحمید بن جعفر منکر حدیث دونوں فرقہ پرست مشرک ابوبکر حنفی غیر معروف ہے (۲۳) آمین بالجبر کے ثبوت میں صفحہ ۳۷۴ پر ام الحسن سے جو حدیث نقل کی ہے اس کی سند میں ہارون الدعور رافضی، اسماعیل بن مسلم ضعیف، ابی اسحاق مدلس اور ابن ام الحسن مجہول اور بانی فرقہ اس حدیث سے استدلال فرما رہے ہیں اور اس کے فرقہ کے لوگ رات دن یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ مسعود صاحب جیسا محقق کوئی نہیں اس کی اطاعت فرض ہے، حالانکہ وہ بیچارہ علوم دینیہ میں بالکل کورا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے فتنے سے اپنے محبوب کی امت کو بچائے۔ آمین یا اللہ العالمین

